اظہارِ حقیقت الحق

المعروف

فارق بین الحق والباطل

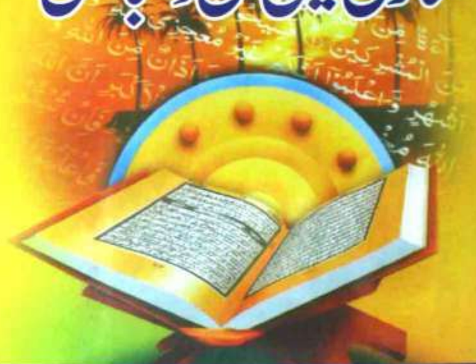

مؤلف و مصنف علامہ ابو العطاء محمد اللہ دتہ قادری

حکمِ ربّانی بذریعہ آیت قرآن

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ تَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۱)

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو

ترجمہ: اہل تشیع فرمان علی پار ۱ آیت ۴۲

اظہارِ حقیت الحق

المعروف

فارق بین الحق والباطل

مؤلف و مصنف

علامہ ابوالعطاء محمد اللہ دتہ قادری

خطیب جامع مسجد المصطفیٰ آباد (رتی ٹبی) چک ۱۲ ضلع شیخوپورہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	اظہار حقیقت الحق
مصنف	:	علامہ ابوالعطاء محمد اللہ دتہ قادری
نظر ثانی	:	الحاج علامہ مقبول احمد رضوی
اشاعت اول	:	2007
صفحات	:	575
تعداد	:	1100
ہدیہ	:	220
ناشر	:	انجمن غلامانِ مصطفےٰ واہل بیت وصحابہ عظام
خصوصی تعاون	:	الحاج علامہ مقبول احمد رضوی صاحب
ملنے کا پتہ	:	شفاخانہ غوثیہ بتی چوک سرگودھا روڈ مین بازار حبیب کالونی شیخوپورہ۔
	:	المصطفےٰ آبادرتی ٹبی چک نمبر 12 ضلع ننکانہ تحصیل صفدر آباد
	:	جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ رجسٹرڈ شادیوال

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراف حقیقت

ابوعقیل کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان۔ ابابکر وعمر هَلْ ظَلَمَكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئاً کیا ابوبکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا یا تمہارے حق دبائے رکھے۔ فَقَالَ لَا وَالَّذِي أَنْزَلَ الْقُرآنَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مَا ظَلَمْنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فرمایا نہیں اللہ کی قسم جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے نذیر بن جائے ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے عرض کی کہ آپ پر قربان ہو جاؤں کیا میں اُن دونوں کو دوست رکھوں۔ امام نے فرمایا کہ ہاں تجھ پر افسوس تو دنیا اور آخرت میں اُن دونوں سے دوستی رکھ۔ پھر تجھے کوئی تکلیف ہو تو وہ میری گردن پر ہے۔ (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید جلد چہارم)

صفحہ ۲ ترجمہ عربی عبارت: سیدنا امام زین العابدین اور ان کے صاحبزادے امام محمد باقر اور ان کے صاحبزادے امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ جب بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دیتے تو حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام کو صلوۃ والسلام عرض کرتے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے آ کر سلام پیش کرتے۔ (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید صفحہ ۶۸۱)

نیز کتب تواریخ اور اہل سنت واہل تشیع کی کتابیں صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے باہمی تعلقات محبت وعقیدت الفت واخوت اور بھائی چارے سے بھرپور ہیں۔ جیسا کہ اُن کی باہمی رشتہ داریاں اور ایک دوسرے کے فضائل ومناقب بیان کرنے سے ظاہر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زیر نظر کتاب انتہائی قوی دلائل پر مشتمل ہے جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد واضح ہو جائے گا۔

حضرت محترم ومکرم قبلہ حکیم صاحب حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے وافر نعمت عطا فرمائی ہے کہ وہ قادر الکلام ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات میں بہت وسیع اور گہرا مطالعہ اور تجربہ رکھتے ہیں۔ دعا ہے کہ زیر نظر کتاب کو اہل ایمان کیلئے مفید اور نافع بنائے اور حضرت قبلہ حکیم صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر العباد مقبول احمد رضوی

مہتمم جامعہ دار العلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) شادیوال گجرات

اس تالیف کردہ کتاب میں غلطی سے کسی بھی جگہ پر زیر زبر پیش یا نقطہ کی کمی بیشی ہونے کا احتمال ہے۔ مگر عبارت کے سیاق وسباق کو غور سے پڑھنے پر قاری کتاب پر واضح ہو جائے گا۔

marfat.com

مقدمة الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن بفضلِ ایزدتعالیٰ بفیض سرکارِدوعالم اُس مقدس اور عظیم ہستی کے فیض برکت اور لعاب دہن مبارک کی تاثیر ورگرنہ کہاں یہ بندۂ حقیر و ناچیز اور کہاں یہ تحقیق انیق۔ میری مراد عظیم ہستی سے قطب ربانی، غوث صمدانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چونکہ ہر ولی کامل بوجہ فنافی الرسول ہونے کے کمالات مصطفوی کا مظہر ہوتا ہے۔ مگر بحسب استعداد اور اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک لعاب دہن کا کمال ملاحظہ کیجئے۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر مولا علی کرم اللہ وجہہ شدید آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ صاحبِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ اپنا لعاب دہن حیدر کرار غیر فرار کی دکھتی آنکھوں میں لگایا۔ آشوب چشم سے صحت عاجلہ کاملہ حاصل ہوگئی۔ دوبارہ آشوب چشم کا مرض زندگی بھر نہ ہوا۔

مدینہ منورہ کے کھاری پانی والے کنویں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا ہمیشہ کیلئے آب شیریں کا چشمہ بن گیا۔

اب سنیئے قبلہ عالم لاثانی کا واقعہ ماخوذ از انوار لاثانی اشاعت چہارم ۱۹۹۰ء

قبلۂ عالم لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ کا ایک مرید حاضر ہوکر کہنے لگا میری بہو ایک سخت بیماری میں مبتلا رہنے کی بنا پر نابینا ہوگئی ہے، بہت علاج کروائے ہیں مگر بے سود۔ آپ قبلہ عالم نے اُن کے گھر آ کر دو تین دفعہ لعابِ دہن اس کی آنکھوں میں لگایا اور روشنی لوٹ آئی۔

marfat.com

ایک شخص اپنے بیمار بچے کو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اُس نے دعا کیلئے التجا کی قبلہ عالم نے پانی کا گلاس منگوایا۔ اس میں سے کچھ نوش فرما کر باقی اس کو دے دیا کہ بچے کو پلاؤ۔ سائل نے ادب سے عرض کی آپ نے دم نہیں فرمایا۔ ارشاد ہوا مومن کا جھوٹا مومن کیلئے شفاء ہوتا ہے اور بچے کا مومن ہونا تو ظاہر ہے اپنے ایمان کا بھی پتہ چل جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ بچہ مکمل طور پر تندرست ہو چکا ہے۔ ایک مولوی صاحب حاضر خدمت تھے انہوں نے اس حدیث پاک کی تصدیق کردی کہ مومن کا جھوٹا مومن کیلئے شفاء ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا جو مضمون تحریر کیا گیا تمہیداً لکھا گیا تاکہ اگلی کہانی کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ واقعہ یوں ہے کہ میرے والدین کے ہاں نرینہ اولاد فوت ہو جاتی تھی اور بیٹیاں زندہ رہتی تھیں۔ میرے والد محترم اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے عقیدۃً غیر مقلد تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُن کو قبلہ عالم علی پوری کی غلامی کا شرف حاصل ہو گیا۔ والد محترم چونکہ عالم فاضل کے علاوہ اعلیٰ پائے کے طبیب بھی تھے۔ بوجہ عالم دین ہونے کے قبلہ عالم کے منظور نظر مریدین میں سے تھے۔ تو جب میری ولادت ہوئی تین ماہ کے بعد مجھے بھی وہی بیماری وہی علامات ظاہر ہو گئے۔ جس بیماری سے پہلے لڑکے فوت ہو جاتے تھے۔ میری والدہ محترمہ مرحومہ کے اصرار پر کہ اب تو آپ نے قبلہ شاہ صاحب علی پوری کی بیعت کر لی ہے چلوان کی بارگاہ عالیہ میں جا کر دعا کرائیں یا نقش وغیرہ حاصل کریں۔

القصہ علی پور شریف حاضر خدمت ہوئے۔ قبلہ عالم نماز عصر کیلئے وضو فرما کر جائے نماز پر آئے ہی تھے۔ قبلہ عالم نے فرمایا اے حکیم جی کس طرح آئے ہو۔ والد گرامی نے سارا قصہ گوش گذار کر دیا۔ قبلہ عالم نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ اے لو جی اللہ خیر کرے گا مگر والد مرحوم کھڑے رہے چونکہ ادائیگی نماز عصر میں جلدی تھی فرمانے لگے اے حکیم جی اب کیا چاہتے ہو اور تو کچھ نہ کہا عرض کی کہ قبلہ حضور بچے کے منہ میں تھوک دیجئے۔ قبلہ عالم نے حکم دیا

marfat.com

بچے کا منہ کھولو آپ نے اپنا تھوک مبارک میرے کھلے منہ میں ڈال دیا۔ والد محترم پھر کھڑے رہے۔ پھر جلال میں آ کر فرمانے لگے اب کیا چاہتے ہو۔ والد محترم نے مجھ کو قبلہ عالم کے قدموں میں پھینک دیا اور آپ قبلہ عالم کے مقدس قدموں میں گر کر نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اضطراری حالت میں تڑپ رہے تھے تو پھر خلق عظیم کے مظہر مرد خدا نے نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ اے حکیم جی بن کی آ ہندے ہو۔ والد محترم نے مؤدبانہ انداز میں عرض کی کہ قبلہ عالم ایک دفعہ اور بچے کے منہ میں تھوک دو۔ قبلہ عالم پھر ایک دفعہ نہیں از خود دو دفعہ اس حقیر و ناچیز کے منہ میں تھوک دیا اور فرمایا جاؤ اب خیر ای خیر اے۔

حدیث پاک میں آیا ہے اَلْعِلْمُ الْاَبْدَانِ وَالْعِلْمُ الْاَدْیَانِ ایک بدنی علم دوسرا دین کا علم۔ تو بندہ ناچیز وحقیر کو دونوں میں آگاہی حاصل ہے۔ بسبب اس کے کے ہمارے خاندان کا دو تین پشتوں سے طب وخطابت کا پیشہ چلا آ رہا ہے۔ چونکہ طبیب یونانی کی کتب معتبرہ عربی اور فارسی زبان میں بھی تھیں۔ مثلاً قانونچہ، میزان الطب، اکسیر اعظم وغیرہ کے اور اس کے بعد بندہ کو دینی کتابیں پڑھنے کا از حد شوق پیدا ہو گیا اور تلاش حق کی خاطر اہل تشیع، مرزائیت، منکرین حدیث اور خوارج کی کتابیں کثیر التعداد مطالعہ میں رہیں اور دو طرفہ جواب الجواب پڑھنے کا کافی موقع ملا مگر حق عقیدہ اہل سنت وجماعت نظر آیا اور اسی پر پختگی نصیب ہوگئی جس کے نتیجہ میں یہ کتاب اظہار حقیقت الحق لکھی گئی۔

قارئین کرام کو ہماری اس تالیف سے ہماری دینی بصیرت کا اندازہ ہو جائے گا۔ خاص کر اہل علم طبقہ کو۔ دوسرا بدنی علم اس کا ثبوت یہ ہے کہ بندہ طبی میڈیکل کالج دہلی کا سند یافتہ ہے۔

حدیث پاک ۱: خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

حدیث پاک ۲: خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ

آمدم برسر مطلب قارئین آپ نے تمہیدی کلمات کے ضمن پڑھا ہوگا کہ حضور قبلہ عالم

marfat.com

لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تین دفعہ فرمایا۔

ا۔ میرے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا۔اے جاؤ جی اللہ خیر کرے گا۔

۲۔ عرض کی قبلہ عالم ایک دفعہ اور بچے کے منہ میں تھوک دو قبلہ عالم نے پھر ایک دفعہ نہیں از خود دو دفعہ اس پر تقصیر کے منہ میں تھوک دیا اور فرمایا جاؤ اب خیر ای خیر اے۔حاصل کلام تین دفعہ اس عاجز کے منہ میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور تین دفعہ ہی خیر کا لفظ استعمال کیا۔پہلی خیر کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ کی عمر اب ۸۵ تا ۹۰ سال کے درمیان ہے۔دوسری خیر کا مطلب دینی علم کیونکہ قرآن پاک ہی دینی علم کا منبع ومخزن ہے۔تیسری خیر کا مطلب عوام الناس کو نفع پہنچانا۔طبیب اگر نادار غریبوں مسکینوں کا علاج مفت کرے تو کرسکتا ہے اور نافع الخلائق کا ذریعہ بھی۔

نوٹ: حرف اول سے لے کر آخر تک جو کچھ لکھا گیا اس کا مقصد محض اللہ اور اس کے رسول مقبول کے فضل وکرم کا اظہار اور قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب کی دعائے مقبول اور آپ کے لعاب دہن مبارک کی تاثیر کا تذکرہ بطور شکر کی ادائیگی کے جو کہ ان نعمتوں کے حصول پر کرنا مجھ پر واجب تھا خدا گواہ ہے اس میں اپنی کسی قابلیت کا جتانا میرا مقصد نہیں کیونکہ

داد حق را قابلیت شرط نیست

بلکہ شرط قابلیت داد اوست

marfat.com

انتساب

بندہ اپنی اس کوشش کو قطب ربانی، غوثِ صمدانی، سلطان الفقراء حضور قبلۂ عالم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی نقشبندی قادری مجددی قدس سرہ العزیز علی پوری کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی نظر کرم اور لعابِ دہنِ مبارک کے فیض و برکت نے اس فقیر کو خدمت دین کے قابل بنایا۔ (مصنف اظہار حقیقت الحق)

ناچیز انجمن غلامانِ مصطفیٰ ﷺ واہل بیت کرام وصحابہ عظام المصطفیٰ آباد (رتی ٹبی) چک نمبر 12 کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہے جس نے اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ جلیلہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء انجمن کے تمامی معاونین کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرما کر ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور ہر قسم کے رنج و غم مصائب و آلام سے محفوظ و مصئون فرمائے اور تبلیغ دین کا شوق و ذوق عطا فرمائے۔

بالخصوص عزیزم گرامی قدر راحت دل و جان شیخ القرآن علامہ مقبول احمد جلالی رضوی مہتمم جامعہ دار العلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) شادیوال جو کہ شب و روز اپنے تمامی وسائل تبلیغ دین کی نشر و اشاعت پر صرف کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں چند کتابچے بھی تصنیف فرمائے ہیں۔ مثلاً الجواب المعقول...... مسائل حج و عمرہ...... شیعہ سُنی بھائی بھائی کیسے؟...... بخاری شریف میں حوضِ کوثر کے عنوان پر محققانہ بحث [1]

میری اس تالیف کی اشاعت میں ان کا تعاون تمامی معاونین سے دو چند ہے۔

marfat.com

تعارف

مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کا نشان

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ امابعد یہ کتاب مذہبی تعصب کو درکنار یعنی بالائے طاق رکھ کر معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کا ثبوت اس کتاب کا ایک ایک کلمہ واضح دلیل ہے۔ ہمارا مقصد صرف بحکم ربانی حقیقت حق کو روز روشن کی طرح ظاہر کرنے کیلئے آیات قرآنی اور احادیث نبوی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام جو طرفین میں مسلمہ ہیں اس کے بعد امیر المؤمنین امام المتقین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دیگر ائمہ اہل سنت طاہرین صادقین سلام اللہ علیہم کے اقوال مبارکہ سے راہ نمائی حاصل کی ہے۔

ہمارا مدعا افراد اُمت کو صحیح راستہ دکھانا اور غلط راستہ کے خطرات سے آگاہ کرنا ہے تا کہ ہر شخص اپنی صوابدید سے صحیح راہ عمل تیار کر سکے۔ ہمیں مکمل یقین ہے کہ جو لوگ ان مبارک ہستیوں کے ساتھ دعوٰی محبت وعشق تولی وعقیدت کا سچے دل سے دم بھرتے ہیں جو کہ ہر مؤمن کی جان ہے۔ ہماری پیش کردہ روایات سر آنکھوں پر رکھیں گے مگر اہل علم، اہل عقل، اہل انصاف۔

marfat.com

صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرنے والے لوگ ہوں یا اہل بیت اطہار پر طعنہ زنی کرنے والے ہوں۔ اہل سنت و جماعت شروع ہی سے ان دونوں کی تردید اپنا فرض اولین سمجھتی ہے۔ مگر مذکورہ بالا طعن و تشنیع کرنے والوں کی طرح مخالفین کی ہٹ لسٹیں بنانا، مساجد امام باڑوں کو مخالفین کے خون سے رنگین کر کے ملک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے اور غیر مسلموں سے اسلام کو دہشت گرد مذہب کہلوانے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلام سے متنفر کرنے کے حق میں نہیں۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث شریف اور اقوال مبارکہ ائمہ اہل بیت صادقین طاہرین سے آراستہ ہماری تحریروں، تقریروں کا منصفانہ انداز تبلیغ ہے۔

دیگر کتاب ہذا میں ہم نے ہر مسئلہ کے اثبات اور اپنے دعوٰی پر استدلال صرف اور صرف کتب معتبرہ اہل تشیع سے ہی کیا ہے اور چند مقام پر اہل سنت کی کتب سے حوالے پیش کئے ہیں وہاں کتب شیعہ سے اس کی مضبوط تائید بھی پیش کی گئی ہے یہی اس کتاب کی امتیازی خصوصیت ہے۔

marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	باب اول در مسئلہ بنات سید الکائنات از روئے قرآن (بنات کا لفظ حقیقی بیٹیوں پر استعمال ہوتا ہے۔ سوتیلی بیٹیوں پر نہیں ہوتا)۔	29
2	بموجب (امام الطائفہ علامہ نوری طبرسی کی تفسیر کے اگر کوئی قرآنی اصطلاح سے بنات کے لفظ کو سوتیلی بیٹی میں شامل دیکھا دے تو اُس کو انعام دیا جائے گا۔ تفسیر مجمع البیان	31
3	عربی زبان میں ایک بیٹی کے لئے لفظ بنت آیا ہے اور دو کے کیلئے بنتان اور دو سے زیادہ کیلئے بنات	31
4	اس اعتراض کا جواب جو اہل تشیع کہتے ہیں کہ بنات جمع کا صیغہ محض سیدہ فاطمہ ؓ کی تعظیم کیلئے ہے۔	32
5	اگر بنات جمع تعظیمی سمجھ کر ایک بیٹی مانو گے تو ازواج بھی ایک ہی ماننی پڑے گی۔	33
6	اصول کافی جو شیعہ حضرات کی سب سے اعلیٰ ترین حدیث کی کتاب ہے سے چار صاحبزادیوں کا ثبوت	34
7	علمائے اہل تشیع کا اقرار کہ اصول کافی میں تمام اخبار و آثار صحیح ہیں۔	35
8	امام جعفر صادق کا فرمان کہ رسول خدا نے فرمایا کہ حضرت نے میری پشت سے جنے قاسم، فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم، زینب ؓ	36
9	بموجب حدیث اصول کافی حضرت امام جعفر صادق کا فرمان خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔	37
10	اہل تشیع کی صحاح اربعہ سے دوسری کتاب سے یعنی بحوالہ استبصار حضرت فاطمہ کی حقیقی ہمشیرہ حضرت زینب زوجہ حضرت ابوالعاص بروائیت امام جعفر صادق	39
11	اہل تشیع کی مستند سنن اربعہ سے تیسری کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' حضرت علی المرتضیٰ نے سیدہ فاطمہ کے وصال کے بعد امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ سے نکاح کیا۔	40

marfat.com

12	حضرت امام جعفر صادق کا فرمان معتبر سند کے ساتھ کہ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔	42
13	بقول حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمان کا داماد رسول ہونا۔	43
14	تمام علمائے انساب متفق ہیں کہ آپ کی صلب پاک سے بطن خدیجہ سے چاروں صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے نام اوپر مذکور ہیں۔ مشہور ماہر علم انساب سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۰۲، طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۱، طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۴، الاستیعاب جلد دوم صفحہ ۷۱۸	45
15	سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کے عقیدہ میں آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں	46
16	شیعہ حضرات کی سنن اربعہ سے آپ کی صاحبزادیاں چار ہونے کا ثبوت تہذیب الاحکام جلد اول صحہ ۲۸۴	47
17	امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میرے باپ فرماتے تھے کہ حضور نے اپنی صاحبزادیوں اور اپنی بیویوں کے نکاح دس اوقیہ سے کم مہر پر نکاح نہیں کیے۔ فروع کافی کتاب النکاح جلد دوم	48
18	شیخ صدوق نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ کو حضرت خدیجہ سے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں	49
19	حضرت عبداللہ بن عباس کا بلند و بالا علمی مقام حضرت علی المرتضیٰ کے خاص شاگرد علی پاک نے اُن کی تربیت اپنی اولاد کی طرح کی۔	50
20	حضرت خدیجہ کے بطن سے قاسم اور عبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم جن کا نام آمنہ بھی ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ مناقب آل ابی طالب مصنفہ ابن شہر آشوب، حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں قرطبی نے کہا کہ ناقلین اس بات پر متفق ہیں۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ ؓ	51

marfat.com

21	حضرت عثمان غزوہ بدر سے بوجہ تیمارداری سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ کے گھر رہ گئے۔ مگر حضور نے انہیں مال غنیمت کا حصہ بھی دیا اور فرمایا تمہیں اصحاب بدر کی طرح ثواب بھی ملے گا۔ (التنبیہ والاشراف للمسعودی)	52
22	عیاشی نے روایت کی امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ حضور نے اپنی بیٹی عثمان غنی سے بیاہی تھی تو فرمایا ہاں ضرور بیاہی تھی (حیات القلوب در بیان حالات رقیہ)	52
23	ثبوت گیارہویں صدی کے مجدد ملا محمد باقر مجلسی عند الشیعہ (منتخب التواریخ) محمد ہاشم الخراسانی المشہدی، مجددین کا ہر صدی کے سرے پر آنا (سنن ابی داؤد کتاب اہلسنت)	52
24	امام جعفر صادقؑ کا فرمان کہ حضرت رسول خدا کیلئے بطن خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار صاحبزادیوں کا ثبوت (ابن بابویہ)	54
25	برائے رسول خدا حضرت خدیجہ کے بطن سے چار صاحبزادیوں کا ثبوت (حیات القلوب)	54
26	حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کرنے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان میں حضرت عثمان غنیؓ اور اُن کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول بھی تھیں۔ (حیات القلوب تفسیر مجمع البیان شیعی)	55
27	فرمان امام جعفر صادقؑ حضورﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور طاہر و قاسم دو صاحبزادے۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے اور زینب کا نکاح حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع سے جو خاندان بنوامیہ سے تھا اور ام کلثوم اور رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگر حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا۔ (منتھی الامال الحاج شیخ قمی)	56
28	حضرت زینبؓ کا عقد حضرت ابوالعاصؓ کے ساتھ اظہار نبوت کے پہلے اور کافروں کیلئے مؤمنہ دختر کے ساتھ نکاح حرام ہونے سے پہلے ہوا۔ حضرت زینبؓ سے ابوالعاص کی بیٹی امامہؓ پیدا ہوئی۔ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق اُن سے یعنی امامہؓ بنت زینبؓ بنت رسول اللہ سے (منتھی الامال شیخ عباس قمی)	57
29	اعتراض شیعہ بنات کا لفظ جو کہ جمع کا صیغہ ہے حضرت فاطمہؓ کی شان مقدس بہت بلند تھی جنت کی تمام عورتوں کی سردار اس لئے سیدہ فاطمہ کی تعظیم کیلئے استعمال کیا گیا۔	59

marfat.com

30	اس اوپر کے اعتراض کی متعدد وجوہات، اعتراض نمبر۲ لفظ بنات میں سیدہ فاطمہ کی بیٹیاں (یعنی حضورﷺ کی نواسیاں شامل ہیں	60
31	اعتراض نمبر۲ کے متعدد جوابات، اعتراض نمبر۳ اگر سرور عالمیاں کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو خطبات میں صرف سیدہ فاطمہؓ کا نام لیا جاتا ہے دوسری بیٹیوں کا نام بھی لیا جاتا۔	61
32	اس اعتراض نمبر۳ کے متعدد جوابات	61
33	اعتراض نمبر۴ جمع کا صیغہ بنات اس لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے باپ ہیں اس لحاظ سے امت کی عورتیں آپ کی بیٹیاں ہوئیں۔ اسی بنا پر آپ کو خطاب ہوا۔اس کے متعدد جوابات	63
34	اعتراض نمبر۵ اگر رسول پاک کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو ان کو واقعہ مباہلہ اور واقعہ تطہیر کے وقت کیوں شامل نہیں کیا گیا۔اس کے متعدد جوابات	64
35	اعتراض نمبر۶ کسی نبی، رسول اور مومن نے اپنی بیٹی کافر کو نہیں دی۔	65
36	اعتراض نمبر۶ کے متعدد جوابات صفحہ نمبر۴۴ تا صفحہ نمبر۵۰	66
37	اعتراض نمبر۷ رسالت مآب کی دختران پاک کا نکاح اُمتیوں ابو العاص بن ربیع اور حضرت عثمان سے کیسے جائز تھا۔	75
38	اعتراض نمبر۸ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے اس اعتراض کے متعدد جواب	77
39	اعتراض نمبر۹ اگر حضور علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہوتیں حقیقی تو سیدہ فاطمہؓ کے برابر اُن کی شان ہوتی۔اس کا جواب	81
40	(باب دوم) درود شریف ابراہیمی میں آل محمد کے مصادیق قرآن پاک میں خاص صحابہ کرام پر درود بھیجنے کا ذکر	99
41	اللہ کریم اور اس کے فرشتوں کا	

marfat.com

42	ہماری نماز نہیں ہوتی جب تک ہم تشہد میں حضور کی ذات پاک پر ہدیہ سلام بھیجنے کے ساتھ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہدیہ سلام نہ بھیجیں۔ فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۸ پر مصادیق آل پر اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تصریح حضرت علی المرتضیٰؓ کا صحابہ کرام پر صلوٰۃ بھیجنا یعنی اُن کیلئے نزول رحمت کی دعا کرنا۔ (صحیفہ علویہ) سید مرتضیٰ حسین لکھنوی	107
43	حضرت امام زین العابدینؓ کا صحابہ اور تابعین اور ان کی ازواج واولاد پر صلوٰۃ بھیجنا یعنی اُن کے لئے نزول رحمت کی دعا کرنا۔ (صحیفہ کاملہ) سید قائم رضا نسیم امروہی	110
44	اسی طرح صلوٰۃ دعائیہ کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے سورۃ توبہ میں حکم دیا اپنے صحابہ کیلئے۔	112
45	سیدہ فاطمہؓ کی صلوٰۃ دعائیہ۔ یا اللہ رحمت نازل کر پاک محمد مصطفےٰ ﷺ پر اور اس کی اہل بیت پاک پر اور اصحاب اخیار پر اور اُن کی طاہر ومطہر بیویوں اور اُن کی اولاد پر اور تمام انبیاء پر۔ (ناسخ التواریخ جلد ہشتم)	113
46	باب سوم آیہ تطہیر اور قرآنی روسے اہلبیت کا بیان، از روئے قرآن پاک	117
47	سورۃ ہود سے مضبوط ترین ثبوت۔ سورۃ قصص سے دوسرا ثبوت۔ سورۃ طٰہٰ سے تیسرا ثبوت اور اُن پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب۔	118
48	حضرت ام سلمہ کا اہل بیت میں سامل ہونے کا ثبوت۔	122
49	شیعہ حضرات درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں کیونکہ وہ ائمہ کو جناب رسالتمآب کی طرح معصوم جانتے ہیں اور اماموں کو جملہ انبیاء کی طرح منصوص من اللہ جانتے ہیں اور ان کی اطاعت کو رسول پاک کی طرح فرض جانتے ہیں۔ مفروض الطاعۃ اصول کافی قول امام جعفر صادق کہ حضرت علی کہ بزرگی مثل اُس بزرگی کے ہے جو محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور ایسی ہی بزرگی تمام آئمہ ھدیٰ کی ہے۔	125
50	ازواج پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بیت میں شامل ہیں۔	126

marfat.com

51	باب چہارم دفع الوسواس فی حدیث قرطاس اس میں شیعہ حضرات کے شکوک وشبہات اور ان کے جملہ اعتراضات کافی وشافی جوابات دربارہ حدیث قرطاس درج کیے گئے ہیں۔	133
52	یہ حدیث صرف عبداللہ بن عباس سے مروی ہونے کے باعث جو اس وقت بالغ بھی نہ تھے ناقابل اعتبار ہے۔اور حضرت فاروق اعظم کی ذات مبارکہ پر اہل تشیع کے جملہ اعتراضات کا جواب باصواب بسلسلہ حدیث قرطاس	136
53	باب نمبر ۵ در مسئلہ جنازۃ الرسول	155
54	حضرت امام جعفر صادقؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں آئے اور فرمایا کہ لوگوں نے اتفاق کرلیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ امامت کیلئے کھڑا ہو کر صلوٰۃ جنازہ پڑھائیں۔ حضرت امام جعفر صادق کا قول مبارک کہ نبی پاک کا وصال ہوا تو آپ پر فرشتوں اور تمام مہاجرین اور تمام انصار نے فوج در فوج نماز جنازہ پڑھی۔ (اصول کافی)	156
55	شیعہ حضرات کے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی، چھوٹے بڑے مرد عورت مدینے والے اور مدینہ شریف کے تمام گرد و نواح والوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ جنازہ ادا کی۔ (حیات القلوب جلد دوم)	158
56	جس شخص نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی تمام نے نماز جنازہ ادا کی اور جس نے بیعت نہ کی اُس نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔(احتجاج طبری شیخ ابو احمد بن علی طبری)	158
57	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ جبکہ آپ کے وصال کا وقت قریب آ گیا کلام فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ آپ کس وقت انتقال کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری اجل حاضر ہے۔ ابوبکر نے کہا آپ کی بازگشت کہاں ہے فرمایا جنت الماوی رفیق اعلیٰ قرب حق تعالیٰ میری بازگشت ہے۔	159
58	جو اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ جنازہ پڑھی اس سے مراد۔اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ تا آخر	160

marfat.com

59	اہل تشیع کا اعتراض کہ خلفائے ثلثہ لالچی تھے آپ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی اور وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔اس کا جواب	162
60	باب نمبر۶ تحقیق قضیۂ باغ فدک	
61	باغ فدک کے بارے تمام اختلافات کے باوجود ان روایات میں سے دو باتیں شیعہ حضرات تسلیم کرلیں وہ یہ کہ باغ فدک وہ مال ہے جو بغیر جنگ و جدال بطور مصالحت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ آیا۔ جو مال اس طریقہ سے ہاتھ آئے اسے مال فئے کہتے ہیں۔سورۃ حشر میں ارشاد رب العزت فدک مال فئے سے تھا۔(مقبول شیعی)	167
62	فدک مال فئے میں سے تھا۔ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی	168
63	مال فئے اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی کے بغیر حاصل ہوا۔ مال غنیمت اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی سے لڑائی کے بعد حاصل ہو	168
64	مال فئے کے مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔ جب تک بقید حیات ہیں اور ان کی وفات کے بعد اُس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام ائمہ دین میں سے ہوتے ہیں۔ جو کو چاہیں اس سے عطا کریں اور بہتر کام پر خرچ کریں یہی قول امیر المومنین کا ہے۔(تفسیر منہج الصادقین)	171
65	اموال فئے یعنی فدک بھی از روئے قرآن اس کے حقدار بہت سی اقسام کے لوگ ہیں۔	172
66	باغ فدک میں خلفائے راشدین کا عمل	174
67	ابوبکر صدیقؓ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت سیدہ فاطمہ، حسنین کریمین کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے اور حضرت امیر معاویہ تک یہی عمل جاری رہا۔(شرح نہج البلاغۃ فیض ابن میثم) شیعہ کا مایہ ناز سید علی نقی نے بھی یہی کہا۔(شرح نہج البلاغۃ فیض الاسلام)	175
68	حضرت ابوبکر صدیقؓ فدک کا غلہ وصول کرکے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے پھر اُن کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی اسی پر عمل کیا(شرح نہج البلاغۃ ابن حدید)	175

marfat.com

69	خلفائے ثلثہ نے سیدہ فاطمہ کو فدک سے محروم کر کے رسول خدا کی لخت جگر کو ناراض کیا اس کا جواب مدلل	175
70	جب شیعہ حضرات لاجواب ہو جاتے ہیں تو پھر کہتے کہ رسول خدا نے سیدہ فاطمہ کو ہبہ کر دیا تھا باغ فدک اس کے مسکت جوابات	177
71	ہبہ فدک کے بطلان پر دلائل	
72	اموال فئے اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حصہ ہے اور آپ کے رشتہ داروں کا اور امت کے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا	178
73	سیدہ فاطمہ لونڈی مانگنے کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں گئیں آپ نے فرمایا میں تجھے لونڈی سے بہترین تحفہ پیش کرتا ہوں آپ نے بخوشی اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ فرمایا جب سونے لگو تو ہر روز ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ورد کر لیا کرو۔ (جلاء العیون)	182
74	غزوہ تبوک جو بالاتفاق خیر و برکت وفدک کے بعد کا ہے ۷ ہجری فدک ہاتھ آیا۔ غزوہ تبوک ۸ ہجری کا اسوقت مسلمانوں کی مالی حالت نہایت مخدوش تھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام مالی قربانی پیش کرنے کا اعلان خلفائے ثلثہ نے سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔	183
75	شیعہ حضرات ایسی روایت دکھا سکتے کہ خاتون جنت نے اس غزوہ میں کوئی حصہ ڈالا ہو اور یہ بھی نہیں کہ مال بہت اکٹھا ہو گیا تھا اور ضرورت ہی نہ رہی۔	186
76	ہم ہبہ کی تردید میں کافی حقائق گذشتہ اوراق میں کر چکے ہیں وہ روایات شیعہ وسنی جس سے وہ ہبہ کا ثبوت گذارتے ہیں اُن کا جائزہ اور جوابات	187
77	دعوی میراث دعوی ہبہ کی نفی چاہتا ہے۔ بایں سبب کہ دعوی میراث موت کو چاہتا ہے اور دعوی ہبہ حیات کو	191

marfat.com

78	شیعہ عالم مجتہد ایک ایسی صحیح روایت جس کے راوۃ سب کے سب ثقہ اور سنی المذہب ہوں جس سے سرکار دو عالم کا خاتون جنت کو باغ فدک ہبہ کرنا اور سیدہ کا اس پر قبضہ کرنا ثابت ہو۔ پانچ صد روپے انعام دیں گے۔	194
79	دعوٰ وراثت، شیعہ حضرات دعوٰی ہبہ فدک میں لاجواب ہوتے ہیں تو وراثت کا سوال پیش کر دیتے ہیں۔	196
80	سیدہ فاطمہ کا عدالت صدیقی میں بنفس نفیس جانا مذکور ہے بالکل عقل ونقل کے خلاف ہے	197
81	حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ فاطمہ کو کہا مجھے آپ کی شان اور فضل کا انکار نہیں۔ آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے۔ مگر آپ کے والد بزرگوار کی مخالفت نہیں کر سکتا	200
82	لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ شیعہ حضرات کہتے ہیں یہ حدیث ابوبکر صدیقؓ کی خود ساختہ ہے اس کے متعدد مسکت جوابات	201
83	مسئلہ میراث میں شیعہ حضرات کے اعتراضات اور اُن کے جوابات	216
84	اعتراض نمبر ۱ یُوصِیْکُمُ اللّٰهُ فِی اَوْلَادِکُمْ..... الی آخرہ تمہارے ترکہ میں سے ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہوگا۔ (سورۃ النساء) اس کا جواب	217
85	اعتراض نمبر ۲ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاؤدَ پ۱۹ اس کا جواب	219
86	فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا...... الی آخرہ پس عطا کر مجھے ایک لڑکا جو کہ میرا وارث بنے اور حضرت یعقوب کی اولاد کا وارث بنے	221
87	سیدہ فاطمہ ابوبکر صدیقؓ پر ناراض ہوئیں اور صدیق اکبر سے قطع تعلق کر لیا۔ اس کے متعدد جوابات۔	226
88	روایات از کتب شیعہ سیدہ فاطمہؓ ابوبکر صدیقؓ سے راضی ہو گئیں اس کے متعدد ثبوت	230
89	حضرت امام باقرؓ سے دریافت کیا کہ کیا ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا یا تمہارے حق دبائے رکھے۔ فرمایا نہیں اللہ کی قسم انہوں نے ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ہم پر ظلم نہیں کیا۔ شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ابن حدید	233

marfat.com

90	حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ باغ فدک کے متعلق شیخین کی مخالفت سے مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔(ابن حدید شرح نہج البلاغۃ) یعنی مجھے اس چیز کے لوٹانے (فدک) سے شرم خدا آتی ہے۔جس کو ابوبکر صدیقؓ نے نہیں لوٹایا۔	234
91	کتب معتبرہ سے جو اہل تشیع کی ہیں حضرت علی پر سیدہ فاطمہ کا ناراض ہونا ثابت ہوتا ہے۔انوار نعمانیہ،امالی صدوق،جلاء العیون ناسخ التواریخ علل الشرائع	236
92	دعوت غور وفکر شیعہ حضرات سے اہل بیت رسول اللہ کو اللہ رب العزت دنیاوی مال و دولت اور زیب و زینت سے منع فرمایا۔قریباً معتبر سات حوالے۔	245
93	باب نمبر۶ بحث مسئلہ خلافت بلافصل سیدنا علی المرتضیٰ۔پہلی دلیل اہل تشیع کی خلافت بلا فصل حضرت علی پر وعد اللہ الذین امنو منکم الیٰ آخرۃ اس پر دلائل اور اُن کے جوابات	253
94	حضرت علی کی خلافت بلافصل پر دلیل دوم اور اس کے متعدد جوابات	253
95	ثبوت شیعہ حضرات کے علماء کا (معاذ اللہ) قرآن پاک میں تحریف ہو چکی ہے اس کے متعدد ثبوت۔	284
96	حضرت علی کے خلیفہ بلافصل ہونے سے اللہ تعالیٰ کا انکار قول امام محمد باقر (حیات القلوب)	288
97	علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل پر شیعہ حضرات کی دلیل سوم اور اس کے متعدد جوابات	292
98	حضرت علی المرتضیٰ کی گردن میں رسی ڈال کر اُن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر بیعت کرائی گئی۔	297
99	حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل پر شیعہ کی دلیل چہارم اور اس کے متعدد جوابات	303
100	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل پر شیعہ حضرات کی دلیل پنجم اور اُس کے متعدد جوابات۔	306
101	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے اس امر کی وضاحت فرمادی اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ اس میں بھی متفق ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔	307

marfat.com

102	یہ تاویل باطل اور لغو ہے کیونکہ حضرت ہارونؑ تو موسیٰ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے کیا خلیفہ وہی ہوتا ہے جو دنیا سے پہلے رخصت ہو اور جو خلیفہ بنانے والا ہو وہ بقید حیات ہو۔	310
103	خلفائے راشدین کی خلافت پر دلیل اول اس پر متعدد دلائل	314
104	رسول پاک خانہ کعبہ جا کر حجر اسمٰعیل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ اے گروہ قریش اور اے اقوام عرب بت پرستی چھوڑ کر میری دعوت قبول کرو۔ یعنی اللہ کی توحید اور میری رسالت پر ایمان لے آؤ تا کہ تم عرب کے بادشاہ ہو جاؤ اور اہل عجم تمہارے فرماں بردار ہو جائیں اور بہشت میں بادشاہ ہو۔ حیات القلوب	316
105	امام محمد باقر سے روائیت ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے عائشہ صدیقہؓ کو زندہ کریں گے تا کہ اُن سے حضرت فاطمہؓ کا انتقام لیں اور اُن پر حد جاری کریں۔ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور ان کے ساتھیوں کو رضی اللہ عنہم جنہوں نے آل محمد کے حقوق چھینے اُن کو سخت ترین عذاب دے کر قتل کریں گے (حق الیقین)	325
106	استخلاف سے مراد خلفائے اربعہ ہیں۔	331
107	آیا استخلاف کی وضاحت	334
108	خلافت حقہ پر دلیل دوم، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مرض شدت اختیار کر گیا تو ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ متعدد دلائل	346
109	خلفائے راشدین کی خلافت دلیل سوم، میں نے صحابہ ثلثہ کی بیعت کی اور اُن کا وفادار ہوں۔ امالی طوسی سے حضرت علی کا فرمان	348
110	خلفائے ثلثہ کی حقانیت پر دلیل چہارم	351
111	خلفائے ثلثہ کی خلافت حقہ پر دلیل پنجم اور اس پر متعدد نصوص دلائل	353
112	خلفائے راشدین کی خلافت حقہ پر دلیل ششم	358
113	حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق ہوں گے اور ان کے بعد عمر فاروق اعظمؓ اس پر متعدد نصوص دلائل	358

marfat.com

114	خلافت حقہ ثلثہ پر دلیل ہفتم حضرت حیدر کرار نے فرمایا کہ جو مجھے (رابع خلیفہ یعنی چوتھا خلیفہ) نہ کہے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (علامہ ابن شہر آشوب) اس پر شیعی اعتراض اور اس کا جواب	360
115	خلافت حقہ ثلثہ پر دلیل ہشتم	363
116	سیدنا علی المرتضیٰ باری تعالیٰ کے دربار مقدس میں التجا گو اور اس بات پر کہ بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو اس کے اوصیاء ہیں وہ میرے امام ہیں۔ صحیفہ علویہ	363
117	خلفائے راشدین کی خلافت پر دلیل نہم	365
118	صحیح حدیث مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔ ابوبکر صدیق ۲ سال ۳ ماہ اور آٹھ دن عمر فاروق دس سال چھ ماہ اور چار راتیں عثمان غنی گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن علی المرتضیٰ چار سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن آٹھ ماہ دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذہب للمسعودی شیعی)	365
119	خلفائے راشدین کی خلافت حقہ پر دلیل دہم حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی پاک نے فرمایا تین دفعہ اے اللہ میرے خلفائے پر رحم کر عرض کی آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ جو میری حدیث کی اور سنت کی تبلیغ کریں گے (امالی شیخ صدوق) اس پر متعدد ثقہ دلائل	368
120	خلفائے ثلثہ کی خلافت حقہ پر دلیل یاز دہم رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو فرمایا تھا کہ جو شخص قرآن اور میری سنت کی مخالفت کرے اور دین میں اپنی رائے کو دخل دے تو ایسے بدعتی سے جنگ کرنا۔ (احتجاج طبرسی اس کی تشریح)	372
121	خلفائے ثلثہ کی حقانیت پر دلیل دوازدہم اگر خلفائے ثلثہ کی خلافت غاصبانہ تھی تو حیدر کرار نے اُن کے خلاف جہاد کیوں نہیں کیا۔	374
122	شیعہ حضرات کے سات بہانوں کا جواب	375

marfat.com

123	ثبوت بیعت منجانب شیعہ حضرات کہ حضرت علی سے بالجبر بیعت لی گئی۔اس پر شیعہ حضرات کے آٹھ قول اور اُن کے زبردست جوابات	388
124	قوت حیدری کا بیان	393
125	فرمان حیدر کرار، خبردار میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا۔ایک وہ شخص جو خلافت کا مدعی ہو لیکن اس کا اہل نہ ہو۔ دوسرا وہ شخص جو اس چیز سے اپنے نفس کو منع کرے جو اس کے لئے واجب ہو۔	397
126	حیدر کرار کا بخوشی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کرنے کے متعدد ثبوت	401
127	امام حسن پاک اور حسین پاک کا حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرنے کا ثبوت	404
128	عبداللہ بن سبا یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے مسلمانوں میں حضرت علی کا وصی رسول ہونا اور خلیفہ بلافصل کا عقیدہ پھیلایا اور خلفائے ثلثہ کو غاصب اور ظالم مشہور کیا متعدد حوالے۔	415
129	شیعہ حضرات کے فخر المناظرین قاضی سعید الرحمٰن کا کہنا۔ مسلمانو حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن اس زمین پر پیدا بھی نہیں ہوا بلکہ یہ نعمان فیکٹری کا تیار کردہ ایک ڈرامہ ہے جو محض شیعیت کو بدنام کرنے کیلئے کھڑا گیا۔	419
130	اظہار حقیقت مؤلفہ شاہ صاحب کی حقیقت کا بیان	422
131	بحث آیہ تطہیر	426
132	جنگ احد کا ذکر قرآن میں جنگ احد میں جب خالد بن ولید نے عقب سے حملہ کیا تو لشکر اسلام بھاگ گیا صرف ایک جوان کھڑا رہ گیا رسول خدا نے کہا اے علی تم کیوں نہیں بھاگے۔علیؓ نے کہا یا رسول اللہ (لاکفر بعد اسلام)	437
133	صحابہ کرام کا مؤمن ہونا۔	447
134	اصحاب بدر کا قطعی جنتی ہونا۔	449
135	حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم کا از روئے قرآن مومن ہونا۔	449
136	بعنوان حضرت علی کا صدیق اکبر ہونا۔	451

marfat.com

137	حضرت علی کی خلافت بلافصل کے چند دلائل	457
138	بنجہائے فہمیدنی دربارہ مسئلہ خلافت	461
139	شیعہ حضرات بارہ اماموں کو مثل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتے ہیں (اصول کافی)	462
140	ہم نے ان کو امام بنایا وہ ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں۔ ہم نے اُن کو امام بنایا وہ جہنم کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔	466
141	آیہ استخلاف فی الارض کا مفہوم مختصر الفاظ میں	475
142	فرمان علی المرتضیٰ دربارہ تمکین دین	481
143	حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کے متبعین کا اہل سنت وجماعت ہونے کا ثبوت	489
144	حضرت علی کو خلافت برائے نام ملی قول شیعہ	491
145	فضائل حضرت ابوبکر صدیقؓ	494
146	حضرت ابوبکر کا مشرف با اسلام ہونا اعلان نبوت کے ساتھ ہی تھا۔	496
147	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لقب سے ملقب ہو۔	
148	از روئے قرآن صدیق اکبرؓ کا بڑا متقی ہونا یعنی اتقی إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ	499
149	امام جعفر صادق کی والدہ کے ابوبکر نانا اور دادا لگتے ہیں۔	499
150	فرمان رسالت مآب ہر کسی نے اسلام قبول کرنے میں کچھ تردد سے کام لیا مگر ابوبکر صدیق بغیر کسی تردد کے فوراً اسلام قبول کیا۔ (روضۃ الصفا)	500
151	ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا مال حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔	502
152	ابوبکر صدیقؓ کی رسول اکرم پر جاں نثاری کافروں کے نرغہ میں گھرے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچا لیا۔ خود کافروں کی مار پیٹ سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔	502
153	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے مجھ پر ایمان اور مالی قربانیاں کرنے میں سب سے سبقت کی وہ ابوبکر ہیں۔ (مسلم شریف) ناسخ التواریخ	503

marfat.com

154	اللہ نے مومنوں پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا احسان جتایا۔ ادھر آپ ﷺ فرماتے ہیں سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابو بکر کا احسان ہے۔	504
155	کسی صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے نزدیک محبوب ترین انسان کون ہے فرمایا ابو بکر صدیقؓ اور عائشہ صدیقہؓ (روضۃ الصفاء)	507
156	فضائل سیدنا عمر فاروق اعظمؓ	508
157	رسول پاک نے دعا کی خدایا اسلام کو یا عمر بن خطاب سے عزت وغلبہ عنایت فرمایا عمر بن ہشام سے تفسیر تھی (بحار الانوار ملا باقر مجلسی)	509
158	عمر فاروق نے کلمہ پڑھا تو حضور علیہ السلام نے تکبیر کہی صحابہ کرام نے انتہائی خوشی سے اور مسرت میں آ کر اتنے زور سے تکبیر کہی کہ قریش کی محفلوں تک آواز سنائی دی۔	510
159	فاروق اعظمؓ کے اظہار ایمان سے پہلے رسول اکرم بمعہ جماعت صحابہ اپنے گھر میں نماز ادا کرتے تھے لیکن حضرت عمر کے اظہار ایمان کے بعد پوری جماعت کو لیکر حرم کعبہ نماز ادا کی کعبہ میں اولین نماز با جماعت حضرت عمر فاروق کی جرأت وشجاعت کی مرہون منت ہے۔	510
160	اِنَّ الحق یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمر	516
161	جب عمر فاروق شہید ہوئے اور اُن کو کفن پہنایا گیا تو حضرت علی تشریف لائے اور فرمایا اس کفن پوش پر اللہ تعالی کی رحمتیں برکتیں ہوں۔ تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے پسندیدہ تر نہیں کہ میں اللہ سے ملوں۔ اور میرا نامۂ اعمال بھی اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی طرح ہو۔	517
162	حضرت عمر فاروق نے حضرت علی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے ابوالحسن مجھے ایسی قوم میں رہنا اور زندگی گذارنا پسند نہیں جس میں تم نہ ہو۔ (امالی طوسی)	518
163	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر سے جوہری وحدت کتاب الحقق والمفترق فتاوی افریقہ (نوادر الاصول)	520

marfat.com

164	ثابت ہوگیا کہ سرور عالم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے اجسام مبارکہ کا خمیر طیب ایک ہی پاکیزہ ترین مٹی سے اٹھایا گیا۔	521
165	گنبد خضریٰ میں وصال ابدی	521
166	فضائل سیدنا عثمان غنی	522
167	غزوہ تبوک میں حضرت عثمان غنی کی بے مثال مالی امداد اس امداد کو دیکھ کر رسول کریم نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں فرمایا۔ اے اللہ میں عثمان پر راضی ہوگیا تو بھی راضی ہوجا۔	523
168	بیعت الرضوان تحقیق اللہ راضی ہوگیا جب کہ انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والوں تمام صحابہ جن کی تعداد پندرہ سوتھی اس وقت دنیا کے افضل ترین انسان تھے۔ رسول پاک نے ارشاد فرمایا ان میں سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ بلکہ سب کے سب جنتی ہیں۔	526
169	بیعت رضوان میں رسول پاک اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر حضرت عثمان کیلئے غائبانہ بیعت فرمائی۔ فروع کافی کتاب الروضہ	528
170	اللہ تعالیٰ حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیں اور سرور عالم اپنے اُسی ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیں۔	528
171	حضرت عثمان غنی کی رسول کریم سے جدی رشتہ داری حضرت عثمان کا داماد رسول پاک ہونا	530
172	حضور ﷺ تیسرے دادے میں جا ملتے ہیں۔ شرح نہج البلاغہ فیض الاسلام	530
173	حث حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ برائے قتل کیا گیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں لخت جگر امام حسن پاک اور حسین پاک کو حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر حفاظت کیلئے مقرر فرمایا۔ مروج الذہب	532
174	حضرت علی پاک نے اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا کہ تم دونوں دروازے پر تھے تو ایسے میں امیر المؤمنین کیسے قتل ہوگئے اس کے بعد امام حسن پاک اور امام حسین پاک کے منہ پر طمانچہ مارا اور سینے پر مکا مارا محمد بن طلحہ کو برا بھلا کہا اور عبداللہ بن زبیر کو لعن طعن کی	533

marfat.com

175	حضرت عثمان خود داماد رسول اور اُن کا پوتا داماد حسین ابن حدید شرح نہج البلاغۃ	534
176	عائشہ بنت عثمان کا نکاح امام حسن پاک سے مناقب آل ابی طالب فرمان رسول پاک اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمان کو دے دیتا اسی لئے حضرت عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔	535
177	حضرت عثمان نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر جبکہ سخت مشکل اور تنگی کا وقت تھا۔سینکڑوں اونٹ سامان سے لدے ہوئے اور ایک ہزار مثقال سونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکتا تھا۔اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ عثمان غنی آج کے بعد جو بھی عمل کریں گے اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔	535
178	حسنین کریمین کے بیمار ہونے پر حضرت فاطمہ، حضرت علی، انکی کنیز فضہ نے اُن کی صحت کیلئے تین روزوں کی منت مانی ان کی صحت پر جب وفا کا وقت آیا تینوں نے روزے رکھے۔لیکن بوقت افطار ایک روز مسکین دوسرے روز یتیم تیسرے روز اسیر آ گیا۔ان حضرات نے تینوں دن سب روٹیاں اُن سائلوں کو دے دیں اس معیاری ایثار واحسان کا ذکر رب العزت نے قرآن میں فرمایا۔	544
179	ایثار وانفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم کہ تمام عمر صاحب نصاب نہ ہو سکے۔کہ زکوٰۃ ادا کرنے کی نوبت آتی۔	545
180	کئی کئی دن چولہا نہ جلتا تھا آپ کا کھانا نہایت سادہ ہوتا تھا آپ کی نانِ جویں بہت مشہور ہے۔	546
181	امام حسن پاک کا گھر میں چند دن فاقے کی نوبت آتی ہے آپ کی خادمہ چاندی کا ٹکڑا لے کر حاضر خدمت ہوئی۔آپ نے جلال میں آ کر اپنا قدم زمین پر مارا گھر کی ساری زمین سونا بن گئی۔فرمایا کیا ہم محتاج اور فقراء اضطراری میں مبتلا ہیں نہیں دوسروں کا فقر مٹانے کیلئے یہ فقر ہم نے اپنے اوپر خود طاری کر رکھا ہے۔یہ فقر اختیاری ہے اور ہمارے نانا پاک کی سنت	546

marfat.com

182	فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ مشکوٰۃ	547
183	حضرت علی علم و عرفان کے شہنشاہ ہیں۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اولیاء اور اصفیاء کے پیشوا ابوالحسن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ کشف المحجوب	547
184	تمام قطب الاقطاب، ابدال اوتاد جو اولیاء عزلت میں سے ہیں اُن کی تربیت اور امداد اعانت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد ہے اور قطب مدار کا سر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کے نیچے ہے۔ حضرت فاطمہ الزاہرا اور حضرت امام حسن پاک اور امام حسین پاک بھی اس مقام میں حضرت علی کے شریک ہیں۔ مکتوبات مجدد الف ثانی	547
185	حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبل پیدائش اور بعد پیدائش وجود عنصری اس مقام کے مرکوز ہے۔	548
186	اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ حضرت علی سے محبت رکھے جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔ (مکتوبات مجدد)	548
187	فتح خیبر کا سہرا آپ ہی کے سر پر ہے اسی بنا پر دنیا کو فاتح خیبر کہتی ہے۔	549
188	حضرت فاروق اعظمؓ کے نزدیک گستاخ علی گستاخ رسول مقبول ہے۔ (امام شیخ طوسی)	552
189	قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ لاثانی نے فرمایا میرے نزدیک جناب سیدہ فاطمہ الزاہرا کا درجہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے زیادہ ہے۔ (انوار لاثانی) تکمیل الایمان شاہ عبدالحق محدث دہلوی میں لکھا ہے کہ یہی عقیدہ امام مالک حضرت تاج الدین سبکی شیخ علیم الدین عراقی کا ہے۔	553
190	علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے گلہائے عقیدت بحضور سیدہ فاطمہ الزاہرا، امام حسن پاک، امام حسین پاک نوجوانان جنت کے سردار (ترمذی شریف) جس کی موت آل محمد کی محبت پر ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو فرشتوں کیلئے زیارت گاہ بنائے گا۔	553

marfat.com

پیش لفظ

بندہ حقیر وناچیز عرصۂ دراز سے رتی ٹبی چک نمبر 12 تحصیل وضلع شیخوپورہ جامع مسجد المصطفےٰ ﷺ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ہمارے گاؤں میں تھوڑے شیعہ صاحبان بھی اقامت پذیر ہیں۔ گاہ بگا اُن شیعہ دوستوں اور ان کے آنے والے ذاکرین واعظین سے اختلافی مسائل شیعہ سُنی پر بحث وتمحیص ہوتی رہی۔ بایں سبب شیعہ لٹریچر کا اور ان کے دفاع میں اہلسنت اکابر علماء کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔

اپنے دورانِ خطابت بسلسلہ شیعہ سُنی مسائل اختلافی پر سیکڑوں تقریریں کیں۔ اکثر اصحاب واحباب جو ماشاءاللہ مذہبی علم وبصیرت رکھتے ہیں اور ان میں دینی تعلیم کے علاوہ بعض احباب میٹرک، ایف اے، بی اے بھی ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ علامہ صاحب ہم نے اکثر بڑے بڑے علماء اور مناظرین کی انہیں مسائل اختلافی "شیعہ سُنی" پر تقریریں سنی ہیں اور انہیں مسائل پر ان کے تحریر کردہ رسائل اور چھوٹی موٹی کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ مگر آپ جیسا مدلل اور مؤثر بیان جو کہ دلائل قویہ سے مزین ہوتا ہے کم۔ دیکھنے میں آیا۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ جو کہ دینی حمیت پر مبنی ہے وہ یہ ہے کہ تقریر خواہ کتنی ہی فصیح وبلیغ اور مدلل ہو۔ ہوا میں اڑ جاتی ہے اور کچھ عرصہ بعد سامعین کے ذہنوں سے از یاد رفت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آپ کو ان اختلافی مسائل پر کوئی ایسی کتاب لکھنی چاہیے جس سے ہم اور آئندہ آنے والی ہماری اولاد دیگر

احباب اہلسنت فیض یاب ہوسکیں۔ ہم ہر طرح آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اُن نیک طبیعت احباب واصحاب کا مشورہ بسروچشم قبول کرتے ہوئے کتاب کی تالیف شروع کردی۔

مگر اس کاوش سے میرا مطلب یا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ کوئی اپنا یا بیگانہ میری تعریف کرے۔ من آنم کہ من دانم، میں ایک حقیر وناچیز بندہ ہوں بقول شاعر

نہ خریدار کا حصہ ہوں نہ حق بائع کا
میں وہ دانہ ہوں جو گر جائے کف میزاں سے

اگر اس کے باوجود کوئی صاحب علم وبصیرت مجھے کسی قابل سمجھتا ہے۔ اور اپنے گوشئہ التفات میں مجھے جگہ دیتا ہے تو میں اُسے اللہ کا فضل اور اُس قدر شناس کی بلندئ اخلاق سمجھتا ہوں۔

معرا ہوں ہنر سے میں سراپا عیب ہوں اکبر
عنایت ہے احبا کی اگر اچھا سمجھتے ہیں

marfat.com

باب اول

درمسئلہ بنات سید الکائنات

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔

(ترجمہ مقبول شیعہ مطبوعہ افتخار بکڈ پو کرشن نگر لاہور صفحہ ۸۴۹)

غور کیجئے! اس آیت مبارکہ میں تینوں لفظ جمع وارد ہوئے ہیں۔ ازواج۔ بنات۔ نساء المومنین بلحاظ قواعد عربیہ صیغہ جمع سے کم از کم تین افراد مراد لینا حقیقی معنی ہے۔ ان تینوں یعنی ازواج۔ بنات۔ نساء المومنین میں کسی لفظ میں واحد کا شائبہ ہی نہیں۔ بنت کا واحد کہاں سے لاؤ گے۔

بنات کا لفظ حقیقی بیٹیوں پر استعمال ہوتا ہے۔ سوتیلی بیٹیوں پر نہیں ہوتا۔

چونکہ بنات کا لفظ مضاف بسوئے کَ ہے جس کا ترجمہ یہ ہوا۔ کہ آپ اپنی بیٹیوں

marfat.com

کوفرمائے اگر سیدہ خدیجہ ﷺ کی پچھلی لڑکیاں ہوتیں تو بَنٰتِکَ کی بجائے بنات زوجک ہوتا وبنا تک میں ک اضافی نے مصطفےٰ ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں ثابت کردیں۔اب بنت کی تشریح شعیہ تفسیر سے

(وَبَنٰتُکُمْ) وَنکَاحُ بَنَاتِکُمْ وَکُلُّ اِمْرَءَۃٍ رَجَعَ نَسْبُھَا اِلَیْکَ بِالْوِلَادَۃِ بِدَرَجَۃٍ اَوْ دَرَجَاتٍ بِاِنَاثٍ رَجَعَ نَسْبُھَا اِلَیْکَ اَوْ بِذُکُوْرٍ فَھِیَ بِنْتُکَ

ترجمہ: یعنی اور وہ تمہاری بیٹیاں، یعنی تمہاری بیٹیوں کا نکاح تمہارے لئے حرام ہے۔

آگے بنت کی تشریح کرتے ہیں۔ بنت ہر اُس عورت کو کہا جاتا ہے جس کی نسبت ولادت کے ساتھ تیری طرف رجوع کرے یا پوتی وہ بھی بیٹی ہے۔(علامہ نوری طبرسی نے جو امام الطائفۃ الشیعہ ہے) اس نے فیصلہ کردیا کہ اپنی بیٹی جو اپنی عورت سے اپنے نسب سے پیدا ہو وہی بیٹی کہلاتی ہے۔جس بیٹی کی نسبت آدمی کی طرف نہ ہو وہ اس آدمی کی بیٹی نہیں کہلا سکتی اور جو شخص بنات سے سوتیلی بیٹی مراد لیتا ہے وہ زبان عرب سے ناواقف ہے کیونکہ عربی زبان میں سوتیلی بیٹی یعنی بیوی کی پچھلی لڑکی کو ربیبہ کہا جاتا ہے۔

بنت کا لفظ اس پر دوسرے خاوند کیلئے استعمال ہوتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔

وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآءِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِھِنَّ

ترجمہ: جن عورتوں سے تم نے صحبت کی یعنی دخول کیا ان کی گودیوں میں جو تمہاری سوتیلی بیٹیاں ہیں۔

منکرین بنات مصطفےٰ ﷺ عربی زبان سے اتنے ناواقف ہیں ان کو اتنا علم بھی نہیں کہ بنات کا لفظ سوتیلی بیٹی پر استعمال نہیں ہوتا۔اگر کوئی قرآنی اصطلاح سے بنات کے لفظ کو

marfat.com

سوتیلی بیٹی میں شامل دیکھادے تو ہم اس کو انعام دینگے۔ ورنہ ہم قرآنی اصطلاح کو شیعہ تفسیر سے دیکھادیتے ہیں۔

(دیکھو تفسیر عمدۃ البیان ۲۲۵/امیں لکھا ہے)

وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِي فِي حُجُوْرِكُمْ اور گلویں تمہاری جو کہ بچ گودیوں تمہارے کی ہیں تم ان کی پرورش کرتے ہو۔ (نمبر۲ النساء پ۵)

نمبرا مجمع البیان مطبع طہران مؤلفہ ابی علی طبرسی ـــــــ ۳/۲۷ اور ربائب جمع ربیبہ کی ہے اور ربیبہ اُس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اُس کی ماں کا دوسرا شوہر اُسکی پرورش کرتا ہے۔ یعنی تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ دوسرے خاوندوں سے ہیں۔

الحاصل: ثابت ہوا کہ بنت کا حقیقی معنی بھی یہی ہے کہ اپنی پشت سے متعلق ہو چنانچہ علامہ نوری طبرسی جو امام الطائفۃ الشیعہ ہے اپنی تفسیر مجمع البیان صفحہ ۲۸ پر یہی فرماتے ہیں پیچھے حوالہ گذر چکا ہے۔ اگرچہ قرآنی آیت کے بعد کسی اور حوالہ کی ضرورت نہیں رہتی مگر ضدی اور متعصب مزاج والوں کیلئے ہم انہیں کی مسلمہ کتب کے حوالہ جات پیش کریں گے۔ مگر ہم اب خلاصہ کلام اختصاراً پیش کرتے ہیں تا کہ ہماری قرآنی آیت کی تشریح جو کہ ہم نے کی ہے بآسانی سمجھ میں آجائے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن شریف فصیح ترین زبان عرب میں نازل ہوا ہے۔

عربی میں ایک بیٹی کیلئے لفظ بنت آیا ہے اور دو کیلئے بنتان اور دو سے زیادہ کیلئے بنات اور بیویوں کے پہلے شوہر سے بیٹیوں کیلئے ربائب اور عام عورتوں اور بیویوں کیلئے نساء اور جیسا کہ قرآن پاک میں محرمات (یعنی جن عورتوں سے نکاح حرام ہے) کے بیان میں فرمایا گیا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ تا ....

marfat.com

وَرَبَائِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ (آلایۃ)

یعنی حرام ہیں تم پر تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ دوسرے شوہروں سے ہیں۔ (شیعی تفسیر عمدۃ البیان صفحہ ۲۲۵)

اور جیسا کہ بیان ہو چکا قرآن پاک میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دو سے زیادہ صاحبزادیاں تھیں اور یہ ذکر صاف لفظوں میں پردہ کے حکم میں ہے۔

یا یُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

یعنی یا نبی کہہ دو اپنی بیویوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ خدائے عالم الغیب کے علم میں تھا کہ اگر صرف یہ حکم دیا جاتا ہے کہ۔

یا یُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ.

تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیاں بھی آ سکتی تھیں اور ازواج پاک بھی اور عام مسلمان عورتیں بھی مگر خاص کر حضرت عثمان ؓ داماد نبی سے عداوت رکھنے والے لوگ کہہ دینگے کہ قرآن میں کہیں نہیں کہ رسول خدا کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ہر صنف کو الگ الگ واضح طور پر بیان کر دیا تا کہ منکرین کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

قرآن مقدس کی اس واضح اور محکم دلیل سے فرار کیلئے منکرین بنات نے کئی ایک لایعنی بے معنی اور بودے اعتراضات کا سہارا لے رکھا ہے۔ جن کی حیثیت پرکاہ سے زیادہ نہیں۔

اعتراض جعفری صاحب:

واقعی آیہ حجاب میں لفظ بنات جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن یہیں جمع کا صیغہ محض سیدہ کی تعظیم کیلئے ہے۔ دراصل مراد صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔

marfat.com

جواب قادری صاحب:

یہ اعتراض بھی کم علمی اور بے بصیرتی کا نتیجہ ہے۔ غور کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس جگہ مخاطب ہیں۔ ان کے لئے تو قل واحد اور ک ضمیر واحد استعمال ہوا اور صرف ایک صاجزادی کیلئے تعظیماً صیغہ جمع ہو یاللعجب۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام (مخاطب) زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں ۔

جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

دیگر اس آیت کریمہ میں احکام تکلیفیہ بیان ہو رہے ہیں۔ عورتوں کے پردہ کا حکم دیا گیا ہے یہ مقام مدح وثنا نہیں۔ غور فرمائیں اگر جمع تعظیمی ہوتی تو قُلْ لِاَزْوَاجِکَ میں کاف ضمیر خطاب میں افراد کیوں برتا گیا۔ جناب مریم علیہا السلام تمام دنیا کی عورتوں سے برگزیدہ ہیں قرآن پاک میں وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔ لیکن کاف ضمیر مفرد لایا گیا ہے۔ جس طرح لفظ اَزْوَاجِکَ میں سے واضح ہے کہ رسول پاک کی بیویاں ایک سے زیادہ تھیں اسی طرح بنات کی تعداد ایک سے زیادہ ہے اگر بنات جمع تعظیمی سمجھ کر ایک بیٹی مانو گے تو ازواج بھی ایک ہی ماننی پڑے گی۔ اگر ازواج زیادہ ہیں تو بنات بھی زیادہ ہیں۔ جس طرح کوئی شخص ایک زوجۂ رسول کو مانے بقیہ کا انکار کرے تو وہ اس آیت قرآن کا منکر ہے۔ اسی طرح بقیہ دختران رسول کا انکار کرنیوالا بھی منکر آیت قران ہوگا۔

آیت قرآنی کی تفسیر ختم ہوئی۔ اب شیعہ حضرات کی معتبر کتب احادیث سے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱:

وَمَاتَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ......... فَوُلِدَ لَهٗ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهٖ

marfat.com

اَلْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَوُلِدَلَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ رُوِىَ اَيْضًا اَنَّهُ لَمْ يُوْلَدْ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ اِلَّا فَاطِمَةَ وَ اِنَّ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرُ وُلِدَ قَبْلَ مَبْعَثِهِ

ترجمہ: اور عبدالمطلب فوت ہوئے اس وقت نبی کریم ﷺ تقریباً آٹھ برس کے تھے اور آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو اس وقت آپ تقریباً ۲۲/۲۳ برس کے تھے۔ اظہار نبوت سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم۔ رقیہ۔ زینب اور اُم کلثوم پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ اظہار نبوت کے بعد صرف حضرت فاطمہ طیب اور طاہر پیدا ہوئے۔

(کتاب الحجت اصول کافی جلد اول واب نمبر ۱۱۰ شمیم بکڈ پو کراچی صفحہ نمبر ۵۴۴)

دوستانِ عزیز اصول کافی مذہب شیعہ کی وہ کتاب ہے جس کے صفحہ اول پر لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ قال امام العصر و حجة الله المنتظر هذا كافٍ لشيعتنا

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کتاب ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اس کتاب کا نام اصول کافی رکھا گیا۔ کہ امام مہدی علیہ السلام نے اسے کافی فرما دیا ہے۔ خود شیخ کلینی صاحب کتاب اصول کافی کے مقدمہ میں اسبات کا دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں تمام اخبار و آثار صحیحہ جمع فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

مَنْ يُرِيْدُ عِلْمَ الدِّيْنَ وَالْعَمِلَ بِهِ بِالْاٰثَارِ الصَّحِيَةِ عَنْ صَادِقِيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَالسُّنَنَ الْقَائِمَةِ الَّتِىْ عَلَيْهَا الْعَمَل

یعنی تمام شیعہ خیر البریہ کا اس کتاب کی فضیلت اور اس کے قابل عمل و وثوق ہونے پر اتفاق ہے۔ نیز اُن کا اس امر پر اجماع ہے کہ اس کتاب کا درجہ تمام کتاب احادیث سے

marfat.com

اجل وارفع ہے۔ اور یہ کتاب وہ ہے جس پر قابل اعتماد راوی جو ضبط واتقان میں مشہور ہیں کی روایات کا دارومدار ہے۔ ماخوذ از مقدمہ مظفری صفحہ ۲۵

تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نزدیک حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی بیٹیاں ہیں ورنہ امام مہدی علیہ السلام قرآن مجید کے حکم اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ لے پالکوں کو اُن کے حقیقی باپ کا کر کے پکارا کرو کہ خدا کے نزدیک یہی بات زیادہ انصاف کی ہے۔

(سورۃ احزاب پ ۲۱ ترجمہ مقبول قرآن مجید ۸۳۳ افتخار بکڈپو کرشنانگر)

ورنہ حکم خداوندی کو مدنظر رکھ کر ان تینوں بیبیوں کے ناموں کو اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج فرما دیتے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی نے اصول کافی کی اس روایت میں یہ اختلاف تو نقل کیا ہے کہ کونسی اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے پیدا ہوئی اور کون سی اولاد بعثت نبوی کے بعد۔ لیکن محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی کو اپنی روایات شیعہ میں یہ اختلاف کہیں نہیں ملا کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ ورنہ اس اختلاف کو بھی اختلاف اول کی طرح ضرور ذکر فرماتے۔ جس سے واضح ہو گیا کہ روایات شیعہ میں یہ مسئلہ متفق علیہا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو کہ صاحب تفسیر صافی نے لکھا ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی اپنی کتاب اصول کافی میں وہ روایات نقل کرتے ہیں جو ان کے نزدیک موثق اور معتبر ہوتی ہیں۔ اذ یعمل بہ او واہ فیہ (تفسیر صافی) نمبر ۱۴

marfat.com

عن ابی عبداللّٰہ علیہ السلام قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ...... اِنَّ خَدِیْجَۃَ وَلَدَتْ مِنِّی طَاھِرًا وَھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ وَھُوَ الْمُطَھَّرُ وَوَلَدَتْ مِنِّی الْقَاسِمَ وَفَاطِمَۃَ وَ رُقَیَّۃَ وَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَزَیْنَبَ وَاَنْتَ مِمَّنْ اَعْقَمَ اللّٰہُ رِحْمَہٗ فَلَمْ تَلِدِی شَیْئًا

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولتکدہ پر تشریف لائے تو اچانک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کے سامنے کھڑی تھیں چیخوا رہی تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں خدا کی قسم اے خدیجہ کی بیٹی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیری ماں کی کوئی ہم پر فضیلت تھی اور کونسی فضیلت اس کو ہم پر تھی ہمارے بعض کی مثل تھی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بات کو سنا تو جب حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا رو پڑیں تو آپ نے فرمایا اے بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کس نے رُلایا ہے۔ فرمایا: اس نے میری والدہ کا ذکر کیا تو اس کی تنقیص کی تو میں رو پڑی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا پھر فرمایا چھوڑ اے حمیرا ضرور اللہ تعالیٰ نے اچھی اولاد میں برکت فرمائی ہے اور بے شک خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میری پشت سے دو بیٹے جنے طاہر جس کا نام عبداللہ ہے اور وہ مطہر ہے اور میری پشت سے قاسم جنا اور فاطمہ اور رقیہ اور اُم کلثوم اور زینب علیہ السلام کو اور تو ان عورتوں سے ہے جس کے رحم کو اللہ تعالیٰ نے بانجھ بنایا۔ تو نے کچھ جنا نہیں۔

لفظ ''ولدت منی'' خدیجہ نے میری پشت سے جنے قاسم۔ فاطمہ۔ رقیہ۔ اُم کلثوم۔ زینب الخ شیعہ حضرات عبرت پکڑیں حضور نے اپنی پشت کی چار بیٹیاں فرمائیں۔ کیوں بھئی جعفری صاحب اب تو شیعہ مذہب کی مستند اور معتبر کتاب سے حدیث مصطفیٰ ﷺ اور مصطفیٰ

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک سے آپ کی چار بیٹیاں حقیقی نسبی ثابت ہو گئیں۔اب جو چاروں صاحبزادیوں کا منکر ہے وہ منکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قادری صاحب یہ منقولہ حدیث ہم پر حجت نہیں اس لئے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

جعفری صاحب یہ ہمارے محدثین کا قانون ہم کو سناتے ہو۔یہ شیعہ مذہب کی حدیث ہے اور اصول حدیث دیکھو۔یہ حدیث تمہارے نزدیک منقطع نہیں۔

سنیئے! یہ مذکورہ بالا حدیث حضرت امام جعفر صادق ؑ کی روایت کردہ ہے اور آپ ہی کی زبان مبارک سے اصول حدیث سنیئے۔شیعہ قانون کے مطابق حضرت امام جعفر صادق ؑ کا فرمان خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔آپ کا فرمان سنیئے اور سر دھنیئے۔

اصول کافی: علی بن محمد عن سھل بن زیاد عن احمد بن محمد عن عمر عبدالعزیز عن ھشام بن سالم و حماد بن عثمان وغیرہ باب ہیجدہم صفحہ ۵۶ اصول کافی جلد نمبر ا

قالو سمعنا ابا عبدالله عليه السلام يقول حديثى حديث ابى و حديث ابى حديث جدى و حديث جدى حديث الحسين و حديث الحسين حديث الحسن و حديث ا لحسن حديث امير المؤمنين و حديث امير المؤمنين حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و حديث رسول الله قول الله عزوجل

ترجمہ: حماد بن عثمان وغیرہ نے کہا کہ ہم نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے۔میری حدیث میرے باپ محمد باقر علیہ السلام کی حدیث ہے اور حدیث میرے باپ محمد باقر علیہ السلام کی میرے دادا حضرت علی زین العابدین کی ہے اور حدیث حضرت

marfat.com

زین العابدین حدیث حضرت حسین کی ہے اور حدیث حضرت حسین کی حدیث حضرت حسن کی ہے اور حدیث حضرت حسن کی حدیث رسول اللہ علیہ وسلم کی ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان خداوندی ہے اب بتاؤ جعفری صاحب تم تو جعفری ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمادیا کہ میرا فرمان، فرمان حق ہے یعنی میری حدیث اللہ کا فرمان ہے۔ شیعہ دوستو! حضرت کا نعرہ لگا کر اگر جعفری بننا ہے تو ایمان درست کرلو۔ اب اسی حدیث کی شرح اور وضاحت تمہاری ہی شرح سے بیان کرتے ہیں۔

مراد ایں است کہ حدیث مراز ہر کدام کہ خواہی نقل میتوانی کرد واحتیاج بذکر واسطہ نیست چہ حدیث ما محض نقل است وخود رائی در آں نیست

مندرجہ بالا حدیث کی شرح اب تمہارے ہی فاضل جلیل مُلا خلیل تزوینی شیعہ فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق ؓ نے فرمایا ہے کہ میری حدیث جہاں سے چاہو نقل کرلو واسطے کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری حدیث محض نقل ہی ہے اور اس میں خود رائی نہیں ہے۔ کیوں جعفری صاحب اب تو تم حضرت امام جعفر صادق کی حدیث بلا واسطہ کو بھی واسطے سے طلب نہیں کرسکتے۔ اگر تم واسطہ طلب کروگے تو پھر تم جعفری نہیں رہوگے بلکہ واسطے کا اعتراض کرنے سے خود رائی کہلاؤگے شیعہ نہیں کہلا سکتے۔

(الصافی شرح اصول کافی جلد ۱۷/۱۱/۱)

کیونکہ شیعہ مذہب میں بارہ امام ائمہ معصومین ہیں اسلئے اُن سے غلطی تمہارے مذہبی عقیدہ کے مطابق ممکن ہی نہیں۔ اسلئے جو بھی حدیث مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہ اماموں سے بلا واسطہ بھی ہوگی وہ تمہارے اصول وعقیدہ کے مطابق حدیث متصل کا درجہ رکھے گی۔ ورنہ ائمہ معصومین کی معصومیت میں فرق لازم آتا ہے۔ کیوں جعفری صاحب یہی تھا آپ کا اعتراض کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ حضرت امام جعفر صادق ؓ نے شروع

marfat.com

حدیث میں دَخَلَ رَسُوْلَ اللّٰہَ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔ کیا حضرت جعفر صادق ؓ نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا۔ درمیان میں جس حدیث کا روای نہ بیان کیا جائے وہ منقطع ہوتی ہے اور حدیث منقطع قابل حجت نہیں۔ امید ہے اب آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔

جعفری صاحب ایک طرف تو تمہارے مذہب شیعہ میں حدیث منقطع قابل حجت ہے اور دوسری طرف امام جعفر صادق، حضرت امام باقر، حضرت زین العابدین، حضرت امام حسین، حضرت امام حسن اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور خود خدا تعالی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیوں کا اشاد سنائیں اور تم صرف ایک کے قائل بنو۔ خدارا سوچو تم کون ہوئے۔ اگر آپ جعفری ہیں تو اپنے ائمہ معصومین کا کہا مانو۔ بولو نعرہ حیدری! یا علی ؓ اور حدیث مصطفیٰ ﷺ جو فرمان الٰہی کا درجہ رکھتا ہے۔ آنحضرت کی زبانی چار بیٹیاں پڑھ کر سن کر آپ کی چار صاحبزادیوں پر ایمان لا کر سچے جعفری، باقری، مومن بن جاؤ۔

(حدیث نمبر ۳ کتاب الاستبصار جلد اول کتاب الجنائز صفحہ ۲۴۵)

علی بن الحسین عن عبدالرحمان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عَنْ یَزِیْد بِنْ خَلِیْفَةَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰه عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَه' رَجُلٌ مِّنَ الْقُمِیِّیْنَ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَتُصَلِّی النِّسَاءُ عَلَی الْجَنَازَةِ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَام اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهٖ کَانَ فِیْمَا هَدَرَدَم الْمُغِیْرَةِ بِنْ اَبِیْ الْعَاصِ وَحَدَّث حَدِیْثًا طَوِیْلًا وَاَنَّ زَیْنَبَ بِنْتِ النَّبِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ تُوُفِّیَتْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِیْ نِسَاءِ هَا فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِهَا

marfat.com

یزید بن خلیفہ نے کہا کہ میں جعفر صادق ؓ کے پاس تھا تو ایک آدمی قمی نے آپ سے سوال کیا کہ یا ابا عبداللہ ؓ کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتیں ہیں کہا راوی نے تو حضرت جعفر صادق ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغیرہ بن ابی العاص کے خون ضائع ہونے کی بات فرما رہے تھے اور آپ نے لمبی حدیث بیان فرمائی اور بلا شک زینب ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہوئی اور یقینی بات کہ حضرت فاطمہ ؓ اپنی عورتوں میں نکلے تو آپ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب ؓ پر نماز جنازہ پڑھی۔

حدیث نمبر۴:۔ روی محمد بن احمد الاشعری

عن یونس بن یعقوب عن ابی مریم ذَکَرَہ' عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ اُمَامَۃَ بِنْتِ الْعَاصِ وَ اُمُّھَا زَیْنَبُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَتْ تَحْتَ عَلِیِّ بِنْ اَبِیْ طَالِبُ عَلَیْہِ السَّلَامَ بَعْدَ وَفَاتِ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ فَخَلَّفَ عَلَیْھَا بَعْدَ عَلِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُغِیْرَۃَ بِنْ نَوْفَلُ

ترجمہ: بے شک امامہ بنت عاص اور جس کی والدہ زینب ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کے وصال کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے امامہ بنت عاص سے نکاح کیا۔ (من لایحضرہ الفقیہ صفحہ ۴۰۷)

کیوں جی جعفری صاحب ہم نے آپ کی مستند سنن اربعہ کی حدیث سے ثابت کر دیا کہ حضرت امامہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی حضرت زینب کی لڑکی تھیں اور علی المرتضیٰ ؓ سیدہ فاطمہ ؓ کے وصال کے بعد امامہ ؓ بنت زینب ؓ بنت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کیا۔ امامہ ؓ

marfat.com

حضرت زینب کے بطن سے عاص کی بیٹی تھیں۔

۱۔ اب تم ثابت کردو اپنی ہی کتب احادیث مسلمہ سنن اربعہ یعنی کافی لابی جعفر بن یعقوب الکلینی صفحہ۱

۲۔ تہذیب الاحکام شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی

۳۔ استبصار فیما اختلف من الاخبار شیخ الطائفہ ابی جعفر الطوسی

۴۔ من لا یحضرہ الفقیہ محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی سے

کہ امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی نہ تھی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہیں کیا۔ تو آپ کو 4 صد روپیہ انعام دیا جائیگا۔

حدیث نمبر۵:۔

عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ قَالَ وُلِدَ لِرَّسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ خَدِیْجَۃَ الْقَاسِمُ وَ الطَّاہِرُ وَھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَ اُمُّ کَلْثُوْم وَ رُقَیَّۃُ وَ زَیْنَبُ وَ فَاطِمَۃُ وَ تَزَوَّجَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ وَتَزَوَّجَ اَبُوْ الْعَاصِ بِنُ الرَّبِیْعِ وَھُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ زَیْنَبَ وَ تَزَوَّجَ عُثْمَانُ بِنُ عَفَّانَ اُمَّ کُلْثُوْمَ فَمَاتَ وَلَمْ یَدْخُلْ بِھَافَلَمَّا سَارُوْ اِلٰی بَدْرٍ زَوَّجَہ، رَسُوْلُ اللّٰہِ رُقَیَّۃَ

ترجمہ: ابوبصیر حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی حقیقی اولاد کا ثبوت ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر اُن کا نام عبداللہ تھا۔ اُم کلثوم رُقَیہ اور زینب اور فاطمہ۔ نکاح کیا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور نکاح کیا حضرت

marfat.com

ابوالعاص بن ربیع نے اور وہ بنی اُمیہ سے تھا۔ حضرت زینب ؓ سے اور نکاح کیا حضرت عثمان بن عفان ؓ نے اُم کلثوم ؓ سے پھر وہ فوت ہوگئیں اوراس کے ساتھ مجامعت نہیں فرمائی پھر جب وہ جنگ بدر کی طرف چلے تو مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان ؓ سے حضرت رقیہ ؓ کا نکاح کردیا۔ (خصال لابن بابویہ جلد۲ صفحہ ۳۷)

حدیث نمبر ۶:۔

از قرب الاسناد لابی العباس عبداللہ بن جعفر۔ حضرت امام جعفر صادق ؑ اپنے والد حضرت امام محمد باقر ؑ سے روائیت کرتے ہیں۔

قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ (ص) مِنْ خَدِیْجَۃَ الْقَاسِمُ وَالطَّاھِرُ وَاُمِّ کَلْثُوْم وَ رُقَیَّۃَ وَ زَیْنَبُ فَزَوَّجَ عَلِیٌّ (ع) مِنْ فَاطِمَۃَ (ع) وَ تَزَوَّجَ اَبُوْ الْعَاصِ بِنْ رَبِیْعَۃَ وَھُوَ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ زَیْنَباً وَتَزَوَّجَ عُثْمَانَ بِنْ عَفَّانَ اُمَّ کُلْثُوْم وَلَمْ یُدْخَلُ بِھَا حَتّٰی ھَلَکَتْ وَزَوَّجَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) مَکَانَھَا رُقَیَّۃَ

(قرب الاسناد) صفحہ ۸

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے راوئیت فرماتے ہیں۔ محمد باقر ؓ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ ؓ سے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر ؓ اور ام الثوم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب ؓ پھر نکاح کیا علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ سے اور نکاح کیا ابوالعاص بن ربیعہ نے جو بنی امیہ کی قوم سے تھا۔ حضرت زینب ؓ سے اور نکاح کیا حضرت عثمان بن عفان ؓ نے اُم کلثوم ؓ سے۔ دخول نہیں کیا اور وہ فوت ہوگئیں اور نکاح کیا حضرت عثمان ؓ سے رسول اللہ ﷺ نے اُم کلثوم کی جگہ حضرت رقیہ ؓ کا قرب الاسناد لابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری صفحہ ۸

marfat.com

کیوں بھی آپ اپنے آپ کو جعفری کہلواتے ہو اگر آپ واقعی جعفری ہو تو ہم نے آپ کی معتبر حدیث کی کتاب سے حضرت امام جعفر صادق ﷺ اور ان کے والد محترم حضرت امام محمد باقر ﷺ کا صاف صاف فیصلہ سنا دیا کہ آنحضرت عالیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

ف۔وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ میں لام تخصیص کی ہے جس سے اپنی حقیقی اولاد کا ثبوت ہے۔ ثابت ہوا کہ جعفری اور باقری حقیقتاً وہ ہیں جو مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاروں صاحبزادیوں کو حقیقی بنات الرسول مانے۔

حدیث نمبر ۷:۔

فرمان جناب علی المرتضیٰ ﷺ شیر خدا نہج البلاغت سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے سیدنا حضرت عثمان ﷺ کو فرمایا۔

اَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ شِیْجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ یَنَالَا

ترجمہ: آپ بہ نسبت اُنکے (ابوبکر وعمر ﷺ) رسول اللہ ﷺ سے نسبی قرابت میں قریب ہیں اور آپ نے رسول اللہ کی دامادی کا شرف پایا جو اُن دونوں کو نہیں ملا۔ جعفری صاحب اگر آپ لوگ ذرا بھی انصاف سے کام لیں تو جناب امیر ﷺ کے اس فرمان پر جس میں آپ قرابت رسول اور دامادی کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت عثمان ﷺ کیلئے یہ ایسی زبردستی شہادت ہے جس کے مقابلہ میں منکرین بنات الرسول کے خرافات کی کوئی وقعت نہیں۔ آپ کے اس فرمان مبارک کا ترجمہ اور شرح حاجی سید علی نقی شیعہ نے فیض الاسلام میں یوں کیا ہے۔

درحالیکہ تو از جهت خویشی برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از انہا نزدیک تری۔ چوں

marfat.com

عثمان پسر عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ے باشد و عبد مناف جد سوم حضرت رسول ﷺ محدم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب است واما ابوبکر عبداللہ پسر ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ے باشد و مرہ جد ششم پیغمبر اکرم است واما عمر پسر خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبدالل بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بودہ و کعب جد ہفتم رسول خدا است پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر و عمر بہ پیغمبر اکرم نزدیک تر است و بہ دامادی پیغمبر مرتبہ اے یافتہ ای کہ ابوبکر و عمر نیافتند عثمان رقیہ وام کلثوم را کہ بنا بر مشہور دختران پیغمبر اند ہمسری خود درآ ورد۔ دراول رقیہ داو بعد از چندگاہ کہ مظلومہ وفات نمود ام کلثوم را بجائے خواہر باو دادند

ترجمہ: یعنی حضرت علی ؓ نے حضرت عثمان ؓ کو فرمایا تم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر ؓ و عمر ؓ سے رشتہ میں زیادہ قرابت ہے کیونکہ حضرت عثمان ؓ تیسرے دادے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسب میں ملتے ہیں اور حضرت ابوکر چھٹے دادے میں اور حضرت عمر ساتویں دادے میں نسب میں ملتے ہیں۔ اور تجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا ایسا شرف حاصل ہے جو ابوبکر اور عمر ؓ کو حاصل نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان ؓ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی حضرت رقیہ ؓ کا نکاح ہوا۔ پھر حضرت رقیہ ؓ کی وفات کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان ؓ کا نکاح ہوا۔ حالانکہ جناب صدیق و فاروق ؓ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دامادی حاصل نہیں ہوئی۔

(نہج البلاغۃ جلد اول صفحہ ۵۲۳ خطبہ نمبر ۱۶۳)

يَآ يُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

marfat.com

اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو۔ ضمناً ایک اور مضمون جو اس آیت سے نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اے نبی "اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے کہو" یہ الفاظ اُن لوگوں کے قول کی قطعی تردید کر دیتے ہیں جو خدا سے بے خوف ہو کر بے تکلف یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور باقی صاحبزادیاں حضور ﷺ کی اپنی صلبی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ گلیبٹر تھیں۔ یہ لوگ تعصب میں اندھے ہو کر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اولاد رسول ﷺ کے نسب سے انکار کر کے وہ کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اس کی کیسی سخت جواب دہی انہیں آخرت میں کرنی ہوگی۔ تمام معتبر روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور کی صرف ایک بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی نہیں تھیں بلکہ تین اور بیٹیاں بھی تھیں۔ حضور ﷺ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق حضرت خدیجہ سے حضور کے نکاح کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور ان کے نام یہ ہیں۔ قاسم اور طاہر وطیب اور زینب ورقیہ اور اُم کلثوم وفاطمہ رضی اللہ عنہن

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۰۲) مشہور ماہر علم انساب

ہشام بن محمد بن السائب کلبی کا بیان ہے کہ مکہ میں نبوت سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے پہلے قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر زینب رضی اللہ عنہا اور پھر رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُم کلثوم طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۳۳ ابن حزم نے جوامع السیرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور کی چار بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور اُن سے چھوٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اُن سے چھوٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن سے چھوٹی اُم کلثوم (صفحہ ۳۹۔۳۸) تمام علمائے انساب متفق ہیں کہ آپ کی صُلب سے اُن کے ہاں وہ چاروں صاحبزادیاں پیدا

marfat.com

ہوئیں جن کے نام اوپر مذکور ہیں۔ (ملاحظہ ہو طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۱) طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۴۔۱۶ کتاب المجرس صفحہ ۷۸۔۷۹۔۴۵۶، الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۱۸)

ان تمام بیانات کو قرآن مجید کی یہ تصریح قطعی الثبوت بنا دیتی ہے کہ حضور کی ایک ہی صاحبزادی نہ تھیں بلکہ کئی صاحبزادیاں تھیں۔ تفہیم القرآن جلد چہارم ابوالاعلیٰ مودودی ادارہ ترجمان القرآن لاہور صفحہ ۱۱۳ (تفسیر سورہ احزاب)

نوٹ: شیعہ فن رجال کے ماہر عبداللہ مامقانی نے اپنی کتاب تنقیح المقال شیعہ مذہب کی مشہور کتاب ہاروضات الجنات کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن جریر شیعہ تھا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کے نزدیک بھی جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اکلوتی بیٹی سیدہ فاطمہ ؓ ہی تھی باقی صاحبزادیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی صلبی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ گیلٹر تھیں۔ وہ لوگ متعصب اور ضدی ہیں عقل کے اندھے ہیں۔ جو اولادِ رسول کے نسب کا انکار کر کے جرم عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جرم عظیم کے معنی یعنی حقیقت سمجھنے کیلئے معترض خود سوچے اور اپنے ضمیر سے فتویٰ لے کہ اس کی متعدد بیٹیاں ہوں جو اس کے صلب سے ہوں ایک شخص اٹھ کر بکواس کرے کہ صرف تیری صلبی بیٹی یعنی حقیقی بیٹی صرف ایک ہے۔ تیری دوسری بیٹیوں کا باپ فلاں شخص ہے تو بتاؤ معترض اس کا سر پھوڑے گا یا نہیں۔ اس کو نہ جانے کیسے کیسے گندے القابات سے ملقب کرے گا۔ بنات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار بارگاہ رسالت میں سخت ترین گستاخی ہے۔

حدیث نمبر ۹:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّکَ فِيْهَا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمِّ كُلْثُوْمَ بِنْتِ نَبِيِّکَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّکَ فِيْهَا

marfat.com

ترجمہ: اے اللہ صلوٰۃ بھیج اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر اور لعنت بھیج اُس شخص کو جس نے تیرے نبی کو رقیہ کے متعلق تکلیف دی۔ اے اللہ صلوٰۃ بھیج اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر اور لعنت بھیج اُس شخص پر جس نے ام الکلثوم کے متعلق تیرے نبی کو تکلف دی۔

(تہذیب الاحکام جلد ا صفحہ ۲۸۴)

حدیث نمبر ۱۰:۔

تزوج خديجة وهو ابن بضع و عشرين سنة فولد قبل مبعثه القاسم و رقيه و زينب و ام كلثوم و ولد له' بعد المبعث الطيب والطاهر و الفاطمه

ترجمہ: یعنی جو وقت حضور ﷺ نے خدیجہ ؓ سے نکاح کیا اسوقت حضور کی عمر بیس برس سے کچھ زیادہ تھی اور بعد از نکاح حضرت خدیجہ ؓ سے قبل از اعلان نبوت قاسم ؓ و رقیہ ؓ و زینب ؓ و اُم کلثوم ؓ پیدا ہوئے اور بعد بعثت بطن خدیجہ ؓ سے طیب ؓ و طاہر ؓ و فاطمہ ؓ پیدا ہوئے۔ (باب ۱۱۰ بیان مولد النبی ﷺ)

(اصول کافی صفحہ ۵۴۳ جلد اول۔ شمیم بکڈ پو ناظم آباد نمبر ۲ کراچی نمبر ۱۸)

یاد رہے کہ کتاب امام غائب کی مصدقہ ہے۔ شیعہ حضرات کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس روائیت سے ثابت ہوا کہ بطن خدیجہ سے سلام اللہ علیھا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلبی یعنی حقیقی چار صاحبزادیاں تھیں۔

حدیث نمبر ۱۱:

عن حماد ابن عيسىٰ عن ابى عبدالله عليه السلام قَالَ سَمِعْتُه' ابا عبدالله عليه السلام يَقُوْلُ مَا زَوَّجَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص) سائر

marfat.com

بَنَاتِهٖ وَلَا تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً مِنْ نِسَائِهٖ عَلٰی اَقَلَّ مِنْ عَشْرَةٍ اَوْ قِیَّةٍ

(فروع کافی کتاب النکاح جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ نولکشور)

ترجمہ: حماد بن عیسیٰ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق ؓ نے فرمایا کہ میرے باپ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے اپنی تمام صاحبزادیوں اور اپنی بیویوں کے نکاح دس اوقیہ سے کم پر یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کسی بیٹی کا اور اپنی کسی بیوی سے نکاح نہیں کیا مگر دس اوقیہ سے کم پر نکاح کیا۔

لفظ بنات خود بھی جمع ہے اور سائر کا لفظ زیادہ واضح کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں ایک سے زائد تھیں اور "بـنـاتِـه" بنات کے ساتھ ضمیر ہے جو حضور ﷺ کی طرف راجع ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کی حقیقی صاحبزادیاں ایک سے زائد تھیں۔

حدیث نمبر ۱۲:۔

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد الشمس بن عبد منات نسب او بارسول خدا در عبد مناف پیوستہ شود۔ کنیت او ابو عبداللہ بوجہ پسرے کہ از رقیہ دختر رسول خدا داشت نامش عبداللہ بود۔

ترجمہ: یعنی عثمان بن عفان کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عبد مناف سے جا کر ملتا ہے۔ اُن کی کنیت ابو عبداللہ تھی اسلئے کہ اُن کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی رقیہ سے پیدا ہوا۔ (ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۶۴)

شیعہ حضرات سوچیں کہ عثمان نبی علیہ السلام کے نسب کے ایک فرد ہیں لیکن عوام کو بہکانے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی ایک اُمتی کو دے دی۔ اس کا جواب آگے آرہا ہے۔

marfat.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان

روی الصدوق فی الخصال باسنادہ عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ خَدِیْجَۃَ الْقَاسِمُ وَالطَّاہِرُ وَ ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ رُقَیَّۃَ وَ زَیْنَبُ وَ فَاطِمَۃُ

ترجمہ: شیخ صدوق نے خصال میں روایت کیا ہے جو کہ اپنی سند سے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ کو حضرت خدیجہ سے قاسم، طاہر، عبداللہ اور ام کلثوم رقیہ وزینب وفاطمہ پیدا ہوئے۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اصفحہ ۳۵۳)

حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رئیس المفسرین کا فرمان پڑھیے:

حدیث نمبر ۱۳:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَنْ وُلِدَ لِرَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ اَلْقَاسِمُ وَ یُکْنّٰی بِہٖ ثُمَّ زَیْنَبُ ثُمَّ رُقَیَّۃُ ثُمَّ فَاطِمَۃُ ثُمَّ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ وُلِدَ لَہٗ فِیْ الْاِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰہِ فَسُمِّیَ الطَّیِّبَ وَالطَّاہِرُ وَ اُمُّھُمْ جَمِیْعًا خُدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلَدٍ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مکہ معظمہ میں حضور رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کو نبوت سے قبل قاسم پیدا ہوئے جن کیوجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی پھر زینب پھر رقیہ پھر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ پھر بعثت نبوت کے بعد آپ کے عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔ جن کو طیب وطاہر کہا

marfat.com

گیا اور ان سب کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ (مرأۃ العقول صفحہ ۳۵۳ جلد ۱)

شیعہ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کی روایت جو ہم نے لکھی ہے تو اب آپ کو اکلوتی بیٹی کی رٹ چھوڑ دینی چاہیے۔ ہم آپ کی جلالت علمی آپ ہی کے محققین کی زبانی آپ کے سامنے رکھتے ہیں تا کہ بنات الرسول ﷺ پر آپ کو ایمان لانا نصیب ہو جائے۔ آپ کے فخر المحققین سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ فرماتے ہیں:۔

بہر حال سب سے پہلے علم تفسیر کے تدوین کی بنیاد امیر المؤمنین کے ہاتھوں قائم ہوئی ہے اور آپ کے شاگردوں میں ترجمان القرآن امام المفسرین عبداللہ بن عباس ﷺ تھے جن کی آپ نے مثل اولاد کے تربیت کی تھی اور اُن کو علوم و کمالات سے آراستہ کیا تھا۔ ابن عبدالبر نے کتاب الاستیعاب میں لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے اُن کو دعا دی تھی کہ " اَللّٰھُمَّ عَلِّمۡہُ الۡحِکۡمَۃَ وَ تَاوِیۡلَ القرآن"

خداوندا! اس بچہ کو حکمت اور تاویل قرآن کا علم عطا فرما۔ اس کی برکت تھی اور امیر المؤمنین کے فیض تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ باوجود کمسنی کے اکابر صحابہ کے سامنے "ترجمان القران" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس آپ کے چچا زاد بھائی کا قول بھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہونے کا ثبوت پیش کر دیا اور ان کی جلالت علمی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ان کو بمنزلہ اولاد کی تربیت کرنا اور علوم و کمالات سے آراستہ کرنا آپ ہی کے فخر المحققین سید العلماء سید علی نقی صاحب کی زبانی ثابت کر دیا۔ اب بنات الرسول پر ایمان لانا نہ لانا آپ کا کام ہے۔ (مقدمہ تفسیر القرآن مصنفہ فخر المحققین سید العلماء سید علی نقی صاحب ناشر ادارہ علمیہ پاکستان لاہور صفحہ ۱۴۳)

marfat.com

حدیث نمبر ۱۵:

وَقَالَ شَهْرُ آشُوْبُ وُلِدَمِنْ خُدِیْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ هُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّیِّبُ وَاَرْبَعَ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّةُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمَ وَهِیَ اٰمِنَةُ وَ فَاطِمَةُ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلا کی اولاد پاک کے متعلق ابن شھر آشوب نے المناقب میں بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے قاسم وعبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیب و طاہر بھی کہتے ہیں۔ اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، اُم کلثوم جو کہ آمنہ بھی کہی جاتی ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنھن۔

(مراۃ العقول جلد ا صفحہ ۳۵۲ مناقب آل ابی طالب مصنفہ ابن شھر آشوب جلد اول صفحہ ۱۶۱)

حدیث نمبر ۱۶:

قَالَ الْقُرْطَبِیُّ اِجْمَعَ اَهْلُ النَّقْلِ عَلٰی اَنَّهَا وُلِدَتْ لَهٗ اَرْبَعُ بَنَاتٍ کُلُّهُنَّ اَدْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّةُ وَ اُم کَلْثُوْمٌ وَ فَاطِمَةُ

ترجمہ: قرطبی نے کہا کہ ناقلین اسبات پر متفق ہیں کہ آنسرور عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہاں حضرت خدیجہ ﷺ کے بطن سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سب مسلمان تھیں اور تمام نے ہجرت بھی کی اور مدینہ پاک آئیں۔ زینب۔ رقیہ۔ اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنھن

(مراۃ العقول جلد اول صفحہ ۳۵۲)

حدیث نمبر ۱۷:

عُثْمَانُ بِنُ عَفَّانِ تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ لِمَرَضِ رُقَیَّةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ

marfat.com

اَجْرِیُ؟ قَالَ وَ اَجْرُکَ

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے بوجہ تیمارداری سیدۃ رقیہ بنت رسول اللہ کے گھر رہ گئے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مالِ غنیمت کا حصہ انہیں دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا مجھے ثواب بھی ملے گا؟ فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔

(التنبیہ والاشرف للمسعودی صفحہ ۲۰۵)

حدیث نمبر ۱۸:

عثمان غنی ﷛ کی دامادیٔ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حضرت امام جعفر صادق ﷛ کا فتویٰ۔

عیاشی روایت کردہ است کہ از صادق علیہ السلام پرسیدند کہ آیا حضرت رسول خدا دختر خود را بعثمان ﷛ داد حضرت فرمود کہ بلے

ترجمہ: عیاشی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق ﷛ سے پوچھا گیا کہ حضور نے اپنی بیٹی عثمان غنی ﷛ کے ساتھ بیاہی تھی۔ حضرت امام صادق ﷛ نے فرمایا: ہاں ضرور بیاہی تھی۔

(حیاۃ القلوب در بیان احوالات رقیہ دختر آنحضرت جلد دوم صفحہ ۵۹۳)

ہر صدی میں مجدد آنے کی حدیث اہل سنت کی کتابوں میں سے سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔ شیعہ حضرات بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور انکی معتبر کتاب مستدرک میں جامع الاصول سے یہ حدیث منقول ہے۔ شیعہ کے نزدیک قرون ماضیہ کے مجدد یہ بزرگ تھے۔

☆ پہلی صدی کے مجدد حضرت امام باقر
☆ دوسری صدی کے مجدد امام رضا
☆ تیسری صدی کے مجدد ملاں محمد بن یعقوب الکلینی

marfat.com

☆ چوتھی صدی کے مجدد سید مرتضٰی علم الھدٰی یا بقول بعض علماء شیخ مفید

☆ پانچویں صدی کے مجدد شیخ فضل بن حسین صاحب تفسیر مجمع البیان

☆ چھٹی صدی کے مجدد خواجہ نذیر طوسی وزیر ہلاکو خاں

☆ ساتویں صدی کے مجدد ابن مطہر حلی

☆ آٹھویں صدی کے مجدد محمد جلال الدین شہید اول

☆ نویں صدی کے مجدد شیخ علی بن عبدالحال الکرکی العاملی

☆ دسویں صدی کے مجدد شیخ محمد بن الحسینی العاملی

☆ گیارہویں صدی کے مجدد ملا محمد باقر مجلسی

☆ بارہویں صدی کے مجدد مُلا محمد باقر بھبائی

☆ تیرھویں صدی کے مجدد مرزا محمد بن حسن الشیر ازی

یہ فہرست شیعہ مذہب کے ثقہ جلیل رکن الاسلام محمد ہاشم الخراسانی المشہدی نے منتخب التواریخ صفحہ ۷۵ پر پیش کی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۴۹ میں بڑی آب وتاب سے طہران میں شائع ہوئی ہے۔

شیعہ حضرات اب اپنے مجدد و مجتہد کے اقوال وفرامین ملاحظہ فرما کر خدارا اپنے ایمانوں کو درست کرلیں۔ کہ آنخضرت عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہی تھیں۔

حدیث نمبر ۱۹:

درقرب الاسناد بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب

(حیاۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۸۸)

marfat.com

حدیث نمبر۲۰:

ابن بابویہ بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول متولد شدند از خدیجہ قاسم وطاہر، نام طاہر عبداللہ بود وام کلثوم ورقیہ وزینب وفاطمہ۔

(حیاۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۸۸)

مشہور آن است کہ دخترانِ آنحضرت چہار نفر بودند ہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(حیاۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۸۸)

چہار دختر از برائے حضرت رسول آورد زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ

ترجمہ حدیث نمبر۱۹:

قرب الاسناد میں معتبر سند ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت خدیجہ سے طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم وزینب پیدا ہوئے۔

ترجمہ حدیث نمبر۲۰:

ابن بابویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معتبر سند سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت خدیجہ سے قاسم اور طاہر جن کا نام عبداللہ تھا اور ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئے

ترجمہ حدیث نمبر۲۱:

مشہور یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھی جو کہ ساری کی ساری حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئیں۔

ترجمہ حدیث نمبر۲۲:

marfat.com

ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کے متعلق لکھا ہے چہار دختر از برائے حضرات رسول آوردزینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت خدیجہ ؓ سے چار بیٹیاں ہوئیں۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن (حیاۃ القلوب صفحہ ۵۸۸)

ترجمہ حدیث نمبر۲۳:

وعبداللہ پسر رقیہ کہ از عثمان بہم رسیدہ بودفوت شد پس یازدہ مردو چہار زن خفیہ از اہل مکہ گریختند و بجانب حبشہ رواں شدندواز جملہ آنہا عثمان بودورقیہ دختر حضرت رسول کہ زن او بود

ترجمہ: حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کر کے جانوالے گیارہ مرداور چار عورتیں تھیں۔ان میں سے حضرت عثمان اور انکی زوجہ محترمہ جو کہ حضرت سیدہ رقیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیٹی تھیں۔

(حیوۃ القلوب جلد ۲ یہی مضمون تفسیر مجمع البیان شیعی جلد ۳ تفسیر میں بھی موجود ہے)

حدیث نمبر۲۴:

فَخَرَجَ اِلَیْهَا سِرًّا احدَ عَشَرَ رُجُلًا وَ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَ هُمْ عُثْمَانُ بِنُ عَفَّانَ وَامْرَاَتُهٗ رُقَیَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ. الخ

ترجمہ: حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانے والے گیارہ مرداور چار عورتیں تھیں ان میں سے حضرت عثمان اور انکی زوجہ محترمہ جو کہ حضرت سیدہ رقیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیٹی تھیں۔

مُنۃ الحد ثین شیخ عباسی قمی لکھتے ہیں۔

حدیث نمبر۲۵:

درقرب الاسناداز حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند۔ طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب و

marfat.com

تزویج نمود فاطمہ راحضرت امیر المومنین علیہ السلام وزینب راباابی العاص بن ربیع کہ از بنی
اُمیہ بود۔ وام کلثوم رابعثمان بن عفان وپیش از آنکہ بخانہ عثمان برود برحمت الٰہی واصل شدو
بعد از او حضرت رقیہ را باوتزویج نمود پس از برائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مدینہ
ابراہیم متولد شد از ماریہ قبطیہ کہ بہدیہ فرستادہ بود از برائے آنحضرت اوراپادشاہ اسکندریہ
بااستراشھبی وبعضے از ہدایائی دیگر فقیر گوید آنچہ مشہور است ومورخین نوشتہ اند تزویج ام الکلثوم
بعثمان بعد از وفات رقیہ است ورقیہ درسال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگ بدر بود وفات کردو
شیخ طبری وابن شہر آشوب روایت کردہ کہ اولاد امجاد آنحضرت عباد از غیر خدیجہ بہم نرسید مگر ابراہیم
کہ از ماریہ بوجود آمد

ترجمہ حدیث نمبر ۲۵:

قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی۔ طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم و
رقیہ وزینب اور حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المومنین سے ہوا اور زینب کا ابوالعاص بن
ربیع سے نکاح ہوا جو خاندان بنی اُمیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے ہوا۔
عثمان کے گھر جانے سے پہلے اُس کا وصال ہوگیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت رقیہ کا عثمان سے نکاح کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آپ کا
لڑکا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہ اور استراشھبی اور کئی دوسرے نذرانوں کیساتھ پیش کیا تھا۔ شیخ
عباس قمی کہتا ہے کہ مورخین نے لکھا ہے کہ مشہور ہے کہ ام کلثوم کا نکاح عثمان کے ساتھ رقیہ کی
وفات کے بعد ہوا اور رقیہ کا وصال ۲ ہجری میں جنگ بدر کے موقع پر ہوا۔ اور شیخ طبری اور ابن

marfat.com

شہرآشوب نے روایت کیا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور کسی عورت سے نہیں مگر ابراہیم جو ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔ منتھی الامال تالیف آقائے حضرت ثقۃ المحدثین ناصر الملۃ والدین مرحوم حاج شیخ قمی کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ تہران خیابان ناصر خسرو صفحہ ۷۹ جلد ۱

ترجمہ حدیث نمبر ۲۶:

تزویج زینب بابی العاص پیش از بعثت وحرام شدن دختر بکافراں بود۔ واز زینب امامہ دختر ابی العاص بوجود آمد وحضرت امیر المومنین علیہ السلام بعد از فاطمہ سلام اللہ علیھا۔ بمقتضائے وصیت آں مخدرہ اورا تزویج فرمود ونقل شدہ کہ ابو العاص در جنگ بدر اسیر شد و زینب قلادہ اُمی کہ حضرت خدیجہ باو دادہ بود بنزد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرستاد برائے فدائے شوہر خود چوں حضرت نظرش بر قلادہ افتاد خدیجہ رایاد نمود ورنت کرد واز اصحاب طلب نمود کہ فدائے اورا بخشند وابو العاص رابے فدائے رہا کنند صحابہ چنیں کردند حضرت از ابو العاص شرط گرفت کہ بمکہ برگردد زینب را بخدمت آنحضرت فرستد وبشرط خود وفا نمود زینب را فرستاد۔ بعد ازاں خود بمدینہ آمد ومسلمان شد وزینب در مدینہ سال ہفتم وبقولے در سال ہشتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد

ترجمہ حدیث نمبر ۲۶:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ابو العاص کے ساتھ اظہار نبوت کے پہلے اور کافروں کیلئے مومنہ دختر کے ساتھ نکاح حرام ہونے سے پہلے ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ابو العاص کی بیٹی امامہ پیدا ہوئی اور حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ ؑ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے وصال کے بعد بمقتضائے وصیت حضرت فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا

marfat.com

امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا اور منقول ہے کہ ابو العاص جنگ بدر میں قیدی اور حضرت ؓ نے اپنا والدہ حضرت خدیجہ ؓ کا ہار جو اُن کی والدہ نے دیا تھا ابو العاص کے فدیے کیلئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر پاک ہار پر پڑی تو حضرت خدیجہ ؓ کو یاد فرمایا اور رو پڑے اور اصحاب سے مطالبہ کیا کہ ابو العاص کا فدیہ معاف کر دو اور ابو العاص کو بغیر فدیے کے رہا کر دو۔ صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو العاص سے یہ شرط کی کہ جب مکہ واپس جائے تو حضرت زینب ؓ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیج دے۔ ابو العاص نے شرط کو پورا کرتے ہوئے حضرت زینب ؓ کو بھیج دیا بعد از اں خود مدینے پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت زینب ؓ کا مدینہ طیبہ میں ۷ ھ یا ۸ ھ وصال ہو گیا۔ (حاشیہ زیرین صفحہ شیخ عباس قمی بر منتھی الامال جلد ا صفحہ ۷۹ در بیان زوجات آنحضرت باب پنجاہ دوم، شیخ طبرسی و دیگراں روایت کردہ اند کہ اول زنے کہ آنحضرت تزویج نمودہ خدیجہ دختر خویلد بود۔

ترجمہ حدیث نمبر ۲۷:

پس اول فرزندے کہ از برائے او بہم سید عبداللہ بود کہ اورا الطیب و طاہر ملقب ساختند و بعد از و قاسم متولد شد و بعضے گفتہ اند کہ قاسم از عبداللہ بزرگ بود، چہار دختر برائے آنحضرت آورد، زینب، رقیہ وام کلثوم و فاطمہ، حیاۃ القلوب باب پنجاہ دوم

ترجمہ حدیث نمبر ۲۸:

ترجمہ: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت خدیجہ ؓ سے چار بیٹیاں ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

marfat.com

حدیث نمبر ۲۹:

منکرین بنات الرسول کے منہ پر شیخ عباس قمی کے مندرجہ ذیل دو شعر تیہا زنائے دار تھپڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فرزندِ نبی قاسم و ابراہیم است
پس طیب و طاہر زراہ تعظیم است
با فاطمہ و رقیہ و ام کلثوم
زینب شمرار ترا سر تعلیم است

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے لے قاسم اور ابراہیم ہیں۔ جن کو تعظیم و توقیر کے طور پر طاہر اور طیب بھی کہتے ہیں۔ اور پھر صاحبزادیاں یعنی بیٹیوں میں فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم کیساتھ زینب رضی اللہ عنہن کو شمار کر کے اگر تجھے علم سے کوئی واسطہ ہے۔

(منتھی الآمال صفحہ ۸۰ ابونصر فراہی در عدد اولاد امجاد آنحضرت گفتہ)

اب ہم انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ اور بیسوں حوالہ جاتے شیعہ سنی کتب سے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ کتاب کا حجم بڑھ جانے کا اندیشہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اب ہم شیعہ حضرات کے اعتراضات نقل کر کے ان کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

اعتراض اول:۔

آیت کریمہ یَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ اس آیت پردہ میں لفظ بنات واقعی جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن چونکہ سیدہ فاطمہ زاہرا رضی اللہ عنہا کی شان مقدس اتنا بلند تھی کہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار صرف آپ ہی کو بتایا گیا۔ اسلئے بنات بصیغہ جمع حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کیلئے استعمال کیا گیا۔ مراد

marfat.com

صرف ایک بیٹی فاطمہ ہے۔

جواب:

یہ تاویل نہایت احمقانہ ہے کیا اللہ تعالیٰ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ تعظیم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی منظور تھی۔ آپ کو تو صیغہ واحد نبی سے نہ کہ انبیاء سے مخاطب کیا اور آپ کی بیٹی کیلئے اور ہو بھی بلا اظہار نام جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ غور کیجئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جو اس جگہ مخاطب ہیں اُن کیلئے تو قل واحد اور ک ضمیر واحد استعمال ہو اور صرف ایک صاحبزادی کیلئے تعظیماً صیغہ جمع ہو۔ کتنی حیرانگی اور کم علمی کی نتیجہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں احکام تکلیفیہ بیان ہو رہے ہیں یعنی عورتوں کو پردہ کا حکم دیا جا رہا ہے یہ مقام مدح وثناء نہیں۔

اعتراض نمبر۲:

لفظ بنات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیاں (یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نواسیاں شامل ہیں۔ کیونکہ نواسیوں اور پوتیوں کیلئے بھی لفظ بنات استعمال ہوا ہے۔ دیکھو قرآن پاک پارہ ۴ رکوع آخر۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَ اَخَوٰتُکُم

حرام کی گئی ہیں اوپر تمہارے تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔

باتفاق مفسرین پوتی اور نواسی پر بھی لفظ بنت بولا جاتا ہے۔ اسی لئے وہ لفظ بَنٰتُکُمْ کے تحت ہیں۔

جواب:

اس آیت مبارکہ میں یعنی وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ

maktabah.com

جَلَابِیبِھِنَّ اے نبی اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ میں پردہ کا حکم دیا جارہا ہے اور نزول آیت کے وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کوئی بالغہ جوان نواسی موجود ہی نہیں تھی تو پھر اُن سے خطاب کیسا؟ یہ تکلیفی خطاب ہے غیر مکلف تو اس آیت کا مخاطب ہو ہی نہیں سکتا۔

بے علمی تو دیکھو ۵ ہجری میں نواسی یا تو کوئی نہ تھی اگر بغرض محال تھی تو بوجہ نہایت کم عمری پردہ کا حکم میں نہ تھی۔ اس کو علم تاریخ سے جاہل ہونا سمجھے یا کہ فریب کاری۔ کیونکہ بقول مفسرین سورہ احزاب ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔

تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۵۴ سید ابو الاعلیٰ مودودی، ضیاء القران جسٹس محمد کرم شاہ الازہری جلد چہارم صفحہ ۵، منتھی الامال تالیف شیخ عباسی قمی صفحہ ۲۹، تاریخ ولادت امام حسن پاک صفحہ ۳ ہجری کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی، تاریخ ولادت امام حسین پاک صفحہ ۴ ہجری پانچویں شعبان

شیخ مفید نے ارشاد میں لکھی ہے۔ جاننا چاہیے کہ شیخ مفید دنیائے تشیع کے سرآمد روزگار فقیہ و متکلم ہیں۔ ماخوذ از مقدمہ تفسیر القرآن شیعہ حضرات کے فخر المحققین سید العلماء سید مولانا علی نقی کی تالیف کردہ کتاب ناشر ادارہ علمیہ پاکستان لاہور۔

اب ہوش کے ناخن لو بتاؤ ۴ ہجری سے پانچ ہجری تک کتنی نواسیاں ہونگی اور انکی عمر شریف آیہ حجاب کی مخاطب ہو سکتی ہیں۔

اعتراض نمبر ۳:۔

اکثر شیعہ حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو خطبات میں صرف حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کا نام لیا جاتا بلکہ دوسری

marfat.com

بیٹیوں کا نام بھی لیا جاتا۔

جواب:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں چار تھیں لیکن ہمارا اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ بھی صحیح ہے کہ ان سب میں سے افضل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ آنسرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ پس فطرۃً آپ کو سب سے زیادہ محبت بھی انہی سے تھی۔ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل پاک بھی انہی سے جاری رہی باقی دوسری بیٹیوں کی اولاد پاک تو ہوئی جیسے حضرت زینب کے بطن مبارک سے علی نامی صاحبزادے اور سیدہ امامہ صاحبزادی جن کا نکاح شریف وصال سید فاطمہ الزاہرا کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے ہوا۔ اور حضرت سیدہ رقیہ کے بطن پاک سے سیدنا عبداللہ جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کے صاحبزادے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی عورتوں کا سردار بھی اپنی بیٹیوں میں سے صرف سیدہ فاطمۃ الزاہرا ہی کو فرمایا یہ وہ فضیلت ہے جس کی وجہ سے ہم اہل سنت اپنے خطبات میں اُن کا نام لیتے ہیں۔ بیٹیوں کی بات چھوڑیئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادوں کے متعلق تو کسی کو کلام نہیں۔ پھر ان کا نام کیوں نہیں لیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ خطبات میں دوسری صاحبزادیوں کے ناموں کا مذکور نہ ہونا آنسرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نہ ہونیکی کوئی دلیل نہیں۔ یاد رکھیئے شیعہ بارہ اماموں میں سے کسی امام کا یہ قول ہرگز نہیں دکھا سکتے کہ آنسرور عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی صرف ایک تھی۔ اس کے برعکس ہم حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شد نہ طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد۲) ترجمہ پیچھے گذر چکا وہاں

marfat.com

دیکھ لیں۔ حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد معتبر سند سے پیش کر دیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں تھیں۔

اعتراض نمبر۴:

جمع کا صیغہ یعنی لفظ بنات اسلئے ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمت کے باپ ہیں اس لحاظ سے اُمت کی عورتیں آپ کی بیٹیاں ہوئیں اسی بنا پر آپ کو خطاب ہوا۔

جواب:

یہ بنات حقیقتاً صلبی لڑکیاں اور مجازاً دوسری حقیقت اور مجاز کا اجتماع محال ہے۔ جبکہ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ یہاں سیدہ فاطمۃ الزاہرا بھی مراد ہیں اور دوسرے امتی لوگوں کی عورتیں بھی یہ غلط ہے اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے بالکل خلاف اور یہی جواب نواسیوں کے متعلق دیا جائے گا۔

اور معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کی رو سے بھی تین قسم کے باپ شمار کیے جاتے ہیں۔

یعنی خسر بمنزلہ باپ اور داماد بمنزلہ بیٹا۔

جس نے تعلیم دی ہو یعنی استاد بمنزلہ باپ شاگرد بمنزلہ بیٹا

جو سبب پیدائش ہو یعنی والد اور اولاد اُس کی بیٹا یا بیٹی مگر پہلے دو مذکورہ مجازاً باپ اور بیٹا ہوتا ہے۔ اور جو سبب پیدائش ہو یعنی والد اور اولاد اُس کی بیٹا یا بیٹی تو بنات کا لفظ حقیقتاً صلبی بیٹوں پر اور مجازاً نواسیوں پر

فصاحت و بلاغت بھرے کلام کو غیر فصیح بنانا شیعہ حضرات کا شیوہ ہے۔ جب بنات سے تمام اُمتی عورتیں تو نساء المومنین کہنے کی کیا ضرورت تھی اس طرح سے تکرار لازم آیا اور یہ فصاحت کے بالکل خلاف ہے۔

marfat.com

اعتراض نمبر۵:

اگر یہ چاروں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیاں ہوتیں ۔ آپ اُن کو بھی سر میدان لے آتے جس طرح سیدہ فاطمۃ الزاہرا اور حسنین کو لے آئے تھے ۔ لیکن واقعہ مباہلہ اور واقعہ تطہیر کے وقت ان کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔

جواب:

تفسیر حسینی پ۲۲ آیہ تطہیر کے موقع پر لکھا ہے کہ آیت تطہیر ۹ ہجری میں نازل ہوئی تھی اور منتھی الآمال جلد اصفحہ ۶۹ پر ہے ۔ قصہ مباہلہ ونصاریٰ بحران وقائع سال دہم ہجری ان حوالوں سے ثابت ہوا یہ آیہ تطہیر ۹ ہجری میں اور آیہ مباہلہ ۱۰ ہجری میں نازل ہوئیں تھیں ۔ جس وقت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باقی تینوں دختران پاک فوت ہوچکی ہیں ۔

مورخین نوشتہ اند تزویج ام کلثوم بعثمان بعداز وفات رقیہ است ورقیہ در سال دوم ہجری در ہنگامے کہ جنگ بدرر بود وفات کرد منتھی الآمال شیخ عباسی قمی جلد اصفحہ ۸۰

مورخین نے لکھا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد شریف حضرت عثمان کیساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ہوا ۔ اور حضرت رقیہ ۲ ہجری میں جبکہ جنگ بدر ہو رہی تھی وفات پا گئیں ۔

زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت وور روایتے در سال ہشتم برحمت ایزدی واصل شد، سوم ام کلثوم واوا نیز اعثمان بعداز رقیہ تزویج نمود وگوئید کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں ۷ ہجری میں اور ایک روایت کے میں ۸ ہجری

marfat.com

میں وفات پا کر رحمت الٰہی میں چلی گئیں۔ سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیسری بیٹی اُم کلثوم جن کی شادی حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان ﷺ سے ہوئی تھی ۷ ہجری میں وفات پا کر رحمت الٰہی میں چلی گئیں۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ ان دونوں آیات تطہیر اور مباہلہ کے نزول سے پہلے تینوں دختران پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما چکی تھیں۔

اعتراض نمبر ۶:

شیعہ حضرات سے ہم بفرض محال ان تینوں کو لے آنا تسلیم کر کے پوچھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اپنے صاحبزادے سیدنا ابراہیم کو بھی ساتھ نہ لائے تھے جو اس وقت زندہ تھے کیا اس نے لانے کے سبب انکو بھی اولاد پاک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خارج سمجھو گے۔ سیدنا ابراہیم ﷺ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی بیٹے جو کہ مباہلہ کے وقت زندہ تھے۔ اُنکی وفات ۲۰ شوال ۱۰ ہجری میں ہوئی کل اٹھارہ ماہ عمر حیات رسالتمآب راجہ محمد شریف

ابراہیم علیہ السلام۔۔۔۔۔ در سال دہم ہجری در روز ہیجدہم ماہ رجب وفات یافت عمر شریفش یکسال دو ماہ وہشت روز بود و بروایتے یکسال شش ماہ و چندروزی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ابراہیم علیہ السلام دنیا میں تھوڑا عرصہ گذار کر ۱۰ ہجری ۱۸ ماہ رجب میں وفات پائی اور بروایتے ۱۸ ماہ چند روز کل عمر ہو گی۔

(منتھی الآمال قمی صفحہ ۸۰ جلد اول)

اعتراض ۷:

کسی نبی رسول نے اور مومن نے اپنی بیٹی کافر کو نہیں دی۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ............... وَلَا تُنْكِحُوا

marfat.com

لُمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُو

دیکھو قرآن صاف کہہ رہا ہے نہ مشرک عورت سے نکاح کرو اور نہ مشرک مرد کو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔

جواب:

تمام خاندانِ قریش میں سلسلہ مصاہرت قائم تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعی ابولہب کے بیٹوں سے برادری سسٹم کے تحت رشتے کر دیئے۔ حال سیدہ رقیہ بنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اب سنیے ملا باقر مجلسی شیعہ حضرات کے مجدد و مجتہد اعظم صاحب کا قول۔ عتبہ پسر ابولہب اور تزویج نمود در مکہ و پیش از دخول او را طلاق داد۔

ترجمہ: ابولہب کے بیٹے عتبہ سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا مکہ میں نکاح ہوا تھا۔ شادی اور رخصتی نہ ہوئی تھی۔ رخصتی کے پہلے اُس نے طلاق دیدی۔

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵۸۹)

رُقیہ بنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۹۱ تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بْنُ اَبِىْ لَهَبٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ فَلَمَّا بُعِثَ قَالَ اَبُو لَهَبٍ رَاسِى مِنْ رَاسِكَ حَرَامٌ اِنْ لَمْ تُطَلِّقْ اِبْنَتَه، فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ

ترجمہ: رقیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی صاحبزادی تھی نبوت سے پہلے اُس نے عتبہ بن ابی لہب سے نکاح کیا تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار نبوت فرمایا۔ ابولہب نے اپنے بیٹے کو کہا اگر تو نے محمد ﷺ کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو میری سرداری کی سجادگی تیرے لئے حرام ہوگی۔ تو عتبہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو قریب جانے سے پہلے ہی طلاق دیدی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ سے نکاح کیا۔

marfat.com

مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند اول زینب وحضرت پیش از بعثت و حرام شدن دُختر بکافراں دادن اورا بابوالعاص بن ربیع تزویج نمود

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵۸۸)

مشہور یہی ہے کہ حضور کی چار صاحبزادیاں تھیں جو سب حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی تھیں جن کا نکاح حضور نے اپنی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینے کی حرمت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا تھا۔

اب شیعہ حضرات مانیں یا نہ مانیں مگر شیعہ حضرات کے مجتہد لکھ گئے ہیں۔

(البدایہ والنھایہ جلد ۵ صفحہ ۳۰۸)

سیدہ رقیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی صاحبزادی تھی۔ نبوت سے پہلے اس کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا اور سیدہ رقیہ کی بہن اُختھا اُمُّ کُلثُوم اَخوہُ عتیبۃ ابی لھب ثُمَّ طلّقا ھما قبل الدُّخُولِ بِھما بُعضہ' فِی رَسُولِ اللّٰہِ

سیدہ رقیہ کی بہن اُم کلثوم کا نکاح عتبہ بن ابولہب کے بھائی عتیبہ بن ابولہب سے ہوا۔ عتبہ اور عتیبہ دونوں نے دخول سے پہلے رسول دشمنی کی وجہ سے دنوں بہنوں کو طلاق دیدی۔

اب شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ توبہ توبہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑکیاں ہوں اور ابولہب کے بیٹے کافروں کے نکاح میں ہوں اس کے کیا معنیٰ؟ جواب تزویج زینب بابی العاص پیش از بعثت وحرام شدن دختر بکافراں بود۔ حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص کے ساتھ اظہار نبوت کے پہلے اور کافروں کیلئے مؤمنہ دختر کے ساتھ نکاح حرام ہونے سے پہلے ہوا۔

منتھی الآمال تالیف حضرت ثقۃ المحدثین ناصر الملۃ والدین مرحوم حاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ علیہم)

marfat.com

حضور کی لڑکیاں اور کافروں کے نکاح میں

شیعہ حضرات کو یہ اعتراض کرنے سے پہلے یہ خیال کرنا چاہیے کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا یعنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا۔ تب تک کوئی شخص نبوت یعنی احکام نبوت کا مکلف نہیں ہوسکتا۔ تو جب آپ نے دعوی نبوت کا اعلان ہی نہیں کیا فرمایا تو ان پر تم فتوی کفر کیسے لگا سکتے ہو۔ تو جب فتوی کفر نہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی برادری قریش خاندان میں نہ کرتے تو اور کہاں کرتے۔ اور یہی بات شیعہ حضرات مجتہد اعظم اور ناصرِ دین ملت الحد ثین یعنی ملا باقر مجلسی اور شیخ عباسی قمی نے لکھی ہے۔ کہ ان تینوں صاحبزادیوں یعنی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینے کی حرمت سے پہلے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ اور عتیبہ پسرانِ ابولہب سے اظہار نبوت سے پہلے نکاح کئے تھے۔ جب آپ نے اظہار نبوت فرمایا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے بوجہ بغض رسالت دخول سے پہلے دونوں بہنوں کو طلاق دیدی۔ اب بتاؤ کون جھوٹا ہے۔ آپ

marfat.com

یا آپ کے۔اب ایک اور ثبوت آپ کے مجدد ومجتہد اعظم پیش کرتے ہیں۔

شیعہ حضرات کہتے ہیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نبوت کا علم تھا۔اس میں حکم تھا۔وَلَا تَنْکِحُوْا الْمُشْرِکِیْنَ لہذ احضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی اپنی بیٹیاں مشرکوں کو نکاح میں نہیں دے سکتے۔

جواب:

آپ کے علامہ الدہر مجتہد اعظم مجدد دین ملا محمد باقر مجلسی اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔لکھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ اسلام کی خاطر کافروں کو لڑکیاں دی ہیں۔ ہم یہ روایت سینہ پر پتھر رکھ کر بیان کرتے ہیں۔

پس اگر دختر بعثمان داداہ باشد بنا برآں کہ در ظاہر داخل مسلماناں بودہ است ودلالت نمے کند برآں کہ در باطن کافر نہ بودہ است وتالیف قلب ایشاں ودختر خواستن از ایشاں ودختر دادن بایشاں در ترویج دین اسلام واعلائے کلمۂ حق مدخلیت عظیم داشت ودرینہا مصالح بسیار بود کہ اکثر آنہا بر عاقل متامل پوشیدہ نیست واگر آنجناب اظہار نفاق ایشاں مے نمود وسلام ظاہر ایشاں را قبول نمے فرمود آں جناب غیر از قلیلے از ضعفاء نمے ماندند چنانچہ بعد ازاں جناب امیر المومنین علیہ السلام بغیر از سہ چہار نفر نماندند

(حیوۃ القلوب صفحہ ۵۸۹ جلد ۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تھی اس وجہ سے کہ ظاہر میں مسلمان تھا۔تو یہ بیٹی دنیا اسباب پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ باطن میں کافر نہ تھا بلکہ باوجو کفران لوگوں کے دلوں کو نرم ومائل کرنیکے اوران لوگوں کو لڑکیاں دینا اوران لوگوں سے لڑکیاں لینا۔دین اسلام کی ترقی اور کلمۂ حق کی بلندی میں بڑا اثر ودخل رکھتا تھا۔اورانمیں بہت سی مصلحتیں تھیں جو کہ سوچنے

marfat.com

واکلےعقلمند پر مخفی نہیں۔اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم ان لوگوں کے نفاق (باطنی کفر) کو ظاہر کرتے اور ان کے بظاہر مسلمان کہلانے کو قبول کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محض قلیل اور کمزور آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہتا۔ جیسے کہ نبی پاک کے بعد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ سوائے تین چار آدمیوں کے کوئی مسلمان نہ رہا۔شاید اپ کی تسلی ہو جائے۔

پیش از آں باشد کہ حق تعالی احرام گردانید دختر دادن بکافراں را چنانچہ باتفاق مخالفاں حضرت زینب رابا ابوالعاص تزویج نمود در مکہ در وقتیکہ او کافر بود و ہم چنیں رقیہ وام کلثوم رابنابر مشہور میاں مخالفاں بعتبہ وعتیبہ کہ پسران ابولہب بودند و کافر بودند تزویج نمودہ بود

ترجمہ: پیشتر اس کے کہ کافروں کو لڑکی کا رشتہ دینا حرام قرار دیا گیا۔مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زینب کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا۔جبکہ وہ کافر تھا اور رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح عتبہ وعتیبہ پسران ابولہب سے کر دیا۔جبکہ کافروں سے لڑکی دینا لینا حرام تھا۔

(حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۱۸)

شیعہ حضرات کی کتابوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ کفار سے نکاح کی حرمت سے پہلے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا۔اور رقیہ،ام کلثوم اپنی بیٹیوں کا نکاح پسرانِ ابولہب عتبہ وعتیبہ سے کر دیا۔دوسرے یہ کہ دین اسلام کی ترقی اور ترویج اور دینی مصالح کے پیش نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے منافقین کیساتھ جن کے باطن کفر کو بخوبی جانتے تھے رشتے لیتے بھی رہے اور دیتے بھی رہے۔اور ان کے نفاق کو بھی ظاہر نہ فرماتے تھے۔ورنہ بجز چند کمزور آدمیوں کے آپ کے ساتھ کوئی نہ رہتا۔جس طرح کہ سرور عالمیاں ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوائے تین چار آدمیوں کے کوئی نہ رہا۔العیاذ باللہ ہمارے نزدیک شیعہ حضرات کی اس دوسری تاویل سے توہین رسالت کی بدترین بو

marfat.com

آتی ہے۔ اگر اسی پر اکتفا کرتے کہ حرمت کا حکم آنے سے پہلے یہ نکاح ہوئے تھے تو شان رسالت مجروح نہ ہوتی جس طرح کہ ابوعلی طبرسی شیعہ مجتہد اور مفسر نے حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۱۸۴)

كَانَ يَجُوْزُ فِیْ شَرْعَه تَزْوِیْجُ الْمُوْمِنَة مِنَ الْكَافِرِ وَ كَذَا كَانَ يَجُوْزُ ايضا فی مبدء الاسلام وَ قَدْ زَوَّجَ النَّبِیُ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتَه' مِنْ اَبِیْ الْعَاصْ بِنْ الرَّبِیْع قَبْلَ اَنْ يَسْلُم ثُمَّ نَسَخَ ذَالِکَ

ترجمہ: حضرت لوط علیہ السلام کی شرح میں مومنہ کی شادی کافر سے جائز تھی۔ اس طرح ابتداء اسلام میں بھی جائز تھی۔ جس کے باعث حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی بیٹی کی شادی ابوالعاص بن ربیع کی ساتھ اس کے اسلام لانے سے پہلے کر دی تھی۔ پھر یہ حکم اسلام میں منسوخ ہوگیا۔

شیعہ مفسر و مجتہد کی تفسیر کے اس حوالہ سے بھی ثابت ہوگیا کہ کفار سے نکاح کی حرمت کے حکم سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا تھا۔ شیعہ مجتہدین اپنے ائمہ معصومین کے ارشادات کو مانتے ہوئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں تھیں ان کو نکاحوں کے بارے میں مذکورہ بالا توجیہات کیں ہیں۔

شیعہ حضرات سے ایک سوال: آپ کا یہ ارشاد کہ کسی مومن نے اپنی بیٹی کسی کافر کو نہیں دی۔ ظاہر ہے اگر کوئی شخص کسی کافر کو اپنی بیٹی دیتا ہے تو بقول آپ کے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ اگر مؤمن ہوتا تو کافر کو اپنی بیٹی قطعاً نہ دیتا۔ اب فرمائیے کہ حضرت ابو طالب نے اپنی بیٹی اُم ہانی کافر مطلق دشمن رسول ہبیرہ بن ابووہب مخزومی کے نکاح میں کیوں دی۔

(طبری جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ منتھی الآمال صفحہ ۸۱)

marfat.com

حالانکہ حضرت ابو طالب شیعہ عقیدے کے مطابق صرف مومن کامل ہی نہیں تھے بلکہ حامل نور ولائیت تھے۔

عمران جن کی کنیت ابو طالب ہے اپنے زمانے کے معصوم اور امام تھے اور انبیاء ماسلف کے تبرکات کے حامل ہونیکے علاوہ حامل نور امامت بھی تھے۔ آخری نبی کی اکلوتی بیٹی از علامہ قاضی سعید الرحمٰن علوی اصغری منزل سانده کلاں لاہور صفحہ ۳۹

شیعہ حضرات اب بتاؤ اس بھاری پتھر کا جواب آپ کے اس دعوای کی روشنی میں کہ وہ نہیں ہوسکتا جو اپنی بیٹی کافر کے عقد میں دے حضرت ابو طالب کا ایمان بھی بقول تمہارے خطرہ میں پڑ گیا۔ (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۳۹) منتھی الآمال جلد اول صفحہ ۸۱

نوٹ: حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا وہ بعد میں مسلمان ہوگیا یہ وہی سیدنا ابو العاص بن ربیع ہیں۔ جب قریش مکہ نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی طرح تبلیغ اسلام سے نہیں رکتے تو باہمی مشورت سے بنی ہاشم سے لین دین ملنا جلنا ترک کردیا جائے تو اس سخت معاھدے کے بعد حضرت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خاندان والوں کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ اب بنو ہاشم کو مکہ میں رہنا دشوار ہوگیا۔ مجبوراً وہاں سے ترک سکونت کرکے شعب ابی طالب میں چلے گئے اور تین سال متواتر وہیں رہے۔ کھانے پینے کا سامان دستیاب ہونا از حد مشکل تھا۔ اگر شعب سے کوئی شخص باہر آتا اُسے زدوکوب کرتے۔ اگر کوئی بنی عبد المطلب کا فرد باہر سے کوئی خوردنی چیز بھیجتا تو اُس سے مزاحمت کرتے۔

نقل شدہ کہ ابو العاص شتراں از گندم وخرما حمل دادہ بشعب میبر دور ہا میکرد واز جا است کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم فرمودہ کہ ابو العاص حق دامادی ما بگذاشت

ترجمہ: یہی ابو العاص اونٹوں اور گیہوں اور چھوہارے بار کر کے شعب ابی طالب میں

ہانک دیا کرتے تھے۔اورر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابوالعاص ﷺ نے حق دامادی ادا کردیا۔(منتھی الآمال شیخ عباس قمی صفحہ ۳۶ جلداول)

بعینہ یہی عبارت فارسی میں ناسخ التواریخ جلددوم صفحہ ۵۱۸ پر ملاحظہ کیجئے اور تسلی کیجئے۔

اور حضرت ابوطالب کا داماد آپ کی وفات کے بعد بدر احد احزاب کی جنگوں میں حضوراکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخلاف کفار کے لشکر میں موجود رہا۔

غزوہ خندق ومبازرت عمر بن عبدود با امیر المومنین علی علیہ السلام پس یکروز عمرو بن عبدودونوفل بن عبداللہ بن المغیرہ۔ضرار بن الخطاب وہبیرہ بن ابی وہب وعکرمہ بن ابی جہل یعنی غزوہ خندق میں ہبیرہ بن ابی وہب کفار کیطرف سے بمقابلہ لشکر اسلام موجود تھا۔

(منتھی الآمال شیخ عباس قمی صفحہ نمبر ۱۵ جلداول)

فتح مکہ کے روز بھاگ نجران کی طرف نکل گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کیوجہ سے اپنی زوجہ اُم ہانی اور بچوں کی بھی پرواہ نہ کی۔

سوال نمبر ۷: رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران پاک کا نکاح امتیوں یعنی ابوالعاص بن ربیع اور حضرت عثمان ﷺ سے کیسے جائز تھا۔

جواب ا:

یہ سوال اپنے آئمہ کرام مجتہدین عظام سے کرنا چاہیے۔جنہوں نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ آنسرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت ابوالعاص اور سیدنا عثمان ﷺ سے ہوا تھا۔حوالہ جات سابقہ اوراق میں پڑھیئے۔

جواب ۲:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائے وحدہ لاشریک کے رسول تھے جولوگ ہروقت آپ کے پاس رہتے تھے پہلے ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دی۔چنانچہ سب سے پہلے اسلام لانیوالے

marfat.com

چار اشخاص ہیں۔ اول حضرت علی علیہ السلام دوسرے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تیسرے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ چوتھے زید بن حارث ﷺ آنحضرت کے آزاد کردہ غلام۔

(ماخوذ از رسالہ سرور کائنات ﷺ ناشر امامیہ مشن پاکستان لاہور)

قرآن مجید میں یاایھا الذین امنو کے لفظ جہاں جہاں بھی ہوں اس سے منظور نظر آئمہ معصومین ہیں۔ بے شک کیا شبہ ہے اس میں کہ وہ حضرات اس مفہوم کے مصداق اصلی اور افراد کاملہ ہیں۔

(ماخوذ مقدمہ تفسیر القرآن سید علی نقی صاحب قبلہ صفحہ ۱۱۵)

کلمہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے۔ کلمہ کیا ہے توحید رسالت ماننے کا اقرار تو جس نے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا یعنی خداوند کریم کو وحدہ لاشریک مان لیا اور محمد اللہ کے رسول ہیں کو دل و جان سے تسلیم کر لیا اور کلمہ طیبہ آپ کا پڑھ لیا وہ سب آپ کے اُمتی ہیں۔ تو اس لحاظ سے حضرت علی ﷺ بھی آپ کے اُمتی ہیں اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ میں داخل ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق ﷺ کا فتوی ملاحظہ فرمایئے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ قَالَ بِاَنَّنَا اَنْبِیَآءُ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَنْ شَکَّ فِیْ ذَالِکَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

(رجال کشی صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہم اہل بیت نبی ہیں اس پر اللہ کی لعنت ہو، اور جو اس میں شک لائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ تو مذکورہ بالا بیانات سے روز روشن کیطرح ثابت ہو گیا کہ امیر المومنین علی المرتضٰی ﷺ نہ نبی ہیں نہ خدا ہیں۔ اگر نبی کی امت سے بھی نہیں تو کیا ہیں؟

marfat.com

جواب۳: پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا ہے اتنا ہی مدینہ میں رہنے سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تنہا ایک امت قرار دیا ہے۔

ضمیمہ مقبول احمد کی اس عبارت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح طور پر ارشاد مذکور ہوا کہ اے علی تو تنہا ایک اُمت ہے۔ یعنی اگر چہ تو کئی اُمتیوں جیسا ایک اُمتی ہے مگر پھر بھی اُمتی ہے نبی نہیں۔

ضمیمہ مولوی مقبول احمد صاحب مرحوم دہلوی

تو جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جائز تھا۔ تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان سے بھی جائز تھا۔

جواب: یہ سوال بھی آپ کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے جدی ہیں اسی طرح حضرت ابوالعاص اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جدی ہیں۔

شجرہ نسب حسب ذیل ہے

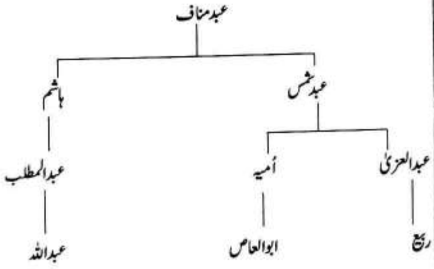

marfat.com

ابوالعاص باوفا | عفان | محمد ﷺ

عثمان باحیا

اس شجرہ مبارکہ سے واضح ہے کہ حضرت عثمان باحیا اور ابوالعاص باوفا یہ دونوں حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے دادے عبدمناف کی اولاد ہیں۔ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ تینوں داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باحیا حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ باوفا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے مالا مال تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب عالی میں قریبی رشتہ دار اور جدی تھے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد کی سگی بہن ہیں۔ اس طرح وہ زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی ہوئے۔ مکہ میں اُن کی پوزیشن مالداری اور تجارت و امانت میں بڑی اونچی تھی۔ دیکھو از

(کتاب تاریخ الاصابہ عربی ایڈیشن بحوالہ کتاب رسول اللہ کی صاحبزادیاں مرتبہ مولانا عاشق الٰہی بلندشہری)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ماں باپ دونوں کی طرف سے بالترتیب چھٹی اور پانچویں صلب پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل جاتے ہیں۔ (دیکھو مروج الذہب جلد دوم صفحہ ۳۳۱ ذکر خلافت عثمان)

هُوَ عُثْمَانُ بِنْ عَفَّانُ بِنْ اَبِیْ الْعَاصِ بِنْ اُمَیَّۃَ بِنْ عَبْدِالشَّمْسِ وَیُکْنٰی بِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَبِیْ عُمَرٍ وَّالْاَغْلَبُ مِنْهُمَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَ اُمُّہٗ اُرْوٰی بِنْتِ کُرَیْزٍ بِنْ جَابِرِ بِنْ حَبِیْبِ بِنْ عَبْدِ شَمْسٍ

marfat.com

ترجمہ: حضرت عثمان غنی کے باپ اور والدہ دونوں کا سلسلہ نسب عبد شمس پر مل جاتا ہے اور عبد شمس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردادا حضرت ہاشم کا حقیقی بھائی ہے۔ لہذا عثمان غنی نسب کے اعتبار سے چوتھے درجہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملتے ہیں۔

سوال: سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے۔

جواب: سادات فاطمہ، بنو ہاشم اور قریش کے نکاح آج سے چودہ صدیاں پہلے اور پھر اس کے بعد بھی ہوتے رہے۔

اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آنسرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنی پھوپھی زاد زینب ؓ بنت جحش کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید ؓ سے کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش بنو ہاشم سے تھیں۔ کہاں ان کا نسب اور کہاں زید ؓ کا نسب۔ چونکہ اس کے عدم جواز میں کوئی آیت نہیں اتری تھی اور نہ نکاح کے بعد ہی نازل ہوئی تو مذکورہ بالا عبارت میں حضرت زید ؓ کے نکاح کے حوالے سے جواز کا ذکر ہو چکا۔ بہر حال ہر سید پہلے بنیادی طور پر قریشی ہوگا پھر ہاشمی پھر سید یعنی سید میں بیک وقت تین نسبتیں موجود ہوتی ہیں۔ جبکہ ہر قریشی کیلئے ضروری نہیں کہ وہ ہاشمی بھی ہو مگر ہر ہاشمی کیلئے قریشی ہونا ضروری ہے۔ اس طرح قریشیت کی اکائی بنو ہاشم اور سادات میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سادات بنو فاطمہ کے نکاح بعض بنو امیہ سے ہوئے۔ کیونکہ بنو امیہ عبد شمس کی اولاد سے ہیں اور بنو فاطمہ ہاشم کی اولاد سے جبکہ عبد شمس اور ہاشم دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ یعنی اوپر جا کر یہ دونوں شاخیں مل جاتی ہیں۔

حضرت عثمان ؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھانجے تھے اور عثمان کی نانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی تھیں۔

marfat.com

قَالَ عُثْمَانُ بِنُ عَفَّانُ بِنُ اَبِیُ الْعَاصِ بِنُ اُمَیَّةَ ..... وَ اُمُّ عُثْمَانَ اُرْوٰی بِنُتِ کُرَیْزٍ وَّ اُمُّ اُرْوٰی اُمُّ حِکِیْمٍ وَ هِیَ اَلْبَیْضَاءُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم

(المستدرک جلد سوم صفحہ ۹۶)

حضرت عثمان ﷺ بن عفان کی والدہ اُرْوی بنت کریز ہیں اور حضرت عثمان کی نانی ام حکیم جن کو البیضاء بھی کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سگی پھوپھی تھیں۔

نوٹ: ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب اور صفیہ دونوں حقیقی ہمشیرگان ہیں۔ لہذا حضرت عثمان ﷺ کی والدہ ارْوی کی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما حقیقی خالہ ہوئیں۔ اسی طرح حضرت عثمان ﷺ کی والدہ عبداللہ بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب اور حمزہ بن عبدالمطلب کی سگی بھانجی ہوئی اور والدہ عثمان ﷺ اُرْوی کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جعفر طیار ﷺ اور حضرت علی ﷺ کرم اللہ وجہہ کی پھوپھی زاد بہن ہونے کی وجہ سے خود حضرت عثمان ﷺ اُن کے بھانجے ہوئے اور یہ حضرات حضرت عثمان ﷺ کے ماموں ہوئے۔

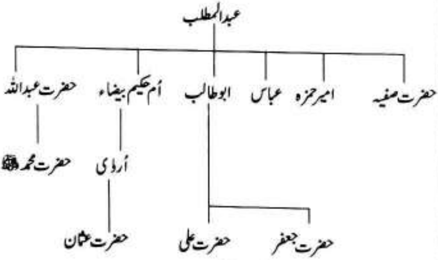

marfat.com

بنی ہاشم اور بنی عبد شمس کے درمیان ہونیوالی رشتہ داریوں میں سے ایک رشتہ یہ بھی تھا۔

وَتَزَوَّجَ عَبْدُ اللّٰهِ بِنْ عَمْرٍ و بِنْ عُثْمَانَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحُسَيْنِ بِنْ عَلِيٍّ بِنْ اَبِیْ طَالِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر سیدہ فاطمہ بنت حسین ﷺ سے شادی کی۔

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید جلد ۳ صفحہ ۴۵۹ مطبوعہ)

حسنین کریمین داماد عثمان غنی تھے۔

فَذَكَرَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِطْبَةَ الْحَسَنِ عَائِشَةَ وَفَعَلَه‘

امام حسین رضی اللہ عنہ عائشہ بنت عثمان کی خواستگاری کی اور رشتہ ہو گیا۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۳۹)

ثُمَّ اِنَّه‘ كَانَ الْحُسَيْنُ تَزَوَّجَ لِعَائِشَةَ بِنْتِ عُثْمَانَ

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ سے شادی کی۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۴۰)

حضرت عثمان کے لڑکے ابان کی شادی حضرت جعفر طیار کی پوتی سے ہوئی۔

(المعارف جلد اول صفحہ ۱۲۱)

وَكَانَتْ عِنْدَه‘ اُمُّ كُلْثُوْمِ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ جَعْفَرَ

ترجمہ: ابان بن عثمان کے نکاح میں اُم کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر تھی۔

وبعد از حسن مثنیٰ فاطمہ بحبالہ نکاح عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان در آمد

ترجمہ: حضرت حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد فاطلہ بنت حسین نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان

marfat.com

بن عفان سے شادی کر لی۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ کتاب دوم صفحہ ۵۳۴)

حضرت عثمان کے عقد میں یکے بعد دیگرے آنیوالی رقیہ، ام کلثوم دونوں بیویاں فوت ہوگئیں قول نبی علیہ الصلوۃ والسلام اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمان کو دے دیتا۔

قَالَ شَیْخُنَا اَبُوْ عُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَ صْحَابِہٖ مَا تَنْظُرُوْنَ لِعُثْمَانَ اَلَا اَبُوْ اَیِمٍ اَلَا اَخُوْ اَیِمٍ زَوَّجْتُہٗ اِبْنَتَیْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَالِثَۃً لَفَعَلْتُ قَالَ وَلِذَالِکَ سُمِّیَ ذُالنُّوْرَیْنِ

ترجمہ: ہمارے شیخ ابوعثمان نے کہا۔ جب حضرت عثمان کے عقد میں یکے بعد دیگرے آنیوالی دونوں بیویاں فوت ہوگئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا۔ تم عثمان کیلئے کس چیز کا انتظار کرتے ہو۔ کیا کسی بیوہ کا بھائی کا یا باپ کا، میں نے اپنی دو بیٹیوں (رقیہ اور ام کلثوم) کا عقد اس سے کیا۔ اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا۔ راوی کہتے ہیں اسی لئے عثمان کو ذوالنورین یعنی دونوروں والا کہتے ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید جلد ۳ صفحہ ۴۶۰)

المناصلۃ بین بنی عبد شمس وبنی ہاشم

یَجُوْزُ نِکَاحُ الْعَرَبِیَّۃِ بِالْعَجَمِیِّ وَالْہَاشِمِیَّۃِ بِغَیْرِ الْہَاشِمِیِّ

ترجمہ: عربی عورت کا نکاح عجمی مرد کیساتھ اور ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد کیساتھ جائز ہے۔

(شرائع الاسلام صفحہ ۱۸۳)

شیعہ دوستو یہ آپ کے مذہب کی مشہور و مستند فقہ کی کتاب کا فتوی آپ کے سامنے ہے اور اس فتوی کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو

marfat.com

حضرت علی المرتضٰی ﷺ اور سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ﷺ سے ہوا تھا حالانکہ وہ سید نہیں صرف حضرت علی ﷺ کے جدی ہیں۔تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ﷺ حضرت ابوالعاص ﷺ سے یک جدی ہونیکی وجہ سے نکاح بالکل صحیح اور جائز تھا۔حوالہ پڑھیے۔

زینب رضی اللہ عنہا در حبالہ نکاح عبداللہ بن جعفر پسر عم خویش بود

ترجمہ: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت علی ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ اُن کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا۔

(منتھی الآمال در ذکر اولاد آنحضرت امیر المومنین صفحہ ۱۳۵)

فَقُرَيْشٌ يَتَزَوَّجُ مِنْ اُبْنِي هَاشِمُ

ترجمہ: قریش بنی ہاشم سے نکاح کر سکتے ہیں۔(فروع کافی جلد پنجم صفحہ ۳۴۵) کتاب النکاح

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْكُفُوَا يَكُوْنَ عَفِيعاً

ترجمہ: یعنی امام باقر ﷺ نے فرمایا کفو یہی ہے کہ آدمی پاکدامن اور پاکباز ہو۔

(فروع کافی جلد پنجم صفحہ ۳۴۷ کتاب النکاح باب الکفو)

قَالَ اِذْ جَآءَ كُمْ مَّنْ تَرضَوْنَ خُلْقَه، وَدِيْنَه، فَزَوِّجُوْهُ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس رشتہ کیلئے ایسا شخص آجائے جس کے اخلاق اور دین کو تم پسند کرتے ہو۔تو اس سے شادی کردو۔

(فروع کافی جلد پنجم صفحہ ۳۴۷ کتاب النکاح)

نوٹ: شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بیٹیاں آپ کی حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو آپ اُن کا نکاح غیر سیدوں سے کس

marfat.com

طرح نہ کرتے۔

جواب: سب سے پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ سید کے کیا معنی ہیں اور کیا مراد ہے۔ عرب کہتے ہیں **فُلانٌ سَیِّدُنَا ای رَئیسنا وَالَّذِیْ نُعَظِّمُہ'** وہ ہمارا سید ہے۔ یعنی وہ رئیس ہے اور ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

وَاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَ الْبَابِ (سورہ یوسف) حضرت یوسف اور حضرت زلیخا اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے پاس۔ یہاں غلام کے مالک اور عورت کے خاوند پر بھی سید کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی موجود ہے۔ کہ انصار کے ایک قبیلہ کے رئیس (حضرت سعد بن معاذ ﷺ) کے مجلس میں آنے پر اس کی قوم سے فرمایا۔ **قومو الیٰ سید کم** اپنی قوم کے سردار کی تعظیم کیلئے اٹھو۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب القیام)

اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّداً وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (پ ۳)

آل عمران بے شک اللہ تعالیٰ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے۔ (یحییٰ علیہ السلام کی اللہ کے حکم کی گواہی دیگا۔ اور سردار و پاکباز ہوگا اور نبی ہوگا صالحین میں سے یہ معنی ہوئے بلحاظ محاورہ عربی زبان کے۔

دوسرے اولاد رسول کا سید کہلانا۔ جاننا چاہیے کہ لفظ سید صدیوں سے اولاد رسول کی علامت نسب بن چکا ہے۔ سید کہلانے کا وہی مجاز ہے جو امام حسین اور امام حسن ﷺ کی صلبی اولاد سے ہے۔ اولاد رسول کو سید اسلئے کہا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن

marfat.com

اور امام حسین ؓ اور سیدہ فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہا کو سید کے لقب سے نوازا۔ لہذا لفظ سید کا اطلاق صرف اُنہی افراد پر ہوگا۔ جو حسنی یا حسینی نسب کے حامل ہوں۔ آنسرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدمَ وَلَا فَخرَ میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن اس پر مجھے کوئی فخر نہیں اس لئے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان وکرم ہے۔

حضرت جناب حسن ؓ کو ابنی ھذا سید پھر مجموعی طور پر حسنین کریمین کو سید شباب اھل ا لجنۃ کے الفاظ سے یاد فرمایا اور اس طرح حضرت فاطمۃ الزاہرا کو سیدۃ النساء اھل الجنۃ فرمایا: (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت صفحہ ۵۵۸)

تو احادیث مبارکہ کی روشنی اور کتب سیرت کے مطالعہ سے ی ہ امر محقق اور ثابت ہو جتا ہے کہ سید کا خصوصی شرف صرف اور صرف جناب سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین ؓ کی اولاد کیلئے ہے۔ یعنی جن کے نسب میں آنحضرت عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دخل ہے۔ انہیں ہی سادات سمجھا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں امام حسن ؓ امام حسین ؓ تو بے شک سید بلکہ اصل سادات ہیں۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰ ؓ صرف قریشی ہاشمی ہیں ان کے نسب میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوی دخل نہیں۔

بلکہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے دادا عبدالمطلب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاملتے ہیں۔ سید کی اس تعبیر سے ان پر سید کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خون نہیں۔ ہاں یہ اعزاز اکرام اور شرف وفضیلت حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کو حاصل ہے اور ان کے بعد یہ مرتبہ ان کی اولاد میں منتقل ہے۔ حضرت علی ؓ کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں سے تھی انہیں سید نہیں کہا جاتا بلکہ ان کو علوی کہا جاتا ہے۔ اگر حضرت

marfat.com

علی ﷺ سید ہوتے تو ان کی سب اولاد بھی سید کہلاتی۔ حالانکہ یہ اعزاز وشرف صرف اولاد فاطمۃ الزاہرا کو حاصل ہے اور یہ حقیقت بھی نا قابل انکار ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ ﷺ سے ہوا۔ یہ اس امر کی واضح شہادت ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ غیر سید خاندان قریش میں سے ہو۔ یا کسی ایسے خاندان میں سے ہو جو شرافت یا وجاہت کے لحاظ سے سید کا کفو بن سکے۔ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں خواہ کوئی ہاشمی ہو خواہ اموی اور عجمی ممالک میں کفایت کا مدار حریت اور اسلام پر ہے۔

نوٹ: اس سے ثابت ہو گیا کہ خصوصی شرف صرف اور صرف جناب سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا اور امام حسن ﷺ اور امام حسین ﷺ اور ان ہر دو کی اولاد کیلئے ہے۔ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو آنسرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف دوسری صاحبزادیوں بلکہ حضرت علی ﷺ کو بھی عنایت نہیں فرمائی۔

اعتراض نمبر 10:

اُمت کی جن عورتوں سے رسول نکاح فرمائے وہ اُمت کی ماں ہیں اور اُمتی اُن سے نکاح نہیں کرسکتا۔

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖٓ اَبَدًا

ترجمہ: اور نہیں تم نکاح کر سکتے اس کی بیویوں سے بعد اس کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔

وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

اور اس کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔

اور مسلمان کہتے ہیں کہ ان کو ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس اُمتی عورت سے نکاح کرے وہ اُمت پر مندرجہ بالا آیت کے حکم سے حرام ہوگی۔ تو جب اُمتی عورتیں

marfat.com

نکاح رسول میں آکر اُمت کیلئے حرام۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اُمت کیلئے کیسے حلال ہوگی۔ نیز ہم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج کو اُمّ المومنین کہتے ہیں۔ یعنی مومنین کی ماں اور ماں اُمت کی اسی لئے نکاح حرام کہ اُمتی بیٹے ہیں اور اس ماں کی بیٹی کیا گئی مومنین کا بہن تو کیا اُمت کیلئے اس سے نکاح حلال ہوگا۔

جواب: چونکہ حضرت علی المرتضٰی ﷛ بھی مؤمن ہیں۔ لہٰذا ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ حضرت علی المرتضٰی ﷛ کی بھی ماں ہی ہیں۔ تو شیعہ حضرات کی اس نرالی منطق کی رو سے اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی ﷛ کی کیا گئی؟

تو بتائیے کیا حضرت علی ﷛ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح جائز ہوگا؟ ہائے افسوس شیعہ حضرات بنات الرسول زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہم سے انکار کے جنوں میں ایسے حواس باختہ ہیں کہ ہوش ہی نہیں۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو جناب سیدہ فاطمۃ الزاہرا کے برابر اُن کی شان ہوتی۔

جواب: ایک ماں باپ کی اولاد کا دینی اور دنیاوی امور میں برابر نہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ ایک ماں باپ کی اولاد بھی نہ ہوں۔

جیسے حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل تینوں بھائی اور مؤمن کامل اور تینوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی ہیں۔ لیکن کمالات و درجات میں اور شان میں حضرت علی سب سے بلند اور ارفع واعلیٰ ہیں۔ تو شان میں برابر نہ ہونے سے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ حضرت علی المرتضٰی کے بھائی بھی نہیں۔ تو جناب سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی شان اور درجات کیوجہ سے یہ کہنا غلط ہے کہ باقی بیٹیاں اگر چہ جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو ان کی شان بھی سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی مثل ہوتی۔

marfat.com

شیعہ حضرات ان تصریحات کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ رقیہ، زینب، ام کلثوم رضی اللہ عنہا پہلے خاوندوں میں سے تھیں اور یہ صاجزادیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ بلکہ ربیبہ تھیں یا خالہ کی لڑکیاں تھیں۔

جواب: ایسا کہنے والوں کے پاس کوئی سند نہیں۔ اول تو اس وجہ سے یہ بات نا قابل قبول ہے کہ معتبر کتب شیعہ میں صاف لفظ بیٹیوں کا ہے۔ اور پہلے خاوند کی بچی کو یعنی اولاد کو عربی میں ربیب کہتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بیٹیاں ہی آیا ہے۔ جیسا کہ پارہ نمبر ۲۲ رکوع نمبر ۵ میں اَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ کا لفظ الگ ہے۔ اور پارہ نمبر ۴ رکوع نمبر ۱۵ میں وَرَبَآئِبُکُمُ الّتِیْ فِی حُجُوْرِکُمْ مِنْ نِسَآئِکُمُ الّتِیْ دَخَلْتُمْ بِھِنَّ اور تمہاری بیٹیاں جو تمہاری اُن ازواج کی گود میں ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہو۔

زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہالہ بنت خویلد کی لڑکیاں تھیں۔ اس کی موت کے بعد اپنی خالہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس پلیں۔

یا یہ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے بیٹیاں تھیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں پرورش پا کر جوان ہوئیں۔ یعنی آپ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ بچھلگ تھیں مگر یہ ہر دو قول بالکل غلط ہیں۔ یعنی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔

شیعہ حضرات کے مجدد و مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

جمعے از علماء خاصہ و عامہ را۔ علماء کی ایک جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ اعتقاد آنست کہ حضرت رقیہ و ام کلثوم کی دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر

پہلے خاوند سے بیٹیاں تھی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے تھا۔ کہ پیش از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ اور آنحضرت نے ان کی پرورش فرمائی تھی و حضرت ایشاں راتربیت کردہ بود، حضور کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں و دختر حقیقی آنجناب نبودند و بعضے گفتہ اند کہ

marfat.com

دختران ہالہ، خواہر خدیجہ رضی اللہ عنہا بودند، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ دونوں حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں برنفی ایں دوقول روایات معتبرہ دونوں قول کی تردید پر معتبر روایات دلالت ے کند، روایات دلالت کرتی ہیں۔ (حیوۃ القلوب جلد دوم صفحہ ۵۸۹)

شیعہ حضرات اب تو آپ کے رئیس المحدثین مجتہد اعظم محمد باقر مجلسی نے واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ صاحبزادیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ ربیبہ (پچھلگ) تھیں یا حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں۔ ان دونوں کی بات آئمہ کرام کی معتبر روایات غلط قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ آئمہ کرام اہل بیت کے واضح فرمان اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ چاروں صاحبزادیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔

نوٹ: برنفی ایں دوقول روایات معتبرہ دلالت ے کنند

یعنی ان ہر دو اقوال کی تردید پر معتبر روایات، دلالت کرتیں ہیں بقول شیعہ مجتہد روایات پر غور کریں۔

جیسے حکایت کی جمع حکایات ہے اسی طرح روایت کی جمع روایات ہے۔ یعنی بقول شیعہ مجتہد اعظم ایک روایت نہیں بلکہ بہت روائتیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ چاروں صاحبزادیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ نہ کہ پچھلگ تھیں اور نہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے بیٹیاں تھیں اور نہ ہی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں۔

ان کتب الفَرِیْقَیْنِ مَشْحُوْنَۃ بِانَّھَا وَلَدَتْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَرْبَعَ بَنَاتٍ زَیْنَبْ و اُمّ کَلْثُوْم وَ فَاطِمَہ وَرُقَیَّہ.... وَ بَنَاتُہٗ فَادْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَھَاجَرْنَ مَعَہٗ وَ اتَّبَعْنَہٗ اٰمَنَّ بِہٖ

ترجمہ: فریقین اہل سنت وشیعہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا

marfat.com

ہوئیں۔آپ کی بیٹیاں اسلام لائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔

واضح رہے کہ علامہ عبداللہ مامقانی شیعہ کا شہرہ آفاق ماہر فن رجال ہے اس کا فیصلہ پڑھنے کے بعد چند کم علم ملاں یا ذاکروں کا یہ کہنا کہ ان احادیث کے راوی ضعیف ہیں یا روایت ثقہ نہیں۔سوائے ضد اور ڈھٹائی کے کچھ نہیں۔تنقیح المقال فی احوال الرجال از علامہ مامقانی طبع جدید نجف اشرف

شیعہ حضرات خدارا غور کرو کہ آپ ہی کا ماہر فن رجال کہہ رہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں زینت، ام کلثوم فاطمہ، رقیہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئیں۔اور پڑھیئے ابن شہر آشوب

وَاَوْلَادُہٗ وُلِدَمِنْ خَدِیْجَۃَ الْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰہِ وَ ھُمَا الطَّاھِرُ وَ الطَّیِّبُ وَ اَرْبَعُ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّۃُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَۃُ

دیکھو علامہ ابن شہر آشوب نے کتنے واضح الفاظ میں نام لے کر لکھ دیا ہے کہ اربع بنات یعنی چار بیٹیاں زینب اور خدیجہ اور ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہما اولاد رسول تھیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں۔تو پھر یہ کتنی لچر اور جھوٹ بات ہوئی کہ یہ لڑکیاں ربیبہ (پچھلگ) تھیں یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کی لڑکیاں تھیں۔

مناقب آل ابی طالب مصنفہ ابن شہر آشوب جلد اول صفحہ ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ

اب انہی پر ہم اکتفا کرتے ہیں کیونکہ کتاب کے حجم بڑھ جانے کا اندیشہ ہمارے پیش نظر ہے۔

عاقل نے ایک نقطہ کافی لوڑ نہیں دفتر دی
تے جاہل نوں کجھ اثر نہ کردی پند نبی سرور دی

marfat.com

ہم جناب رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آئمہ کرام کے غلام ہیں۔قرآن پاک پر ہمارا ایمان ہے جب ان حضرات اور کلام خداوندی سے صراحتاً ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں ہیں تو ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں۔

قارئین نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ شیعہ حضرات کے اعتراضات در بارہ بنات الرسول کتنے بے معنی اور لایعنی ہیں پنجابی میں انہیں ہی آئیں بائیں چھائیں کہا جاتا ہے۔

کبھی جمع کا صیغہ بنا تک سیدہ کی تعظیم کی خاطر آیا ہے۔

کبھی اس جمع کے صیغے سے مراد اُمتی عورتیں ہیں۔

کبھی سیدہ اور اس کی مومنہ اولاد مقصود ہے اسلئے جمع کا صیغہ آیا ہے۔

کبھی ربیبہ یعنی پچھلگ لڑکیاں مراد ہیں۔

کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہ بیٹیاں پہلے خاوندوں سے ہیں۔

کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی ہمشیرہ ہالہ کی بیٹیاں بناتے ہیں۔

غرضیکہ اس مسئلہ میں بہت عاجز ہیں۔

کبھی واقعی اگر یہ چاروں صاحبزادیاں حقیقی رسول خدا کی بیٹیاں تھیں تو واقعہ تطہیر اور واقعہ مباہلہ کے وقت ان کو کیوں شامل نہیں کیا گیا۔

کبھی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں تو ان کی شادی ابولہب کافر کے کسی لڑکے سے نہ ہوتی۔

کبھی ان کا نکاح امتیوں سے یعنی حضرت عثمان ﷺ، حضرت ابوالعاص بن ربیع ﷺ سے کیسے جائز تھا۔

کبھی سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے وغیرہ وغیرہ

دوستو خدارا غور کرو۔کہیں بھی قرآن وحدیث ارشادات آئمہ کرام سے کوئی حوالہ

marfat.com

پیش کیا ہے کہ نہیں صرف سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں۔ کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ شعیہ علماء کو اس مسئلہ میں تو تنکا بھی ہاتھ نہیں آیا۔

اتنے زبردست دلائل کے باوجود علمائے شیعہ میں نہ مانوں گا کی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔ کبھی اپنی کتابوں کو غیر معتبر کہہ دیتے ہیں کبھی فلاں روایت کی سند معتبر نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے سنیوں کی کتابوں سے یہ بنات الرسول کی روایتیں نقل کی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ بنات الرسول کی روایات بطور تقیہ ہماری کتابوں میں درج ہیں غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں غرضیکہ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں۔

شیعہ حضرات کا ہم پیچھا نہیں چھوڑیں گے ہم آپ کے ان لغو جوابات کا بھی جواب دیں گے۔ یعنی سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی آپ کی بیٹیاں تھی۔

یعنی بنات الرسول کے جواز میں آپ جن کتابوں کے حوالے دیتے ہیں وہ ہمارے ہاں غیر معتبر ہیں۔

جواب ہم نے آپ کی سنن اربعہ سے بنات الرسول کے حوالے دیئے ہیں پہلا حوالہ بنات اربعہ کا اصول کافی کتاب الحجت جلد اول سے دیا، دوسرا حوالہ کتاب الاستبصار جلد اول کتاب الجنائز سے تیسرا حوالہ من لا یحضرہ الفقیہ سے، چوتھا حوالہ نہج البلاغہ سے قول علی المرتضیٰ ؓ کا شیعہ حضرات عباس علمدار کے علم کو تھام کر قسم کھاؤ کہ ان کتابوں سے اونچی کتاب سوائے قرآن پاک کے اور کوئی شیعہ مذہب کی ہے نہیں ہرگز نہیں نمبر۲ بنات والی روایتوں کی سندیں معتبر ہیں۔

جواب: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چار بیٹیوں کا ثبوت شیعہ کی تمام معتبر کتب میں تواتر کیساتھ موجود ہے۔ حتی کہ شیعہ حضرات کے رئیس المحدثین مجتہد اعظم نے حیات القلوب

marfat.com

جلد دوم صفحہ ۵۸۸ میں حدیث کی ابتداء میں لکھا ہے۔ در قرب الاسناد بسند معتبر از امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ واُم کلثوم ورقیہ وزینب رضوان اللہ علیہم اجمعین

حاصل ترجمہ: کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور کی چار بیٹیاں فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں۔

گویا چار بیٹیوں والی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ والی روایت کے اسناد کو شیعہ حضرات کے مجدد رئیس المحد ثین باقر مجلسی بھی معتبر سمجھتا ہے۔ اگر موجودہ دور کا کوئی شیعہ مناظر خواہ کتنا بھی بڑا ہو باقر مجلسی کے پاؤں کی دھوڑ بھی نہیں تو اس کی ٹیں ٹیں کو کون سنے اور اس کے غیر معتبر کہنے کو اس کے فرار پر محمول کیا جائیگا۔ بس ایسی بے تکی باتیں ہانک کر اب لوگوں کے بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

کہتے ہیں ہمارے علماء نے سنیوں کی کتابوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیوں والی روایتیں نقل کی ہیں۔ یہ شیعہ علماء کا فضول خیال ہے اور اپنی امہات الکتب کی معتبر روایات سے فرار کی ناکام کوشش ہے۔ اصول کافی فروع کافی اغیار کے اقوال نہیں بلکہ شیعہ قدما کے اصل شیعی عقائد ہیں۔ اصول کافی کے مکمل متن سے تو شیعہ حضرات انکار ہی نہیں سکتے کیونکہ اس کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ کتاب غار میں چھپے ہوئے امام مہدی کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا **ھذا کاف لشیعتنا** یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی مصدقہ امام غائب کتاب میں اغیار کے اقوال یعنی سنی روایات کہاں جا گھسیں گی۔

دیگر ہم نے اصول کافی اور من لایحضرہ الفقیہ سے ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیدہ فاطمۃ الزاہرا اکلوتی بیٹی نہیں آپ کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں

marfat.com

تھیں۔ نیز کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی فارسی شرح کے مقدمہ میں گیارہویں فائدے کے ضمن میں یہ تحریر ہے۔

وہم چنیں احادیث مرسلہ محمد بن یعقوب کلینی ومحمد بن بابوتی بلکہ جمیع احادیث ایشاں کہ درکافی ومن لایحضر است ہمہ راصحیح مے تواں خواند۔ زیرا کہ شہادت ایں دوشیخ بزرگوار کمتراز شہادت اصحاب رجال نیست یقیناً بلکہ بہتراست

ترجمہ: اسی طرح مولوی کلینی اور ابن بابویہ قمی کی مرسل حدیثیں بلکہ ساری حدیثیں جو کہ کتاب کافی اور من لایحضر میں ہیں سب کو صحیح کہنا چاہیے۔ اس لئے کہ ان دو بزرگوں کی گواہی علمائے رجال کی گواہی سے کم نہیں۔ ناظرین کرام شارح محقق کے بیان سے واضح ہوگیا کہ ساری حدیثیں جو کہ کتاب اصول کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ اگر علمائے رجال کوئی اعتراض کریں تو ان کی جرح پر صاحب اصول کافی محمد بن یعقوب کلینی اور صاحب من لایحضرہ الفقیہ لابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی کی تصدیق مقدم ہوگی کیونکہ علمائے رجال میں سے کوئی بھی ان ہر دو بزرگوں کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

اب بھی اگر شیعہ حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیوں والی روایت مندرجہ اصول کافی کو تسلیم نہ کریں تو بتاؤ ان کا کیا علاج کریں۔ خداوند کریم ہی ان کو سوچنے سمجھنے کی توفیق دے۔

نیز شیعہ مؤرخ حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی اپنی کتاب منتخب التواریخ مطبوعہ طہران صفحہ ۲۳ پر لکھتا ہے۔

از اصول کافی مستفاد میشود کہ آں بزرگوار از خدیجۃ الکبریٰ سہ پسر داشت و چہار دختر۔ جناب قاسم وزینب ورقیہ وام کلثوم کہ قبل از بعثت متولد شدند وجناب الطیب والطاہر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کہ بعد از بعث متولد شدند

marfat.com

ترجمہ: اصول کافی کی روایت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تین صاجزادے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ جناب قاسم وزینب ورقیہ وام کلثوم بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور جناب طیب وطاہر اور سیدہ فاطمۃ الزاہرا بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ منکرین دختران رسول توجہ کریں۔

جبکہ شیعہ مؤرخین اصول کافی کی چار بیٹیوں والی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو چند بے علموں کے تسلیم نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بنات الرسول یعنی چار بیٹیوں والی روایات ہماری کتابوں میں بطور تقیہ درج ہیں۔

جواب: ہم نے اس کتاب میں آنحضرت عالیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاجزادیاں ہیں۔ بحوالہ حیات القلوب در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام درج کیا ہے۔

ابن بابویہ بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ بحوالہ حیات القلوب درج کیا ہے اور یہی حوالہ منتھی الآمال شیخ عباس قمی نے جلد اول صفحہ ۷۹ میں بیان کیا ہے۔ اسی کتاب میں درج کردہ حدیث نمبر ۶ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں۔ فرمایا حضرت امام باقر علیہ السلام نے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر اور کلثوم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب رضوان اللہ علیہم اجمعین ورق الٹ کر دیکھئے۔

ان درج کردہ روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا واضح ذکر ہے اب اصول کافی کتاب الحجت سے ایک حدیث پڑھیئے اور تقیے کا عذر لنگ جو آپ نے پیش کیا ہے اس کا جواب باصواب لاجواب پڑھ کر اپنی پیشانیوں سے ندامت کا پسینہ صاف کیجئے اور خوف خدا کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاجزادیوں پر ایمان لے آیئے۔

(اصول کافی صفحہ ۳۲۲ باب نمبر ۶۰)

mariat.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنی بے نبی کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل کی اور فرمایا اے محمد ﷺ یہ ہماری وصیت ہے تمہارے اہل سے جو نجباء ہیں ان کے لئے حضرت نے فرمایا اے جبرائیل وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد۔ اس کتاب پر مہریں لگی ہوئی تھیں سونے کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب امیر المومنین کو دے دی۔ اور حکم دیا کہ ان میں سے ایک مہر کو توڑیں اور جو لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ امیر المومنین نے ایک مہر کو توڑا اور حسب ہدایت عمل کیا پھر اُسے امام حسن رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ ایک مہر انہوں نے توڑی اور اس پر عمل کیا۔ انہوں نے اپنی مرگ کے وقت امام حسین علیہ السلام کو دی انہوں نے تیسری مہر توڑی اس میں لکھا تھا کہ ایک گروہ کیساتھ شہادت کیلئے نکلو اُن کی شہادت تمہارے ہی ساتھ ہے اور راہ خدا میں اپنا نفس بیچ ڈالو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ کتاب علی بن حسین علیہ السلام کو دی گئی۔ انہوں نے چوتھی مہر کو توڑا اس میں لکھا تھا کہ سر تسلیم خم کرو اور خاموشی کے ساتھ اپنے گھر بیٹھ جاؤ اور مرتے دم تک عبادت خدا کرو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر اس نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو دی انہوں نے مہر کو توڑا تو اس میں لکھا تھا لوگوں سے احادیث بیان کرو۔

حَدِّث النَّاسَ وَ افْتِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَ جَل نَانَّه' لَا سَبِيْلَ لَا حَدِ عَلَيْکَ فَفَعل

ترجمہ: لوگوں سے احادیث بیان کرو اور ان کو فتوے دو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو تم پر کسی کو قابو حاصل نہ ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

پھر وہ اُن کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام کو ملی انہوں نے مہر کو توڑا تو اس میں لکھا تھا۔

حَدِّث النَّاسَ وَافْتِهِمْ وَانْشُر عُلُوْمَ اَهْلِ بَيْتِکَ وَصَدِق

marfat.com

اٰبَائِکَ الصَّالِحِیْنَ وَلَا تَخَافَنْ اِلَّا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَاَنْتَ فِیْ حِرْزٍ وَّ اَمَانٍ

ترجمہ: احادیث کو بیان کرو اور فتوٰی دو اور علوم اہل بیت علیہ السلام کو نشر کرو اور تصدیق کرو اپنے آباؤ صالحین کی۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو تم اس کی پناہ میں ہو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

نوٹ: تقیہ کیا ہے؟ شیعی علماء کی اصطلاح میں اپنی جان کو بچانے کیلئے اپنے دین کو چھپالینا تقیہ ہے۔ تقیہ سے مراد یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے اظہار کفر کرے۔ بحالیکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ (موعظہ تقیہ مؤلفہ مجتہد علامہ السید علی الحائری صاحب)

ایک مردمومن بوجہ خوف اصلی عقائد دل میں چھپا کر بظاہر ناصبی کی موافقت کرے۔ (قول فیصل مرزا محمد لکھنوی شیعہ)

تو ان اقوال شیعہ مجتہدین سے ثابت ہوا کہ بحالت خوف تقیہ کا جواز ہوسکتا ہے۔ مگر یہاں تو امامین کریمین حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کو خداوند کریم کی طرف سے حکم ہو رہا ہے۔ تم لوگوں سے احادیث بیان کرو اور ان کو فتوٰی دو مذہب حقہ کے مطابق اور علوم اہل بیت کو نشر کرو اور تصدیق کرو اپنے آباؤ صالحین کی اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرو تم پر کسی کو قابو حاصل نہیں ہوگا۔ تم اللہ کی پناہ میں ہو۔ تو آئمہ علیہم السلام نے نہیں کیا اور نہیں کریں گے مگر وہی جو عہد خدا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ آپ کی روایت کردہ بنات الرسول والی احادیث از راہ تقیہ نہیں وہ تو وعدہ الٰہی پر کہ۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ کوئی خوف نہ تھا انہیں تو تقیہ کیسے کیا۔ بلکہ چاروں بیٹیوں والی روایات ہی بیان کر کے اپنے آباؤ صالحین کی تعریف کر دی اور فتوٰی دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں تھیں۔

نوٹ: شیعہ حضرات اور ان کے علماء کا شیوہ ہے کہ جب اہل سنت کے دلائل سے عاجز آ

marfat.com

جاتے ہیں اور کوئی جواب نہیں آتا تو تقیہ کا سہارا لے کر انکار کر جاتے ہیں۔ اہل سنت کے سارے سوالات اور اعتراضات کا جواب ان کے پاس تقیہ ہے۔

مگر اے شیعہ حضرات خدارا خیال کرو جبکہ بغیر خوف کے تقیہ ناجائز اور حرام ہے۔ اور حکم خداوندی بروائیت سیدنا امام جعفر صادق۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب منزل من اللہ حضرت علی بن ابی طالب کو دے دی اور حکم دیا کہ ان میں ایک مہر کو توڑیں اور جو لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ اور اس طرح ہر امام قیام امام مہدی رضی اللہ عنہ تک جو اس میں لکھا ہوا ہے اس میں اپنے اپنے وقت میں اس پر عمل پیرا ہو اور خدا و رسول کے احکام کی اطاعت کرے۔ تو حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق کو منزل من اللہ کتاب میں یہ حکم تھا۔

لَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اگر انہوں نے تقیہ کیا تو لامحالہ اللہ کے سوا کسی اور سے خوف کیا اور وعدہ خداوندی پر اعتبار نہ کیا اور اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ تو پھر یہ تو کھلی گمراہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِیْنًا

ترجمہ: ترجمہ جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا یقیناً وہ تو کھلی گمراہی میں پڑیگا۔ مگر حاشا للہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو صادقین میں سے جانتے ہیں انہوں نے احکام الٰہیہ کی ہرگز ہرگز نافرمانی نہیں کی۔

شیعہ حضرات محض عداوت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سلسلے میں بنات النبی کا انکار کر رہے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ موجودہ دور کے اہل تشیع تعدد بنات کے انکار پر مصر ہیں اور ان کے سابق شیعی مجتہدین، محققین چار صاحبزادیوں کا اقرار کر رہے ہیں اور ان کے اقرار بنات النبی پر بیسوں ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے جو ثبوت ہم اپنے اس رسالہ

marfat.com

میں پیش کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ان کے پاس سوائے بودے اعتراضات اور چونکہ چنانچہ البتہ کے سوا کچھ نہیں، شیعہ حضرات سے آخری گذارش یہ ہے۔

۱۔ اگر آپ کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی ایسی صحیح حدیث جو کسی معتبر کتاب میں مستند حوالے کے ساتھ ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ کی صاحبزادی ایک تھی تو پیش کیجئے

۲۔ کسی معتبر کتاب میں بسند معتبر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کا قول دکھائیے۔

۳۔ کسی معتبر کتاب میں معتبر روایت یا قول امام سے مستند حوالے کیساتھ سیدہ فاطمۃ الزاہرا سے ثابت کیجئے۔ ان کا فرمان ہو کہ میں اپنے والد مکرم کی اکلوتی بیٹی ہوں اور میری نسبی بہن کوئی نہیں۔

۴۔ کسی معتبر کتاب میں معتبر روایت یا قول سے مستند حوالہ کے ساتھ ثابت کرو کہ امام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا ہو کہ سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہ کے میرے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔

۵۔ اگر آپ اس قسم کی تصریحات سے عاجز ہیں پنی کتب معتبرہ سے بسند معتبر دوازدہ آئمہ علیہم السلام سے کسی امام کی تصریح اپنے موقف کی تائید میں دکھا دیجئے۔ ہماری دعوٰی ہے کہ شیعہ حضرات اس مسئلہ میں عاجز ہیں۔ ہر گز ہر گز نہیں دکھا سکتے۔ اس کا زندہ ثبوت یہ بھی پڑھیئے۔ (منجانب یاور حسین ساقی صفحہ۳ ۱۹۷ مارچ ۵)

بخدمت مجتہدین عظام علمائے کرام و مدیران ذوالاحترام مذہب شیعہ السلام علیکم!

چند دن ہوئے میں نے ایک آدمی کے ہاتھ میں اہلحدیث مولوی فیض عالم صدیقی کی تالیف، حقیقت مذہب شیعہ دیکھی۔ یوں ہی سرسری طور پر ورق گردانی کرتے ہوئے ایک مقام پر نظر ٹھہر گئی۔ شیعہ مذہب کی جن درجن بھر معتبر کتب کے حوالے سے لکھا دیکھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ ان میں تحفۃ العوام کا نام بھی تھا۔ میں یہاں جملہ معترضہ کے

طور پر یہ بھی عرض کردوں کہ میں آبائی طور پر شیعہ ہوں اور میرا تمام وقت آج تک دینی وار طبی کتب کے مطالعہ کے اور دینی اور طبی خدمات میں صرف ہوتا رہا۔ پاکستان اور بھارت کے تقریباً تمام جرائد میں طب کے متعلق میرے مضامین شائع ہوتے چلے آرہے ہیں۔ میں اپنے مذہب کے متعلق صرف اسقدر جانتا تھا کہ حضرت امام المتقین علیہ السلام خلیفہ بلافصل ہیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزاہرا صلوٰت اللہ علیہا تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت شیر خدا کا حق غصب کیا گیا یہ باتیں میرے ذہن میں اس قدر پختہ ہو چکی تھیں کہ میں ان کے خلاف کبھی کوئی بات سننی تک گوارا نہ کی۔ لیکن جب حقیقت مذہب شیعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا پڑھا۔

تو میں نے اپنے اکابر علمائے کرام سے رجوع کیا مگر وہ اس میں کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ میں اپنے ایمان و وجدان حاضر ناظر رکھ کر کہتا ہوں کہ میں مسلکاً اللہ کے فضل سے متشدد قسم کا شیعہ ہوں۔ مگر اس متنازعہ مسئلہ نے مجھے ذہنی طور پر سخت خلجان میں ڈال دیا ہے۔ آج تک جن شیعی علماء کرام سے دریافت کی گیا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی میری تسلی کر دیتا تو شاید مجھے یہ طویل خط نہ لکھنا پڑتا۔ اس خط کو طبع کرانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ میں سینکڑوں علمائے کرام کی خدمت میں اپنے دل کے اطمینان کیلئے قلمی خط لکھ کر بھیجنے کی فرصت نہیں رکھتا۔ ایک اور بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر شیعہ علمائے کرام اپنی معتبر کتب کی تحریروں کے مطابق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیوں کا اقرار کرلیں تو کیا شیعت میں کچھ فرق پڑ جائے گا اور جو فضیلت حضرت زہرا رضی اللہ عنہ کو قدرت کیطرف سے ودیعت ہوئی ہے اس میں کچھ کمی آجائیگی۔۔۔۔۔۔والسلام

ڈاکٹر یاور حسین ساقی ۱۵ مارچ ۱۹۷۳ء رہتاس ضلع جہلم ماخوذ از رسالہ بنات الرسول

حکیم فیض عالم صدیقی

marfat.com

ایک بہانہ:

کچھ شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ شیعہ کتاب قرب الاسناد کی حدیث میں مسعدہ بن صدقہ سنی راوی ہے لہٰذا قابل قبول نہیں جواب یہ حقیقت سے فرار کی راہ ہے۔

ا۔ جس مسعدہ بن صدقہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ سنی ہے یا شیعہ وہ امام محمد باقرؒ سے روایت کرتا ہے۔ اور یہ چار بیٹیوں والی روایت کا راوی نہیں۔ تنقیح المقال میں تذکرہ مسعدہ بن صدقہ میں ہے کہ!

مسعدہ بن صدقہ یکنی ابا بشر روی عَـنْ اَبِیْ عَبْدَاللهِ وَ اَبِیْ الْحَسَنِ لَهٗ کُتُبٌ مِنْهَا خُطْبَةُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَظَاهِرُ النَّجَاشِیْ مِنْ عَدَمِ غَمْزِهٖ مَلْعَبَةٌ

ترجمہ مسعدہ بن صدقہ جس کی کنیت ابوالبشر ہے یہ امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اور ابوالحسن سے اس کی کتابیں ہیں ان سے امیر المؤمنین کے خطبے بھی ہیں اور اور علامہ نجاشی نے اس کے مذہب پر کوئی تنقید نہیں کی۔

روضہ کافی اور فروع کافی میں مسعدہ بن صدقہ امام جعفر صادق کی حدیث کا راوی ہے۔ یہی مسعدہ بن صدقہ آپ کی اہم ترین کتاب تہذیب الاحکام میں باب فضل المساجد اور باب وصیت میں امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جو مسعدہ بن صدقہ امام محمد باقرؒ سے روایت کرتا ہے وہ تمری فرقہ کا ہے جو شیعہ فرقہ میں سے ہیں۔

(ملاحظہ ہو فرق الشیعہ از علامہ نوبختی شیعہ) یا سُنی ہے مگر جو امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتا ہے وہ شیعہ ہے اور یہ چار بیٹیوں والی روایت اس مسعدہ بن صدقہ کی ہے جو شیعہ ہے اور امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اور قرب الاسناد کی روایت میں وہی مسعدہ بن صدقہ جو امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتا ہے اور شیعہ ہے۔

۲۔ قرب الاسناد کی روایت کو شیعہ کے فخر المحدثین ملاں محمد باقر مجلسی نے اپنی کتاب حیاۃ القلوب باب پنجاہ و یکم میں سب سے پہلے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ جلد دوم صفحہ ۵۸۸

در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت جعفر صادقؒ روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند، طاہر قاسم و فاطمہ و اُم کلثوم رقیہ و زینب

رسول خدا کی اولاد بطن خدیجہ سے طاہر و قاسم اور فاطمہ اُم کلثوم رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

۳۔ فَالَوْحَدَّثَنِیْ مَسْعَدَہ بنْ صدقه قال و حدثنی جعفر بن محمد (ع) عن ابیه قال ولد لرسول الله (ص) من خدیجه القاسم والطاهر و ام کلثو و رقیة و فاطمة و زینب

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد گرامی امام محمد باقرؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ محمد باقرؒ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پیدا ہوئی قاسم اور طاہر رضی اللہ عنہما اور اُم کلثوم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہن یہ ہے امام جعفر صادق اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہم کا عقیدہ۔ حضور

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیوں کے متعلق (قرب الاسناد لابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری صفحہ ۸)

عَنْ مسعده بن صدقه قَالَ حَدَّثَنِیْ جعفر بن محمد عَنْ اَبِیْهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ خَدِیْجَةَ الْقَاسِمُ وَ الطَّاهِرُ وَ اُمّ کُلْثُوْم وَ رُقَیَّة وَ فَاطِمَةَ وَ زَیْنَبَ

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد گرامی امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر رضی اللہ عنہما اور اُم کلثوم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہن۔

(تنقیح المقال فی احوال الرجال از علامہ عبداللہ مامقانی اہل تشیع کی شہرۂ آفاق کتاب طبع جدید نجف اشرف صفحہ ۷۳)

پھر اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔

ان کتب الفریقین مشحونة بانها ولدت النبی صلی الله علیه وسلم اربع بنات زینب و اُم کلثوم و فاطمه و رقیه

ترجمہ: فریقین (اہل سنت اور شیعہ) کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیاں زینب، اُم کلثوم، فاطمہ اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

(تنقیح المقال فی احوال الرجال صفحہ ۷۷)

آگے چل کر لکھتے ہیں ابوالقاسم کوفی نے علماء فقہا اور نسابین کی ایک بڑی جماعت کی مخالفت کی ہے اور وہ علماء جو دین شیعہ کے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں ابوالقاسم کے قول کو یعنی بنات رسول کا انکار کیا اُس نے، ابوالقاسم کے قول کو تسلیم کرنا اس کثیر جماعت کی توہین ہے ان جید علماء میں شیخ مفید بھی ہے جن کا صاف عقیدہ ہے کہ حضور کی چار صاحبزادیاں تھیں اور شیخ مفید کے علاوہ اس کے شاگرد سید شریف مرتضیٰ علم الھدیٰ کی یہی رائے ہے۔ ابوالقاسم کے اس قول کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولم یات الا بمازعمه برهانا الی ان قال و ان اتعب نفسه الا انه لم یات ما یغنی عن تکلف النظر و الثبوت و انه کبیت العنکبوت اما اولا فانه یشبه الاجتهاد فی قبال النصوص من الفریقین عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن ائمتنا

ترجمہ: اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابوالقاسم کا یہ قول کہ زینب اور رقیہ بیٹیاں نہیں تھیں بلکہ ربیبہ تھیں یہ قول بلا دلیل ہے۔ محض رائے اجتہاد ہے نصوص کے مقابلے میں اس کی حیثیت مکڑی کے جالے کے برابر بھی نہیں۔ کتب فریقین (اہل سنت وشیعہ) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار بیٹیوں پر نصوص موجود ہیں اہل سنت کے پاس فرمان رسول خدا موجود ہے۔ اور شیعہ کے پاس ائمہ کے اقوال موجود ہیں۔ کہ رسول خدا کی چار بیٹیاں تھیں۔ علامہ مامقانی کی یہ تنقید بجا مگر اہل تشیع کو کون سمجھائے کہ ابوالقاسم کوفی کا یہ عقیدہ جو اس نے اپنی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ میں بیان کیا ہے۔ بقول اکابر علمائے شیعہ اور ائمہ اہل بیت صادقین طاہرین کے بھی نا قابل قبول ومردود ہے۔

marfat.com

خلاصہ کلام:

ا۔ قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیاں تین سے زیادہ تھیں۔ اے نبی قُل لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ سے لفظ بنات جمع قلت ہے، جس میں ۹ تک تعداد آ سکتی ہے۔ (تفسیر روح المعانی)

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت خدیجہ سے میری چار بیٹیاں زینب، اُم کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنھن پیدا ہوئیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خشم شد گفت بس کن اے حمیرا کہ خدا برکت مے دہد زنے را کہ شوہر را بسیار دوست دارد و بسیار فرزند آورد و خدیجہ اورا رحمت کند از من طاہر و مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را اور رقیہ و فاطمہ و زینب و اُم کلثوم از و بہم رسید (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۷)

ترجمہ: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اے حمیرا (عائشہ) اللہ نے اُس عورت میں برکت رکھی ہے جو بچوں سے محبت کرتی ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ اُس پر رحم کرے اُس سے میرے بیٹے طاہر اور قاسم رضی اللہ عنہم اور میری بیٹیاں رقیہ و فاطمہ و زینب اور اُم کلثوم رضی اللہ عنھن پیدا ہوئیں۔

۳۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا کی چار بیٹیاں تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

اس کا ثبوت:

بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و اُم کلثوم و رقیہ و زینب

معتبر سند کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا کی اولاد دو بیٹے اور چار بیٹیاں فاطمہ، اُم کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ (حیاۃ القلوب جلد دوم صفحہ ۵۸۸)

اب اگر کوئی کہے کہ رسول خدا کی ایک بیٹی تھی تو اول وہ قرآن پاک کی ایت پیش کرے کہ ایک ہی بیٹی تھی۔ پھر رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مبارک پیش کرے کہ میری ایک ہی بیٹی تھی۔ پھر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی بیٹی تھی۔ اگر ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتا اور پھر بھی اسی بات پر اصرار کرے کے حضور اکرم کی صرف ایک بیٹی تھی تو ایسا شخص امام جعفر صادق کا مخالف اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخالف اور قرآن پاک کا انکاری ہے۔ دلائل کا تو انبار لگا کر فرار کی تمام راہیں ہم نے بند کر دیں۔ مگر ہدائیت اللہ کریم کے ہاتھ میں ہے۔

marfat.com

باب دوم

درود شریف میں آل محمد ﷺ کے مصادیق کا بیان

سب سے پہلے ی وہ جاننا چاہیے کہ آل محمد ﷺ سے مراد کون ہیں۔

آل محمد کی تشریح کے سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَنَس ﷺ سُئِلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ قَالَ کُلُّ تَقِیٍّ وَفِیْ رَوَایَۃَ کُلُّ مؤمِنٍ

جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آل محمد کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر متقی انسان اور ایک روایت میں ہے ہر مؤمن۔ نبراس شرح، شرح العقائد از علامہ عبد العزیز ہمارے قبلہ حضور سلطان الفقراء غوث الورٰی حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین مولنا و مرشدنا عطاء محمد قادری اپنی تصنیف تالیف تحقیق الاولیاء کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام کُلُّ مَنْ سَلَکَ عَلٰی طَرِیْقِی فَھُوَا آلی

جو کوئی میرے طریقہ پر چلا پس وہ میری آل میں داخل ہے۔ تو صحابہ کرام مشائخ عظام رضی اللہ عنہم سب کے سب لفظ آل میں داخل ہیں۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ

marfat.com

وَقِيْلَ آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ

بعض نے کہا ہے کہ ہر متقی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ حوالہ شیعی کتاب کا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آل محمد میں اُمت کو بھی شامل کرتے ہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَالْاُمَّةُ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ صَدَّقُوْا مَا جَاءَ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِالثَّقَلَيْنِ

ترجمہ: کہ مومنوں کا گروہ بھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور شریعت کی تصدیق کی ہے اور ثقلین سے تمسک کیا ہے آل محمد میں شامل ہیں۔

(تفسیر صافی زیر آیت اِنَّ اللّٰهَ اصطفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا (سورۃ آل عمران)

حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ آل محمد سے کیا مراد فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اٰلَ الرَّجُلِ فِیْ لُغَةِ الْعَرَبِ هُمْ خَاصَّتُهٗ الْاَقْرَبُوْنَ اِلَيْهِ وَ خَاصَّةُ الْاَنْبِيَاءِ وَ آلُهُمْ هُمُ الصَّالِحُوْنَ الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: یعنی جان لو کہ عربی زبان میں ایک آدمی کی آل سے مراد اس کے خاص اقارب ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کے خاص اور ان کی آل مومنوں میں سے صالح علماء باللہ ہوتے ہیں۔

(فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۶۹)

قرآن پاک میں لفظ آل کا استعمال اس طرح ہوا۔

اِعْمَلُوْٓا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ

ترجمہ: اے آل داؤد! (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں بہت کم شکر گذار ہیں۔

آیت مذکورہ میں آل سے مراد اولاد اور خاندان کے علاوہ اُمت کے متبعین افراد بھی ہیں اور اگر صرف اولاد مراد لی جائے تو آپ کی اولاد سے بے شمار جلیل القدر انبیائے پیدا ہوئے۔ انبیاء علیہم السلام سے عدم شکر گزاری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر نبی اپنے

marfat.com

رب کے انعامات اور نوازشات کا شکر گزار نہیں ہوگا تو پھر دنیا کا کوئی بھی فرد اس کا حق شکر ادا کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرین عقل وعلم ہے کہ یہاں بھی آل سے داؤد علیہ السلام کی اُمت کے وہ افراد مراد ہیں جن سے عمل ناسپاسی سرزد ہوسکتا تھا۔ سورہ سباپ ۲۲

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے بے تعلق لوگوں کو جو پیروی کرنے والے ہوں آل فرمایا ہے اور خاص صلبی بیٹے کو جو پیروی کو نہ والا آل سے خارج کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَاَغْرَقْنَا آلِ فِرْعَوْنَ یعنی ہم نے آل فرعون کو غرق کردیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا خاص صلبی بیٹا جو پیرو نہ تھا۔ اللہ پاک نے فرمایا۔ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اس آیت میں قطعاً آل فرعون سے پیروان فرعون مراد ہیں۔ اس لئے کہ فرعون کے اولاد نہ تھی۔ علاوہ اس واقعہ کے بھی یوں ہی ہے کہ اس کے تمام فرمانبردار غرق کیے گئے تھے۔ اور دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کا خاص صلبی بیٹا جو پیرو نہ تھا اس کی بابت فرمایا۔ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ یعنی اے نوح وہ تمہاری آل سے نہیں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بھی کتب شیعہ میں یہ مضمون منقول ہے۔

پیغمبروں کے مقرب لوگ حصہ سوم ملفوظات قال علیہ السلام ہے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِالْاَنْبِيَاءِ اَعْلَمُهُمْ بِمَاجَآؤُ وَبِهٖ ثُمَّ تَلَاءَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِابْرَاهِيْمَ لِلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ وَلِيُّ مُحَمَّدٍ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ اِنْ بَعُدَتِ لَحْمَتُهٗ وَاِنَّ عَدُوُّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَاِنْ قُرُبَتْ قَرَابَتُهٗ

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بیشک انبیاء سے زیادہ قرابت رکھنے والے وہ ہیں جو ان کی شریعت کا زیادہ علم رکھتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی کہ ابراہیم سے زیادہ قرابت رکھنے

marfat.com

والے وہ ہیں جنہوں نے ابراہیم کی پیروی کی۔(اگر چہ ان کونسبی تعلق ابراہیم سے نہ ہو)اور یہ نبی اور جولوگ اس نبی پر ایمان لائے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا کہ محمد کا قرابت والا وہ ہے جواللہ کی اطاعت کرے۔ اگر چہ اس کا نسب جدا ہو۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگر چہ اس کی قرابت قریب ہو۔یعنی چاہے خاندانی رشتے سے کتنے ہی قریب ہوں۔(نہج البلاغہ حصہ سوم ملفوظات صفحہ ۸۸۷)

شیعہ حضرات اب فیصلہ تم پر ہے۔حدیث تمہاری فیصلہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا کہ علماء دین بھی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں۔(بصائر الدرجات صفحہ۳)

آل دوقسم کی ہیں!

ایک آل جسمانی ہے جن پر صدقہ حرام ہے۔دوسری آل روحانی ہے اس میں علماء راسخین اولیاء کاملین،حکماء،سلمین مشکوٰۃ انوار سے مقتبین خواہ سابقین ہوں یا لاحقین سب کے سب آ جاتے ہیں۔اور یہ جسمانی آل سے زیادہ پختہ ہیں۔مناقب فاخرہ للعزۃ الطاہرہ صفحہ ۲۳

اِنَّ کُلَّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ مِن شِیْعَتِنَا ھُوَ مِنْ رَحِمِ مُحَمَّدٍ

بلا شبہ ہمارے شیعوں کے سب مؤمن مرد اور مومن عورتیں رحم محمد میں سے ہیں۔
تفسیر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

شیعہ حضرات اب ایمان سے کہیو مندرجہ بالا عبارت میں شیعوں کو عترت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام قرار نہیں دیا گیا۔

قَالَ اَبُو جَعْفَر عِنْدنا اٰلِ مُحَمَّد نادر من الباب وَھُوَ مِنْہُ اَنَّ العُلَمَاءَ ھُمْ آلُ مُحَمَّدٍ

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آل محمد نادر الباب ہے اور اسی سے ہے کہ

marfat.com

علماء وہی آل محمد ہیں۔

قرآن مجید میں خاص صحابہ کرام پر درود بھیجنے کا ذکر فرمایا اور عنوان وہ اختیار فرمایا جو ایک آیت میں اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے ذکر فرمایا۔

قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

وہی ہے اللہ جو درود) یعنی رحمت) بھیجتا ہے۔تم پر اور اس کے فرشتے بھی (درود بھیجتے ہیں) تا کہ نکالے تم کو اللہ تاریکیوں سے طرف روشنی۔

شیعہ حضرات کے حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی نے اس آیہ کریمہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تا کہ وہ تم کو (کفر و نفاق کی) اندھیریوں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے۔

(ترجمہ مقبول شیعہ مطبوعہ افتخار بکڈ پو کرشن نگر لاہور)

ترجمہ مقبول سے بالکل واضح ہوگیا ہے کہ یہ آیت خاص کر صحابہ کرام کیلئے ہے۔ کیونکہ شیعی عقائد کے مطابق بھی خدا کے نور سے پیدا ہوئے یہ پانچوں تن محمد ﷺ است علیؓ فاطمہؓ حسنؓ حسینؓ

مگر مخاطب آیت کریمہ وہ ہیں جو کفر و نفاق کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں تو شیعہ ترجمہ کے مطابق یہ حضرات اس آیت کے مصداق نہیں۔

سورۃ الاحزاب پ۲۲ صفحہ ۸۴۴)

آل اور اولاد کے الفاظ عام طور پر ایک ہی معنی میں بولے جاتے ہیں مگر ان میں

marfat.com

زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جو مذکورہ بالا حوالہ جات اور تصریحات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ عام طور پر جو درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے اس میں وارد شدہ لفظ آل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کے نیک اور پاک سیرت متبعین مراد ہیں۔ اسی طرح نیک اور پاک سیرت اولاد بھی۔ آل محمد سے ہر وہ فرد جو شریعت مطہرہ کی پابندی نہ کرے، صوم وصلوٰۃ اور دیگر فرائض کا تارک ہو، علوم شریعہ سے نابلد ہو، خواہ اولاد رسول ہو یا نہ ہو خارج متصور ہوگا۔

اگر آل سے مراد اچھے برے تمام لوگ لئے جائیں تو پھر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْـرَاھِیْـمَ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی تمام ذریت (اولاد) اور اتباع (پیروکار) مراد ہونگے۔ جو غلط ہے۔ وہ اس لئے کہ بنی اسرائیل (یہودی) بھی جناب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ تو کیا مسلمان نماز میں اُن پر بھی اللہ تعالیٰ سے درود بھیجنے کی دعا کریں گے۔

نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے دو بیٹے تھے۔ ایک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور دوسرے حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل میں حسب ذیل مشہور نبی گزرے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور دوسری شاخ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چلی اس میں صرف ایک نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیدا ہوئے۔

قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا

marfat.com

يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ o

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیم کا اس کے رب نے چند کلمات سے امتحان لیا اور ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا۔ (خدا نے) فرمایا: اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً میں تم کو کل آدمیوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ (ابراہیم نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے (خدا نے) فرمایا جو ظالم ہونگے (وہ) میرے عہد سے فائدہ نہ اٹھائینگے۔

(ترجمۃ القرآن حکیم مقبول احمد شیعی میں حاشیہ صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے۔ (سورۃ البقرہ پ ۱)

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے بھی سوال کیا یعنی عرض کی وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ یعنی میرا اولاد میں سے بھی کسی کو یہ درجہ ملے گا۔ خدا نے فرمایا لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ میرا معاہدہ ظالموں سے سے نہیں ہے۔ (قول مترجم)

چونکہ ہر گناہ نافرمانی ہے اور نافرمانی ظلم ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ تو فرمانِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ اولاد ابراہیم میں سے بعض فاسق و فاجر ظالم گناہ گار بھی ہونگے۔ تو درود و آل ابراہیم پر ہے نہ کہ اولاد ابراہیم پر ہاں حضرت ابراہیم کی پاکیزہ اور متبع اور اسوۂ ابراہیمی پر چلنے والی اولاد سو وہ آل ابراہیم میں شامل ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کی غیر متبعین سے دست برداری کے متعلق قرآن حکیم میں نص قطعی اس طرح وارد ہے۔ پارہ ۲۸ سورۃ ممتحنہ)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان لوگوں (کی باتوں) میں جو اُنکے ساتھ تھے۔ اچھا نمونہ موجود ہے۔ جس وقت کہ انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ ہم تم سے اور اُن

marfat.com

چیزوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو یقیناً بیزار ہیں گویا اس آیت کے مطابق جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو اللہ کے سوا بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اپنی آل سے خارج کردیا۔ لہذا وہ لوگ آل ابراہیم علیہ السلام میں شامل نہیں ہونگے۔

تَشَھُّدْ میں عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ کی دعا پڑھی جاتی ہے۔ اور جس میں بدرگاہ ایزدتعالیٰ آل ابراہیم پر درود بھیجنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ وہاں آل ابراہیم سے مراد وہ انبیاء علیہ السلام ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے مبعوث ہوئے اور علمائے محققین کے نزدیک ان کی تعداد (۷۰۰۰۰) ستر ہزار کے قریب ہے اور جو افراد سوۂ ابراہیمی کے چھوڑ گئے وہ آل ابراہیم میں شامل نہیں ہونگے۔

(ترجمہ مقبول صفحہ ۸۴۹ افتخار بکڈ پو سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان لانے والو تم بھی اُن پر درود بھیجو۔ (ترجمہ مقبول)

صلوٰۃ کیا ہے۔ خدا کی طرف سے رحمت کا نازل ہونا۔ اور ملائکہ کی طرف استغفار اور تزکیہ اور مومن کیطرف سے دعا۔ درود اور آل ارشاد گیلانی شیعہ شائع کردہ ادارہ علوم الاسلام اصغری منزل۔ لاہور۔

خلاصہ کلام۔ اللہ کی طرف سے اپنے نبی پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تعریف فرماتا ہے۔ آپ کے کام میں برکت دیتا ہے۔ آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے اور ملائکہ کیطرف سے آپ پر صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے۔ آپ کی

marfat.com

شریعت کو فروغ بخشے اور اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صلو علیہ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ بن جاؤ۔ ان کی مدح وثناح کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔ بارگاہ رب العزت میں از دیار رحمت کی۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۱۲۳)

اب اصل مسئلہ پر غور کیجئے۔ اب نماز میں دیکھو درود شریف کہ قعدہ اخیر میں ہے اور سنت ہے۔ تشہد واجب اور ہر قعدہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اسی تشہد ماثور میں ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر سلام اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو پھر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

الف: ہماری نماز نہیں ہوتی جب تک ہم تشہد میں حضور کی ذات پاک ہدیہ سلام بھیجنے کے ساتھ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہدیہ سلام نہ بھیجیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ

گو عام ہے عباد اللہ الصلحین اس میں ارض وسماء کے تمام صالح افراد وعباد داخل ہیں۔ مگر اس عموم میں سب سے پہلے اصحاب رسول شامل ہیں۔ اُن کا شمول سب سے مقدم اور احق ہے۔ پھر یہ حقیقت بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ جسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفقہ حدیث پاک ہے۔ صحابی نے حضور علیہ

marfat.com

الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ سلام کا طریقہ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھادیا ہے۔یعنی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں سکھادیا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اب آپ فرمائیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں تو آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا صلوٰۃ کے متعلق سوال آیہ کریمہ۔اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ .... وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے نزول کے بعد ہے یہ سورہ احزاب میں ہے۔جو غزوہ احزاب کے بعد نازل ہوئی۔۴ ہجری کے آخر یا ۵ ہجری کے آغاز میں۔

تو اس وقت روئے زمین پر سوائے اصحاب رسول کے اور کسی عبد صالح کا وجود نہیں ہے۔تو تشہد میں درود موجود ہے۔اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ جیسا کہ آپ پہلے درود پاک کے معنی وحقیقت پڑھ چکے ہیں۔

(ب) تشہد کے بعد بارگاہ رسالتمآب میں ہدیہ صلوٰۃ وتبریک پیش نہ کریں اور اس ہدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور کے اصحاب کو شریک نہ کریں۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ تو درود پاک میں لفظ آل کا آیا ہے۔مگر اس سے مراد جمیع اتباع رسول ہیں۔لغت میں لفظ آل تبعین اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے نیک اور پاک سیرت علمائے راسخین مراد ہیں۔جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں قرآن کی آیات فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے شیعہ اور قول حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ ثابت کر چکے ہیں۔تو ہماری نماز نہیں ہوتی۔

نوٹ: یہ حقیقت بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اگر آل سے قرآن،لغت ومحاورہ اور اقوال ائمہ کے خلاف۔اگر اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اولاد سیدہ بتول رضی اللہ عنہ مراد لی جائے تو

marfat.com

پھر سیدنا علی المرتضیٰ بھی دوسرے صحابہ کے ساتھ درود دعا سے محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اولادرسول میں بالاتفاق نہیں شیعہ حضرات بھی انہیں اہل بیت رسول میں تو شامل کرلیتے ہیں مگر آل رسول انہیں کوئی بھی نہیں کہتا۔

مصادیق آل پر اعلیٰ حضرت گولڑوی کی تصریح

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ۔ لفظ آل کے مصادیق کے سلسلہ میں ایک حدیث پاک فرما کر یوں رقمطراز ہیں۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ آلٌ وَعُدَّةٌ وَالِى وَعُدَّتِى الْمُؤْمِنُ ہر ایک نبی کیلئے اتباع وجماعت ہیں۔ اور میرے تابعین اور جماعت وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سچے دل سے یعنی صدق دل سے سچا نبی مانا ہے۔ اس حدیث سے جس کا ذکر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ کی دوسری جلد میں بجواب سوال حکیم ترمذی کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ آل محمد سے مراد سب مؤمن ہیں۔ اقارب وازواج واولاد سمیت

البتہ قاموس اور دیگر لغات میں اقارب اور اتباع کے معنی درج ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ کس مقام میں اہل بیت وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد وہ اقارب ہیں جن پر صدقہ لینا حرام ہے۔ چنانچہ آل علی وآل جعفر وآل عقیل علیہم الرضوان اور کسی جگہ پر بہ قرینہ مقام اولاد آنخضرت اور ازواج مطہرات اور کسی جگہ پر سیدۃ النساء فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہ اور حسن وحسین وعلی علیہ السلام

خلاصہ آنکہ لفظ آل محمد، درود شریف اور آل ابراہیم اور آلہ فرعون سے مراد اتباع اور پیرو ہیں اور ماسوائے درود شریف جیسا جیسا مقام ہوگا بقرینۂ مقام خاص خاص معانی مراد ہونگے۔ (فتاوی مہریہ از سید پیر مہر علی شاہ صفحہ ۱۸ مطبوعہ لاہور)

marfat.com

پس ثابت ہوگیا کہ نماز کے درود میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پیرو مراد ہیں اور معنی درود کے یہ ہوئے کہ یا اللہ رحمت نازل کر پیروان محمد پر۔ لہٰذا لفظ آل میں بدرجہ اول صحابہ کرام شامل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کیلئے صلوٰۃ بھیجنا یعنی ان کے لئے نزول رحمت کی دعا کرنا۔

اَتَقَرَّبُ اِلَيْهِ بِالتَّصْدِيْقِ لِنَبِيِّهِ الْمُصْطَفٰى لِوَحْيِهِ الْمُتَخَيَّرِ لِرِسَالَتِهِ الْمُخْتَصِّ بِشَفَاعَتِهِ الْقَائِمِ بِحَقِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ عَلَى النَّبِيِّنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: اس کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں تا کہ اُس سے قربت نصیحت ہو، وہ نبی جسے اس نے اپنی وحی کیلئے چنا، اور رسالت کیلئے پسند فرمایا، وہ نبی جو حق شفاعت سے سرفراز، اور اس کے حق کا ذمہ دار۔ جس کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُس پر اور اس کی اولاد و اصحاب پر اللہ کی رحمتیں بلکہ تمام انبیاء تمام مرسلین اور تمام فرشتوں پر۔

(صحیفہ علویہ از علامہ سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ لکھنوی شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور)

حضرت امام زین العابدین کا صحابہ اور تابعین اور ان کی ازواج و اولاد پر صلوٰۃ بھیجنا یعنی ان کے لئے نزول رحمت کی دعا کرنا۔

اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَـا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ خَيْرَ جَزَآئِكَ الَّذِيْنَ قَصَدُوْا سَمْتَهُمْ وَتَحَرَّوْا وِجْهَتَهُمْ وَ مَضَوْا عَلٰى شَاكِلَتِهِمْ لَمْ يَثْنِهِمْ رَيْبٌ فِيْ بَصِيْرَتِهِمْ وَلَمْ

marfat.com

يَخْتَلِجُهُمْ شَکٌّ فِي قُفُوِ اٰثَارِهِمْ وَالْاِئْتِمَامِ بِهِدَايَةِ مَنَارِهِمْ

ترجمہ: اے معبود رحمت کر ان لوگوں کو جو نیکی میں ان اصحاب کے پیرو ہیں۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ بخش دے تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے سبقت کی ہم سے ایمان میں اپنا بہترین صلہ (ایسے پیرو) جنہوں نے ان اصحاب کے طریقے (پر چلنے) کا ارادہ کیا۔ اور اختیار کیا ان کی روش کو اور اُن کے قدم بقدم چلے۔ ان کو کسی شک نے اُن (صحابہ) کی بصیرت (کے یقین) سے برگشتہ نہیں کیا اور انہیں وہم کسی نے اُن (صحابہ) کے نقش قدم کی پیروی اور ان کے آثار ہدایت کی اقتدا کے متعلق وسوسے میں نہیں ڈالا۔

(صفحہ ۳۶ صحیفہ کاملہ یعنی زبور آل محمد سید قائم رضا نسیم امروہی)

اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَى التَّابِعِيْنَ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا وَاِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَعَلٰى اَزْوَاجِهِمْ وَعَلٰى ذُرِّيَّاتِهِمْ وَعَلٰى مَنْ اَطَاعَكَ مِنْهُمْ صَلٰوةً تَعْصِمُهُمْ بِهَا مِنْ مَعْصِيَتِكَ وَ تَفْسَحُ لَهُمْ بِهَا فِي رِيَاضِ جَنَّتِكَ

ترجمہ: اے معبود پس رحمت نازل کر (اُن) پیروؤں پر آج سے لیکر قیامت تک اور (رحمت نازل کر) اُن کی بیویوں اور ان کی اولاد پر اور اس پر اُن (ازواج و اولاد) میں سے جس نے تیری اطاع کی ایسی رحمت جس سے تو انہیں اپنی نافرمانی سے بچائے اور جس سے تو ان کے وسعت پیدا کر دے اپنے جنت کے باغوں میں۔

(صحیفہ یعنی زبور آلِ محمد سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ سید قائم رضا نسیم امروہی صفحہ ۳۷)

خلاصہ کلام متعلقہ بحث درود شریف نماز میں درود ابراہیمی کے علاوہ ہمیں جو قرآنی حکم یعنی صلو علیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم بارگاہ رب العزت میں آپ کی شان کے مطابق ازدیار رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ تو اس طرح صلوٰۃ دعائیہ کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ

marfat.com

رب العزت نے سورہ توبہ میں حکم دیا۔ اپنے صحابہ کیلئے

نمبر۱۔ خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: ان کے مالوں سے صدقہ لے لوکہ ان کو بھی پاک کردو اور اس صدقہ لینے کی وجہ سے ان کے مال کو بھی بڑھادو اور ان کیلئے دعائے رحمت کرو۔ تمہاری دعائے رحمت کرنا ان کی تسکین کا باعث ہوگا۔ (ترجمہ مقبول شیعی صفحہ ۴۰۴ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۳)

نمبر۲: وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ط قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وقف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

ترجمہ: (اور اے پیغمبر) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچادو۔ جو مصیبت پڑھنے کے وقت یہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کے حضور پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ چیز اُن کے اللہ پروردگار کی جانب سے صلٰوت اور رحمت ہے۔ اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (ترجمہ مقبول شیعی سورۃ بقرہ آیت ۱۵۷ صفحہ ۴۵)

نمبر۳: هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ o

ترجمہ: وہ بھی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلٰوت بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو (کفر و نفاق) کی اندھیریوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لائے۔

نمبر۴: مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

ترجمہ: جس کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُس پر اور اس کی اولاد و اصحاب پر اللہ کی رحمتیں۔ (صحیفہ علویہ صفحہ ۱۸)

marfat.com

سیدہ فاطمۃ الزاہرا کی صلوٰۃ دعائیہ

نمبر۵: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ الْمُنْتَجَبِیْنَ وَعَلٰی اَزْوَاجِہِ الْمُطَھَّرَاتِ وَعَلٰی ذُرِّیَّۃِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ

ترجمہ: یا اللہ رحمت نازل کر واس پر جس کا اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کی اہل بیت پاک پر اور اصحاب اخیار پر اور ان کی طاہر مطہر بیویوں اور ان کی اولاد پر اور تمام انبیاء پر۔

(ناسخ التواریخ جلد ہشتم صفحہ ۲۶۸ در احوالات فاطمہ سلام اللہ علیھا)

نمبر۶: اَللّٰھُمَّ وَصَلِّ عَلَی التَّابِعِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا وَاِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ وَعَلٰی اَزْوَاجِھِمْ وَعَلٰی ذُرِّیَّاتِھِمْ

ترجمہ: پس اے اللہ رحمت نازل کر (اُن) پیروؤں پر آج سے لیکر قیامت تک اور رحمت نازل کر اُن کی بیویوں اور ان کی اولاد پر۔

(صحیفہ کاملہ یعنی زبور آل محمد صفحہ ۳۷)

مجھے ایک دفعہ کا واقعہ یاد آ گیا۔ ہمارے گاؤں رتی ٹبی چک نمبر ۱۲ ضلع شیخوپورہ میں ایک عاشور محرم پر شیعوں کے مبلغ اعظم محمد اسمٰعیل صاحب تشریف لائے انہوں نے دوران مجلس شیعہ مومنین کو مخاطب کر کے کہا۔ پاکاں دی ذات لئے صلوٰت دی چھل آوے۔ مجلس

marfat.com

میں حاضرین مومنین نے باآواز بلند پڑھنا شروع کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّد

شعیہ حضرات اب خدارا سوچو ہم نے یہ ثبوت صلوٰۃ دعائیہ یعنی صحابہ کرام کیلئے ان حضرات کے دعا اے اللہ رحمت نازل کر ان پر ان کی اولاد پر ازواج پر۔ یہی ہے نا معنے صلوٰۃ دعائیہ یعنی درود پاک۔

نمبر۱: ذات باری تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صل علیہم صحابہ کیلئے حکم عطا فرمایا سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۳

نمبر۲: خود ذات باری تعالیٰ نے فرمایا صابرین کو خوشخبری دو۔ جو بوقت مصیبت کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اُسی کے حضور پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں علیہم صلوٰت من ربہم ورحمۃ جن پر ان کے اللہ کی جانب سے صلوٰت اور رحمت ہے۔

(سورۃ بقرۃ آیت ۱۵۷)

نمبر۳: قول علی المرتضی رضی اللہ عنہ جس کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُس پر، اس کی اولاد اور اصحاب پر اللہ کی رحمتیں مُحَمَّدٍ صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ

(صحیفہ علویہ صفحہ ۱۸)

نمبر۵: سیدہ فاطمۃ الزاہرا السلام اللہ علیہا کی صلوٰات

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَعَلٰی اَصْحَابِهٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ الْمُطَهِّرَاتْ

ترجمہ: یا اللہ رحمت نازل کر محمد پاک اور اس کی اہل بیت پاک اور اصحاب اخیار پر اور ان کی طاہر مطہر بیویوں پر۔ (ناسخ التواریخ جلد ہشتم صفحہ ۲۶۸)

marfat.com

نمبر۶: اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ التَّابِعِيْنَ وَعَلٰى اَزْوَاجِهِمْ وَعَلٰى ذُرِّيَّاتِهِمْ

ترجمہ: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صلوٰات اے اللہ رحمت نازل کر تابعین پر آج سے لے کر قیامت تک اور رحمت نازل کر ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر۔

شیعہ حضرات بنظر ایمانی غور کرو کہ صحابہ کرام پر کس کس طرف سے صلوٰت کی چھلیں آ رہی ہیں۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے

۲۔ خود ذات باری تعالیٰ کی طرف سے

۳۔ علی المرتضیٰ کی طرف سے شیر خدا کی طرف سے۔

۴۔ سیدہ فاطمۃ الزاہرا اسلام اللہ علیہا کی طرف سے۔

۵۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔

خود حق تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتوں کی طرف سے قرآن مجید میں خاص صحابہ کرام پر درود بھیجنے کا ذکر فرمایا۔ اور عنوان وہ اختیار فرمایا جو ایک آیت میں اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ذکر فرمایا۔ یعنی سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۶

نوٹ: هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ.

ترجمہ: وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں تا کہ وہ تم کو (کفر و نفاق) کی اندھیریوں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے۔

(ترجمہ مقبول شیعی پارہ ۲۲ صفحہ ۸۴۴)

اس آیہ مذکورہ بلا میں شیعہ حضرات کے عقیدہ کے مطابق جن نفوس قدسیہ کو آل کہتے

marfat.com

ہیں۔اُن پراس آیہ کریمہ کا اطلاق ہرگز ہرگز ہونہیں سکتا۔اس کا اطلاق اُن پر ہے جو کفر ونفاق کی ظلمت میں پہلے گھرے ہوئے ہوں۔ہم نے خاص صحابہ کرام کے حق میں اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا ازروئے قرآن ثابت کردیا ہے۔ ہے کوئی بزرگ سیاہ پوش شیعہ حضرات سے جو قران پاک سے ایک ایسی آیت دکھادے جس سے ثابت ہو کہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے شیعہ حضرات کے عقیدہ کے مطابق جن نفوس قدسیہ کو وہ آل رسول کہتے ہیں۔اُن پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔سوائے اُن کے دوسروں پر اُس کا اطلاق نہ ہوسکے ہرگز ہرگز نہیں دیکھا سکتے اگر دیکھا سکتے ہیں تو ہمیں دیکھا کر پانچ سو روپیہ انعام حاصل کریں۔

رہا شبہ کہ لفظ آل صحابہ کو بھی شامل ہے تو بعض درودوں میں آل کے بعد اصحاب کا ذکر کیوں ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں تخصیص بعد تعمیم کا قاعدہ بکثرت جاری ہے۔یعنی پہلے ایک عام لفظ بولتے ہیں پھر اس عام کے بعض خاص مہتم بالشان افراد کا بھی ذکر کردیتے ہیں۔مثلاً مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنی جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اس کے فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جرائیل اور میکائیل کا رتبہ زیادہ ہے۔اس لئے ملائکہ کے بعد ان کا بھی ذکر فرمایا۔اسی طرح گو صحابہ آل میں داخل ہیں۔مگر چونکہ صحابہ کا مرتبہ بہ نسبت دوسرے پیروی کرنے والوں سے زائد ہے اس لئے بعد آل کے صحابہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

marfat.com

باب نمبر۳

تفسیر آیہ تطہیر اور قرآنی رو سے اہل بیت کا بیان

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ
بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ
بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ
الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۝

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتو! اگر تم پرہیزگاری کرو۔ تو تم اور عورتوں کے مانند نہیں ہو۔ پس دبی زبان سے باتیں نہ کیا کرو۔ کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے کسی طرح کا لالچ کرے اور نیک (یعنی شک سے بچی ہوئی) باتیں کیا کرو اور اپنے گھروں میں (عزت و وقار سے) بیٹھی رہو۔ اور قدیم جاہلیت کا سا بناؤ سنگار کر کے باہر نہ نکلا کرو اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (برابر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہل بیت سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے۔ کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو

marfat.com

دور کردے اور تم کو ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ اور یہ تمہارے حکیم مقبول شیعی کا ترجمہ ہے صفحہ ۵۰ جس سیاق و سباق یہ آیت وارد ہوئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہیں کیونکہ خطاب کا آغاز ہی یا نساء النبی کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ اور ماقبل اور مابعد کی پوری تقریر میں وہی مخاطب ہیں علاوہ بریں اہل بیت، کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جس میں ہم، گھر والوں، کا لفظ بولتے ہیں۔ اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ خود قرآن مجید میں بھی اس مقام کے سوا دو مزید مقامات پر یہ لفظ ایا ہے کہ دونوں جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل بلکہ مقدم ہے۔ سورہ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہے کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں۔

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ (سورۃ ہود)

کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو! تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔ سورۃ قصص میں جب حضرت موسیٰ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰ کی بہن جا کر کہتی ہیں۔

هَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَهۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَهٗ لَکُمۡ

کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کا ذمہ لیں؟ پس محاورہ اور قرآن کے استعمالات اور خود اس آیت کا سیاق و سباق ہر چیز اسبات پر

marfat.com

قطعی دلالت کرتی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور آپ کی اولاد بھی۔ بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ازواج پاک سے ہے اور اولاد مفہوم لفظ کے اعتبار سے اس میں شامل قرار پاتی ہے اور اسی بناء پر ابن عباس رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لفظ آل اصل میں اہل سے نکلا ہے اور اہل کے معنی اقارب اور گھر والے ہیں۔ اس لئے لفظ آل کی ہیئت لفظی کی تبدیلی کے باوجود اس میں اہل کے معنی موجود ہیں۔ کیونکہ آل بنا ہی لفظ اہل سے ہے۔ اگر آل میں اپنے مشتق منہ کے معنی ہی نہ پائے جائیں تو فائدہ اشتقاق مفقود ہو جاتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہوگا کہ اہل لفظ خاص طور پر اقارب اور اولاد کیلئے استعمال ہوتا ہے اور گھر والوں کیلئے بولا جاتا ہے۔ اور لفظ آل میں اگرچہ اہل کے معنی بھی موجود ہیں مگر اسے اتباع اور پیروکار پر بھی بولا جاتا ہے۔ جبکہ لفظ اہل اتباع پیروکار افراد کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اہل بیت کا لفظ صرف ازواج کیلئے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات بھی غلط ہوگی۔ گھر والوں کے لفظ میں آدمی کے سب اہل و عیال شامل ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں وارد شدہ اہل بیت کی لفظی ترکیب ازواج مطہرات اور آل عبا دونوں کو محیط ہے۔ یہی جمہور علمائے کرام کا مسلک ہے۔ سیاق آیات اس امر پر واضح دلالت کرتا ہے کہ ازواج مطہرات اس کا مصداق اولین ہیں۔ شیعہ امہات المؤمنین کو اہل بیت میں شامل نہیں مانتے اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ آیت کریمہ میں۔ عَنكُم اور يُطَهِّرَكُمْ کے ضمائر مذکر ہیں۔ اگر یہاں ازواج مراد ہوتیں تو ضمیریں مونث عَنكُنَّ اور يُطَهِّرَكُنَّ وارد ہوتیں نیز یہاں بیت کا لفظ مذکور ہے جو واحد ہے۔ اگر ازواج مراد ہوتیں تو

marfat.com

بیت کی بجائے بُیوت کا لفظ استعمال ہوتا۔ پھر اہل سنت کی کتابوں میں بھی ایسی روایات ہیں کہ اہل بیت سے مراد صرف حضرات خمسہ ہیں۔ شیعہ حضرات کے اعتراض اول کا جواب

ا۔ مذکر ضمائر کے استعمال کئے جانے کے متعلق صاحب روح المعانی اور دیگر مفسرین سے لکھا ہے۔ کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے۔ اگرچہ باعتبار معنی مونث ہے۔ عربی لغت میں اکثر معنی کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ صرف لفظ کے مطابق ضمیر لایا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورہ ہود میں وارد ہے کہ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق کی ولادت کا مژدہ سناتے ہیں تو پاس کھڑی ان کی اہلیہ مطہرہ حضرت سارہ ہنس کر تعجب کرتی ہیں۔ وائے حیرانی میرے ہاں بچہ ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجب بات ہے اس پر فرشتے کہتے ہیں۔ اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکٰتُهٗ عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ

ترجمہ: اے سارہ کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہوتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں اس آیت میں تعجبین مونث کا صیغہ ہے۔ لفظ اہل بیت کے پیش نظر بعد کا ضمیر مونث استعمال نہیں ہوا، بلکہ علیکم مذکر کا ضمیر استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق شیعہ وسنی اس سے حضرت سارا رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔ ۲۲ ویں پارے کی ابتداء میں دیکھ لیجئے۔

وَمَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ کے کلمات قدسیہ میں منکن مونث کا ضمیر ہے اور بالاتفاق ہر دو فریق یہاں ازواج مراد ہیں، یقنت مذکر کا صیغہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا یقنت کی بجائے تقنت استعمال ہو، چونکہ لفظ من مذکر ہے۔ اس لئے اس کی رعایت سے ضمیر مذکر استعمال ہوا ہے۔ اس نوع کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں شیعوں کا یہ استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ نیز اگر مذکر ضمائر کی وجہ سے جملے میں مونث شامل ہیں۔ تو پھر سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کو کس طرح شامل مانا جائیگا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ صیغہ مذکر کا ہے

marfat.com

اور مراد صرف مونث ہے جیسے ارشاد ربانی ہے۔ فَقَالَ لِاَھْلِہٖ امْکُثُوْا "(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۱۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ صفورا سے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ۔ شیعہ حضرات کے دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے حجروں کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک اُن کی اپنی قیام گاہ کی حیثیت۔ چنانچہ جب اس حیثیت سے حجروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو بیوت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک کا بیت الگ تھا۔ ارشاد ہوا۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور اس سے اگلی آیت میں ہے۔ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ دوسری حیثیت اُن حجروں کی رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ہے کہ وہ سارے سارے بیت النبی ہیں اور نبی کا بیت ہونے میں اُن کی جہت ایک ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے بشارت تطہیر دی جا رہی ہے۔ اس لئے لفظ اہل بیت وارد ہوا۔

شیعہ حضرات کا تیسرا اعتراض

سنن ترمذی تفسیر سورۃ الاحزاب میں بروائیت عمر بن ابی سلمہ مذکور ہے کہ جب آیہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اُم سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی فاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور اُن کو اپنی چادر میں لیکر یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْ ھُمْ تَطْھِیْرًا حضرت اُم سلمہ نے عرض کی وَاَنَا مَعَھُمْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ (اے پیغمبر خدا میں ان کے ساتھ ہوں) آپ نے فرمایا۔ اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ تو اپنے رتبہ پر ہے اور تو نیکی پر اس حدیث پاک سے شیعہ استدلال کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

اہل بیت میں سے نہ تھیں۔ تو ازواج کا اہل بیت سے نہ ہونا ثابت ہو گیا۔ جواب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو صرف اتنا ہی کہا تھا۔ اِنَّکِ عَلٰی خَیْرٍ کہ تو بھی اچھے مقام پر ہے۔ بلکہ ان کے اس سوال پر اَلَسْتُ مِنْ اَھْلِکَ (کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں؟) یہ جواب بھی ارشاد فرمایا تھا۔ بلیٰ (کیوں نہیں؟) یعنی ہاں تو بھی تو میرے اہل بیت سے ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں سے مسند امام احمد میں یہ روایت موجود ہے اور اہل تشیع کہ ہاں بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۹ میں منقول ہے۔

(بحوالہ عبقات من باب الاستفسادات رشحات قلم مفکر اسلام علامہ خالد محمود سیالکوٹی صفحہ ۱۵۱)

جواب نمبر ۲: شیعہ حضرات کا مذکورہ بالا حدیث کی بنیاد پر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کر کے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رض اللہ عنہا و حسنین رضی اللہ عنہم اور اُن کی اولاد کیلئے لفظ اہل بیت کو خاص کر دیا تو یاد رہے جو چیز قرآن پاک سے صراحتاً ثابت ہو اس کو کسی حدیث کے بل پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ رب تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اور اس کے بعد پورے رکوع میں جمع مونث غائب کے صیغے مذکور ہوئے بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ازواج مطہرات سے ہے اور اولاد مفہوم لفظ کے اعتبار سے اس میں شامل قرار پاتی ہے۔ دیگر شیعہ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چادر کے نیچے نہیں لیا۔ جس میں حضور نے ان چاروں افراد کو لیا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے گھر والوں سے خارج قرار دیا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ کہ بیویاں تو اہل بیت میں شامل تھیں ہی کیونکہ قرآن نے انہی کو مخاطب کو مخاطب کیا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہل بیت سے خارج ہیں۔ اس لئے آپ

marfat.com

نے تصریح کی ضرورت فرمائی اور ان کے حق میں دعا فرمائی نہ کہ ازواج مطہرات کے حق میں۔

نمبر۴: شیعہ حضرات صرف اتنا ہی ظلم نہیں کرتے کہ ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کر کے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کیلئے لفظ اہل بیت کو خاص کر دیا۔ بلکہ اس پر اور ستم یہ بھی کیا کہ اس کے الفاظ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔ سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ حضرت علی اور فاطمہ اور ان کی اولاد انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ گندگی سے مراد خطا اور گناہ ہے اور ارشاد الٰہی کی رو سے یہ اہل بیت اس سے پاک کر دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ آیت کے الفاظ یہ نہیں ہیں کہ تم سے گندگی دور کر دی گئی اور تم بالکل پاک کر دیئے گے بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا اور تمہیں پاک کر دینا چاہتا ہے۔

سیاق وسباق بھی یہ نہیں بتاتا کہ یہاں مناقب اہل بیت بیان کرنے مقصود ہیں بلکہ یہاں تو اہل بیت کو نصیحت کی گئی ہے کہ تم فلاں کام کرو اور فلاں کام نہ کرو، اس لئے کہ اللہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ بالفظ دیگر مطلب یہ ہے کہ تم فلاں رویہ اختیار کرو گے تو پاکیزگی کی نعمت تمہیں نصیب ہوگی ورنہ نہیں۔ آیہ تطہیر سے شیعہ آل عبا کی معصومیت ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ اس آیت سے ان کا غیر معصوم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ معصوم کے حق میں یوں نہیں کہا جاتا کہ میں اسے پاک کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ استدلال شیعی تب صحیح رہتا اگر طہرکم بصیغہ ماضی مذکور ہوتا۔ یہاں یُطَھِّرَکُمْ بصیغہ مضارع ہے اور متعلق بارادہ الٰہی ہے۔ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی، حسنین کریمین اور سیدہ فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چادر کے نیچے لے لیا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہی پاک ٹھہرے۔ شیعہ حضرات بتائیں کہ انکی تطہیر دعا سے پہلے بھی تھی یا نہیں۔

marfat.com

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (پارہ ۱۹ سورۃ النحل)

ترجمہ: موسیٰ نے اپنے گھر والوں کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھ لی ہے۔

(ترجمہ مقبول شیعی تفسیر مجمع البیان)

اِذْ قَالَ لِاَھْلِہٖ اَیْ امْرَاَتِہٖ وَھِیَ بِنْتُ شُعَیْبٍ (جلد چہارم جز ہفتم)

ترجمہ: جب موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل سے کہا یعنی اپنی بیوی کو جو کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔

قَالَتْ مَاجَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِکَ سُوْٓئًا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

ترجمہ: اُس عورت نے کہا کہ جو تیری زوجہ سے بدی کا قصد کرے اُس کی سزا اس کے سوا کیا ہے۔ کہ اس کو قید کیا جاوے یا دردناک عذاب دیا جائے۔

(تفسیر مجمع البیان اسی آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔)

یعنی اَنَّ الْمَرْاَۃَ سَبَقَتْ بِالْکَلَامِ لِتَرِکَ الذَّنْبَ عَلٰی یُوْسَفَ

ترجمہ: یعنی عورت نے بات میں سبقت کی تا کہ گناہ کو یوسف علیہ السلام پر ڈال دے۔

(تفسیر مجمع البیان شیعی جلد سوم جز پنجم)

نمبر۳: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ: اے رسول تم اس وقت کو یاد کرو جب کہ صبح ہی صبح تم اپنے بال بچوں میں سے نکلے اور مومنوں کو لڑائی کے مورچوں میں بٹھانے لگے اور اللہ سننے ولا اور جاننے والا ہے۔

(ترجمہ مقبول شیعی پ ۴ صفحہ ۱۲۸ سورۃ آل عمران)

اس کا مطلب شیعہ تفسیر سے (وَاِذْ غَدَوْتَ) و یاد کن اے محمد کہ چوں بامداد بیروں

marfat.com

شدی (مَنْ اَحْلِکَ) ازمنزل خود کہ خانہ عائشہ بود۔ بقول بعضے ایں روز احزاب یا بدر بودہ

اگر دعا سے پہلے بھی تھی تو طہر صم میں کس چیز کی درخواست ہے۔

شیعہ لوگ درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں کیونکہ وہ اپنے آئمہ کو جناب رسالتمآب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی طرح معصوم جانتے ہیں۔ اور اماموں کو جملہ انبیاء کی طرح منصوص من اللہ جانتے ہیں۔ اوران کی اطاعت کررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فرض جانتے ہیں۔

(مفروض الطاعۃ اصول کافی صفحہ نمبر ۲۳۴)

الامام المطھر من الذنوب۔ والبراءعن العیوب اصول کافی صفحہ ۲۳۱)

امام کے وہی فرائض ہیں جو ایک نبی ورسول کے ہوتے ہیں۔ امام امور دین ودنیا دونوں کی اصلاح کا کفیل ہوتا ہے۔

اسلیئے اس میں اُن تمام صفات جمیلہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو ایک نبی کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ (اثبات الامامت صفحہ نمبر ۴۶) ملا محمد حسین ڈھکو شیعہ۔

چنانچہ اصول کافی میں مرقوم ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَاجَآءَ بِهٖ عَلِیٌّ اٰخُذُبِهٖ وَمَا نَهٰی عَنْهُ جَرٰی لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ مَا جَرٰی لِمُحَمَّدٍ وَكَذٰلِكَ لِاَئِمَّةِ الْهُدٰی وَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو کچھ علی رضی اللہ عنہ لائے ہیں اس پر عمل کرتا ہوں اور جس چیز سے انہوں نے منع کیا میں اس سے باز رہتا ہوں۔ اُن کی بزرگی مثل اُس بزرگی کے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور آخر میں فرمایا کہ ایسی ہی بزرگی تمام آئمہ ھدیٰ کی ہے۔ یکے بعد دیگرے اس حدیث کا مفہوم شیعہ حضرات علامہ

marfat.com

باذل نے حملہ حیدری میں یوں نظم کیا۔غزوات حیدری ہم چوں محمد منزہ صفات۔ ہمہ صاحب حکم بر کائنات۔ بعلم و بقدرت ہم منتھی۔ ہمہ چوں محمد ہمہ چوں علی۔

(حملہ حیدری صفحہ ۳ جلد ۵ غزوات حیدری و جملہ حیدری)

شیعہ عقیدہ کے مطابق سارے ائمہ اسی فضیلت کے مالک ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ (نعوذ باللہ منھا) گویاں دوسرے لفظوں میں سرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین نہیں تسلیم کیا گیا۔ بلکہ ان کے بعد بارہ آئمہ رضی اللہ عنہم کو بھی مثل نبی مصطفےٰ خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔

اگر شیعہ علی رضی اللہ عنہ کا ہم رتبہ نہ سمجھتے تو علی کے نام کا کلمہ کیوں پڑھتے اور علی رضی اللہ عنہ کا نام اذان میں کیوں شامل کرتے۔ اگر شیعہ مذہب صحیح ہے تو مرزائی بدرجہ اولی سچے ہیں۔

نوٹ: جب امام کے فرائض بھی نبی جیسے ہیں اور صفات بھی نبی جیسی ہی ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایسے امام صاحبان بلا روک ٹوک یکے بعد دیگرے آ جا رہے ہیں۔ تو نہ معلوم انکار ختم نبوت اور کسے کہتے ہیں۔ (اثبات الامامت صفحہ ۳۶)

اور یاد فرمایئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ بوقت صبح آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے بار تشریف لائے۔ بعض نے اس موقعہ کو خیبر کے دن یا بدر کے دن کے متعلق بتایا۔ شیعہ حضرات دیکھ لو آپ کے مفسر قرآن نے کان کو ہاتھ تو لگایا لیکن سیدھا نہیں لگایا۔ ذرا گھما کر لگایا۔ اہل سے مراد گھر والی نہیں کہا۔ بلکہ اہل کے معنی گھر کے کیا اور تسلیم کر لیا کہ وہ گھر حضرت عائشہ کا تھا۔ اب تو لگاؤ نعرہ حیدری۔۔۔ یا علی رضی اللہ عنہ۔۔۔۔ اب تو اپنے ایمان کو صحیح کر لو اب تو تمہارے مفسر نے تسلیم کر لیا اور لکھ دیا۔ مِنْ اَھْلِکَ خانہ عائشہ بود۔ سبحان اللہ تو ان تین حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ قرآن اصطلاح میں فقط لفظ اہل کا اطلاق بیوی پر بھی ہوا ہے۔ تو اہل بیت کی ترکیب لفظی کیا۔ ایک لفظ اہل اور دوسرا لفظ بیت۔ تو جب قرآنی اصطلاع میں لفظ اہل

marfat.com

کے معنی بیوی کے بھی ہیں تو بیت کے معنے گھر جس میں کسی بھی اختلاف نہیں۔تو اہل بیت کے کیا معنی، بیوی یعنی گھر والی۔اب میں نہ مانوں کا علاج اللہ ہی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(تفسیر خلاصہ المنہج صفحہ ۸۸)

نمبر۳: هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے کہا میں تمہیں ایسے گھر بتلا دوں جو تمہاری خاطر اس بچہ کی کفالت کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔

(ترجمہ مقبول شیعی صفحہ ۷۶۹ سورۃ القصص، تفسیر مجمع البیان)

وَانْطَلَقَتْ اُخْتُ مُوْسٰى اِلٰى اُمِّهَا فَجَآءَتْ بِهَا اِلَيْهِمْ

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ اپنی والدہ کی طرح چل پڑیں تو ساتھ لیکر فرعون کے دربار میں تشریف لے آئیں۔(تفسیر مجمع البیان جلد چہارم جز ہفتم)

تو شیعہ حضرات ثابت ہوا قرآن کریم میں جو عربی کی فصاحت اس کی محتاج ہے۔ اس میں مراد اہل بیت سے بیوی گھر والی لی گئی۔وہی لفظ اہل بیت جو الاحزاب سورہ پارہ ۲۲ میں عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ موجود ہے وہی لفظ اہل بیت اس آیہ مذکورہ میں هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ میں موجود ہے۔جس سے بیوی مراد ہے۔

(جلد ۵ آیت ۷۰ صفحہ ۴۵۶ سورہ ہود ترجمہ مقبول شیعی دہلوی)

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ .... اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ

ترجمہ: اور ان کی زوجہ کھڑی ہوئی تھی وہ اُسی وقت حائض ہوگئی پھر ہم نے اس کو ولادت اسحٰق علیہ السلام کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی۔اس نے یہ کہا ہائے خرابی میری کیا مجھ سے بچہ پیدا ہوگا۔حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے شوہر ضعیف ہیں یہ تو

marfat.com

بہت ہی عجیب بات ہے۔

قَالُوْا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّه حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

ترجمہ: ان فرشتوں نے کہا کہ (اے عورت) کیا تو امر خدا سے تعجب کرتی ہے۔ حالانکہ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سزاوار حمد و ثناء ہے۔

(ترجمہ مقبول احمد شیعہ صفحہ ۴۵۶ سورہ ہود)

علل الشرائع میں آیا ہے کہ اُس دن حضرت سارہ رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت ابراہیم کی عمر نوے (۹۰) برس کی تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بائیس برس تھی۔ کتاب شیعہ

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ واقعہ اس آیہ کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو رب کریم نے اہل بیت سے بیوی مراد لیا ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آدمی کی بیوی اسکے اہل سے ہوتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی لڑکی تھی اس لئے اہل بیت سے رب کریم نے شمار کیا۔

اعتراض: در مجمع اوردہ کہ اینکہ سارہ راز اھل بیت ابراہیم علیہ السلام گردانید دلالت نمے کند کہ زوجہ مرد از اھل او باشد چہ سارہ دُختر عم ابراہیم بود و بجہت ایں اورا از اھل بیت شمرد۔

ترجمہ: مجمع البیان میں مذکور ہے کہ اس آیت قرآنی عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ (سورہ ھود) سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو رب تعالیٰ نے اہل بیت نہیں کہا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سارہ رضی اللہ عنہا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی لڑکی تھی اس لئے اھل بیت سے اللہ کریم نے شمار کی۔

شیعہ حضرات بنظر انصاف اپنے مفسر ملا فتح علی کاشانی کی بے انصافی ملاحظہ کیجئے۔ کہ قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت سے تعبیر فرما رہا ہے۔ لیکن شیعہ

marfat.com

مفسر یہ تحریر کر رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی لڑکی تھی اسلئے اہل بیت کے خطاب سے مخاطب کیا آپ کی زوجہ کو۔ افسوس صد افسوس تعصب اور ضد پر۔ شیعہ عقیدے کے مطابق چچا خود اہل بیت میں شامل نہیں تو اس کی اولاد کیسے اہل بیت میں شامل ہو سکتی ہے۔ شیعہ حضرات خدا لگتی بات کرنا جب تمہارے مفسر چچا کی اولاد کو اہل بیت میں شامل کیا تو چچا بطریق اولیٰ اہل بیت میں شامل ہوا۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اور ان کی اولاد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہوگی۔

شیعہ حضرات تم نے تو بیویوں کو اہل بیت سے خارج کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہرات کے علاوہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو بھی اہل بیت میں شامل فرمایا۔ دوستو! اپنے علماء کی قلابازیاں آئیں بائیں شائیں دیکھتے جایئے۔ ان کے علامہ طبرسی کا مجمع البیان میں یہ کہنا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھی۔ محض تعصب بے بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں کسی جگہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی نہیں کہا گیا۔ بلکہ ان کے مجتہد اعظم رئیس المحدثین ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

وشیخ علی بن ابراہیم ذکر کردہ است کہ چوں نمرود از ابراہیم خائف شدہ گفت اے ابراہیم از بلاد من بیروں بروو با من در یک دیار مباش و ابراہیم سارہ را بنکاح خود آوردہ بود و او دختر خالہ ابراہیم بود

یعنی نمرود حضرت ابراہیم سے خوفزدہ ہو گیا اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام ہمارے ملک سے باہر نکل جا۔ میرے ساتھ میرے ملک میں نہ رہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ نکاح کر لیا جو کہ اُن کی خالہ کی بیٹی تھی۔

(صفحہ ۹ باب ہشتم حیات القلوب جلد ۱)

marfat.com

دیگر آیت نمبر ۷۱ سورہ ھود وَامرَاَتُہٗ قَائِمَۃٌ اوران کی زوجہ کھڑی ہوئی تھی۔اس سے مراد ہیں سارہ بنت لاحج جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی تھیں۔

(صفحہ ۴۵۶ ترجمہ مقبول شیعی برحاشیہ)

چنانچہ تفسیر صافی میں وَامرَاَتُہٗ قَائِمَۃٌ کے تحت یوں لکھا ہے۔ وھی سارۃ ابنۃ لاحج وھی ابنۃ خالۃ یعنی سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابراہیم علیہ السلام بیٹی لاحج کی ہیں اوروہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی ہیں۔

شیعہ حضرات اب فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ملا فتح اللہ کاشانی اپنی مشہور تفسیر قرآن میں حضرت سارہ کے متعلق یوں کہہ رہے ہیں۔کہ سارہ رضی اللہ عنہا دختر عم ابراہیم بود۔ کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی لڑکی تھی۔اس لئے اہل بیت سے اللہ کریم نے شمار کی۔(خلاصۃ النہج)

اورآپ کے حکیم مقبول احمد صاحب دہلوی ترجمہ قرآن میں حضرت ابراہیم کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کوآپ کی خالہ کی بیٹی کہہ رہے ہیں اوریہی بات آپ کے ملا خلیل قزوینی نے تفسیر صافی میں کہا۔کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابراہیم علیہ السلام بیٹی لاحج کی ہیں اورحضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی ہے۔

اوریہی بات آپ کے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب جلد اول باب ہشتم صفحہ ۱۴۹ میں کہی کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا زوجۂ ابراہیم علیہ السلام۔اودختر خالۂ ابراہیم بود۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ کی بیٹی تھی۔

اب آپ ہی بتاؤان چاروں میں سے کون سچا ہےاورکون جھوٹے ہیں۔ایک چچا کی بیٹی کہہ رہا ہے۔باقی تین صاحب خالہ کی بیٹی فیصلہ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

marfat.com

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب ہیر پھیر اسلئے کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات آنحضرت عالسیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل بیت میں نہیں مانتے۔

انحضرت بجناب خانہ خدیجہ رواں شد۔ وچوں حضرت بردر خانہ رسید خدیجہ را بقدوم آنحضرت بشارت دادند و خدیجہ بپائے برہنہ از غرفہ بصحن خانہ دوید چوں در را کشورند حضرت فرموہ السلام علیکم یا اہل البیت

ترجمہ: آنحضرت عالسیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیطرف چل پڑے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے دروازے پر پہنچے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نوکرانیاں حضور کی بشارت لے آئیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا ننگے پاؤں چوبارے سے صحن کی طرف دوڑی جب دروازہ کھولا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السلام علیکم یا اہل البیت۔

شیعہ حضرات ایمان سے کہو اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل بیت کا اطلاق اپنی گھر والی پر کیا یا نہیں۔ اور اس حدیث کو بیان کرنیوالے آپ کے گیارہویں صدی کے مجدد امام المحدثین ملا باقر مجلسی ہیں۔ حیواۃ القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۔

شکرے کنم خداوندے را کہ ہمیشہ بدی ہارا از اہل بیت ما دور مے گرداند۔

ترجمہ: میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہمارے اہل بیت سے خدا تعالیٰ ہمیشہ برائیوں کو دور کرتا ہے۔

(حیواۃ القلوب ملا باقر مجلسی جلد ۲ صفحہ ۵۹۴)

تحقیق اہل بیت شیعہ مفسر کی زبانی

ماریہ رضی اللہ عنہا قبطیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل بیت فرمایا، خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت سے بدی اور بدنامی کو دور رکھا۔ (حاشیہ ترجمہ مقبول صفحہ ۶۹۹)

کیوں بھئی اب تم تمہارے مجدد ملا باقر مجلسی اور تمہارے معتبر شیعہ مفسر نے بھی تسلیم کر لیا۔ کہ لفظ اہل بیت کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے۔ محدثین اور مفسرین امامیہ نے خدائی آیتوں

marfat.com

کو تسلیم کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اہل بیت کا گھر کی زوجہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن تعصب اور ضد بری بلا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رب کریم نے قرآن میں اہل بیت خطاب فرمایا مگر از راہ عناد ضد و تعصب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج مطہرات رضوا اللہ علیہم اجمعین کو اہل بیت تسلیم کرنے نہیں دیتا۔ جبکہ سیدہ فاطمہ الزاہرا سلام اللہ علیہا کی صلوٰۃ سے ازواج مطہرات کا طاہر و مطہر ہونا ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَعَلٰى اَصْحَابِهِ الْمُنْتَجَبِيْنَ وَ عَلٰى اَزْوَاجِهِ الْمُطَهَّرَاتِ

ترجمہ: یا اللہ رحمت نازل کر محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اہل بیت پاک پر اور اصحاب اخیار پر اور اُنکی طاہر و مطہر بیویوں پر۔

(ناسخ التواریخ جلد ہشتم صفحہ ۴۶۸)

ایں ھنگام رسول خدائی زوجات مطہرات را فرمود۔ یعنی از برائے دختر من و پسر عم من۔ درسرائے من وثاقی ترتیب کنید۔ ذکر زفاف حضرت فاطمہ علیھا السلام

(صفحہ ۵۶ ناسخ التواریخ جلد ہشتم)

ترجمہ: بعد از نکاح شریف رسول خدا نے اپنے ازواج مطہرات کو فرمایا کہ میری لخت جگر سیدہ فاطمہ اور میرے چچا حقیقی کے بیٹے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے میرے گھر میں علیحدہ کمرہ ترتیب دو۔ یہاں بھی آپ کی ازواج کو مطہرات یعنی بمصداق آیہ تطہیر طاہر مطہر کہا گیا۔

marfat.com

باب نمبر۴

دفع الوسواس فی حدیث القرطاس

حدیث نمبر۱:

قَالَ بْنُ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُه‘ فَقَالَ ائْتُوْنِىْ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْ بَعْدَه‘ اَبَدًا فَتَنَا زَعُوْ وَلَا يَنْبَغِىْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْ مَا شَانُه‘ اَهَجَرَا اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُوْنِىْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْ نَنِىْ اِلَيْهِ وَ اَوْمَا هُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اَجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا

(صحیح بخاری شریف جلد ثانی باب مرض النبی کتاب المغازی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جمعرات کا دن اور کیسا عجیب وسخت دن کہ اس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درد بڑھ گیا۔ پس آپ نے سامان کتابت لانے کو کہا تا کہ

marfat.com

کچھ لکھ دوں۔ جس کے بعد بھی تم گمراہ نہیں ہو گے۔ حاضرین میں اختلاف ہو گیا۔ حالانکہ پیغمبر کی موجودگی میں نزاع نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہے؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کچھ بے ربط اور پریشان کلام نکلا ہے۔ لہٰذا آپ سے اُس کا مفہوم اچھی طرح معلوم کر لو۔ تو اس بنا پر انہوں نے دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔ (اور وضاحت چاہی) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ اور آپ نے انہیں تین وصیتیں کرنا شروع فرمائیں۔ (پہلی وصیت یہ کہ) مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو (دوسری یہ کہ) ایلچیوں کو اسی طرح انعام دینا جس طرح انعام دیا کرتا تھا۔ اور تیسری وصیت یا راوی حدیث سعید بن جبیر خاموش رہے اور بیان ہی نہ فرمائی یا بیان کی لیکن مجھے بھول گئی۔

حدیث نمبر۲:

عَنْ عَبَیْدُ اللّٰهِ بِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بنُ الْخَطَابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِمَّ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْ بَعْدَه، فَقَالَ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوجْعُ وَعِنْدَ كُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَا خْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْ مِنْهُمْ مَّنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبُ لَكُمْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَه، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغْوَا وَالاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ

marfat.com

ترجمہ: عبداللہ بن محمد اپنی اسناد کیساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آیا۔اس وقت آپ کے در اقدس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سمیت بہت سے افراد حاضر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا میرے پاس سامان کتابت لاؤ۔تا کہ تمہیں کچھ لکھ دوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف میں ہیں اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب قرآن ہے۔وہ ہمیں کافی ہے۔تو اس پر اہل بیت میں اختلاف رونما ہوگیا۔ان میں سے ہمیں کافی ہے۔تو اس پر اہل بیت میں اختلاف رونما ہوگیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ سامانِ کتابت آپ کے نزدیک کر دو تا کہ تمہارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لکھ دیں۔جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے اور کچھ دیگر حضرات نے وہی کہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ان دونوں گروہوں کا شور واختلاف بڑھ گیا تو آپ نے انہیں چلے جانے کوفرمایا۔

(بخاری شریف جلد دوم کتاب الطیب قول المریض)

مذکورہ دونوں حدیثوں سے مندرجہ ذیل چند امور صراحتاً ثابت ہوئے جن کی وجہ سے شیعہ صاحبان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حسب ذیل طعن کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قول آنحضرت کو رد کیا۔حالانکہ آپ کا قول بحکم آیت کا **مَا يَنطِقُ عَنِ الْهُوَىٰ اَن هُوَ الا وحى يوحىٰ** آپ کا قول سراسر وحی تھا۔اور رد وحی کفر ہے۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہذیاں سے تعبیر کیا۔آپ کی طرف سے ہذیاں اور بدحواسی کی نسبت کی اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

marfat.com

والسلام کی طرف ایسے الفاظ منسوب کرنا کمال گستاخی اور بے ادبی ہے بلکہ کفر کے نزدیک ہے۔

۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رفع صوت کیا جو قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف ہے۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ لہذا اس طرح بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ادبی کے مرتکب ہوئے۔

۴۔ وصیت میں رکاوٹ ڈال کر حق اُمت تلف کیا۔ وصیت لکھی جاتی تو اُمت کی بھلائی ہوتی۔ یہ چار طعن ہیں جو حدیث قرطاس کے ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کئے گئے کیونکہ بزعم شیعہ یہ تحریر انہی کی خلافت کے متعلق تھی۔ یعنی حضرت علی کی خلافت کے بارے

بخاری شریف میں یہ حدیث باختلاف الفاظ متعدد جگہ مذکور ہے اور یہ حدیث جتنے طرق سے مروی ہے سب میں آخری روای عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ اُس وقت ان کی عمر تیرہ (۱۳) سال کی تھی۔ کیونکہ آپ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کے نابالغ بچے کی اکیلی شہادت کب قابل قبول ہو سکتی ہے۔ واقعہ وہ ایسا جانکاہ سرکار دو عالم کی مرض الموت کا۔ جبکہ حضور کے آخری وقت میں تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رسول کا موجود ہونا ضروری ہے۔

ازمن محالات سے ہے کہ ایسے نازک وقت میں یہ سب لوگ موجود نہ ہوں پھر جب ان اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کوئی بھی اس واقعہ کی روایت نہیں کرتا۔ تو ایک نابالغ بچے کی شہادت کس طرح قابل سماعت ہو سکتی

marfat.com

ہے۔اور چھوٹے بچوں کو وہاں جگہ ملنی مشکل ہوتی ہے۔تو روایت کے لحاظ سے یہ حدیث صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہونے کے باعث جو اس وقت بالغ بھی نہ تھے ناقابل اعتبار ہے۔تو اس روایت کے بل پر شیعہ صاحبان کے اسقدر ہوائی قلعے تعمیر کر کے حضرت عمرؓ جیسے ذیشان جلیل القدر خلیفہ کے خلاف الزام قائم کرنا کیا وقعت رکھتا ہے۔

امر اول:

واقعہ قرطاس کی یہ دو روایتیں اصل واقعہ کی تفصیل وتشریح کیلئے ہم نے نقل کی ہیں۔

اب جو امور اس سلسلہ میں قابل غور وفکر ہیں وہ بیان کیے جاتے ہیں۔

قارئین! تعصب سے بالاتر ہو کر بغور مطالعہ فرمائیں۔

ایتونی بقرطاسٍ سے جو بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھوانا چاہتے تھے۔ اُس کیا حیثیت تھی؟ کیا وہ کوئی ایسی بات تھی جو آپ کے فرائض نبوت میں سے تھی جس کے اظہار کے بغیر دین نامکمل رہ جاتا تھا۔حدیث قرطاس پر غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بات حضور لکھوانا چاہتے تھے۔اس کی یہ حیثیت نہ تھی۔

۱۔ یہ مسلمہ فریقین بات ہے کہ انبیاء کرام خدا کی طرف سے جن احکام کی تبلیغ کیلئے مبعوث ہوں جس بات کی تبلیغ اُن کا فرض نبوت ہو وہ اس میں قطعاً کسی حال میں کوتاہی نہیں کر سکتے۔فرمانِ خداوندی

يَآ يُّهَا لرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: اے رسول خدا کی طرف سے جو احکامات آئیں ان کی تبلیغ فرماؤ اگر ایسا نہ کیا تو تم نے اپنے فرض نبوت ادا نہ کیا اور اللہ تجھ کو بچائے گا لوگوں سے۔اس فرمان الٰہی سے ثابت ہوا

marfat.com

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام الٰہیہ کی تبلیغ میں کوتاہی نہیں فرما سکتے۔ اگر یہ تحریر دین کی نہایت اہم بات تصور ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور اس کو لکھوا دیتے۔ خواہ کوئی کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کرتا۔

۲۔ بعض شیعہ صاحبان یہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ائتونی بقرطاس فرمایا تو آپ کے اہل بیت اس ارشاد پر عمل کرنے کیلئے تیار تھے لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کا رویہ دیکھا تو ان سے ڈرتے ہوئے تعمیل نہ کر سکے اور سامان کتابت بارگاہ نبوی میں پیش نہ کر سکے۔

جواب یہ حیلہ شیعہ حضرات کا اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حضور انتہائی گستاخی اور بے ادبی کا پلندہ ہے۔ اہل بیت میں اس وقت شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بنفس نفیس موجود تھے۔ تو گویا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ڈر سے سامان کتابت پیش نہ کیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مخلوق سے ڈر کر خالق اور اس کے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام وارشادات کی اتباع چھوڑ دیا کرتے تھے تو کیا یہ نافرمانی تو نہیں؟

۳۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بوجہ (خوف عمر رضی اللہ عنہ) حضرت عمر کی موجودگی میں سامان کتابت نہ لا سکے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چار دن تک اس دار فانی میں قیام پذیر رہے اور سب لوگ اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ صرف دو شخص بارگاہ رسالت میں حاضر رہے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ۔

(ملاحظہ ہو حیات القلوب باقر مجلسی)

حضرت امیر المومنین و فضل پسر عباس از ایں مرض از حضرت جدا نے شدند و پیوستہ در خدمت آنحضرت بودند

marfat.com

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری کے دوران آپ سے جدا نہیں ہوئے اور لگاتار خدمت اقدس میں حاضر رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے دن ہوا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مدت میں جبکہ حضرت عمر نہ ہوتے۔ تحریر لکھوا لیتے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی لکھوا دیتے اگر یہ کہا جائے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر گئے تھے اور تحریر نہ لکھوا سکے۔ مگر یہ بات تو بے ایمان منکر قرآن کے دل میں ہی آ سکتی ہے۔ اگر نبی کے متعلق ایسا مان لیا جائے تو پھر سارا دین ہی نا قابل اعتبار ہو جائیگا۔ کہ نا معلوم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے احکام الٰہیہ بوجہ خوف اُمت تک نہیں پونچائے یہ بات کسی مسلمان کے ذہن میں نہیں آ سکتی۔ خاص کر وہ رسول جس نے کافروں بت پرستوں کے انبوہ در انبوہ میں توحید کا اعلان کیا۔ تلواروں کی جھنکاروں میں حق کا اظہار فرمایا۔

نوع انسانی کی ہدایت کی خاطر رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے پودے کو اپنے اقربا کے خون اور اپنے دانتوں کے خون اور اپنے خون کی قربانیوں سے آب پاشی کر کے سایہ ور بنایا۔ وہ ہستی حضرت عمر سے ڈر جائے کہ اپنی اُمت کیلئے ایسی تحریر نہ لکھوا سکے۔ یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب جلیلہ کے بھی خلاف ہے۔ فرمان خداوندی

ہ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط

ترجمہ: اس آیت شریفہ نے بتلا دیا کہ جن پاک ہستیوں پر تبلیغ حق کا مدار ہے۔ وہ اللہ رب العزت کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب حقیقت حال)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کہا تو اس

marfat.com

وقت حاضرین کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ کا اس بارے میں یہ خیال تھا۔ کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا درست اور برمحل ہے کیونکہ قرآن پاک ہمارے پاس موجود ہے۔ واقعہ قرطاس سے تین ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقع پر آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم آج تمہارا دین کامل بلکہ اکمل ہوگیا ہے۔ تو پھر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی نازک حالت شدت مرض میں تکلیف میں ڈالنا شیدایاں ذات والا کو مناسب نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مرض موت کی حالت ایسی ہے کہ آپ سخت تکلیف میں ہیں۔ اور اس شدید تکلیف میں آپ نے جو کاغذ قلم منگوانے کا ارشاد فرمایا ہے وہ محض اُمت پر شفقت کیخاطر ہے۔ لہذا جب آپ کی تعلیمات ہمارے سامنے ہیں اور اُن میں آپ نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ تو ایسے تکلیف دہ وقت میں آپ کو مزید تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی تکلیف میں اضافہ گوارہ نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سا موقعہ پر قَدْ غَلَبَ عَلَیْهِ الْوَجْعُ وَعِنْدَکُمْ وَالْقُرْآنُ اور حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ کے الفاظ کہنا دراصل ان کے عشق ومحبت اور نیک مشورہ کے غماز ہیں۔

قَدْ غَلَبَ عَلَیْهِ الْوَجْعُ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا احساس جس طرح عیاں ہے وہ ہر صاحب ذوق سلیم جانتا ہے۔ اور وَعِنْدَکُمُ الْقُرْآنُ کہنا دراصل اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کیطرف اشارہ کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر کے یہ الفاظ سنے اور ان سے کوئی مخالفت نہ سمجھی بلکہ مزاج نبوت کی صحیح ترجمانی سے آپ مطمئن ہوگئے۔ تو آپ نے دوبارہ سامان کتابت طلب فرمانے کا حکم نہیں دیا۔

دوسرا گروہ وہ تھا جن کا خیال تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانا چاہیے۔ کیونکہ ایتونی بقرطاس کے الفاظ اپ کی زبان اقدس سے بطور ہذیان نہیں نکلے۔

marfat.com

تو جب آپ کا تکلم عام حالت کی طرح قابل اعتبار و حجت ہے تو اس پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ تو اس دوسرے گروہ کے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر لفظ "اَھجَر" کا مفہوم صحیح واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ لفظ اُن حضرات نے کہا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اختلاف کر رہے تھے۔ گویا وہ دراصل یہ کہہ رہے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حسبُنا کتاب اللہ کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے نکلے لفظ پر عمل کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ بطور ہذیاں سرزد نہیں ہوئے تھے اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر یہ الزام دھرے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت کی تو یہ الزام دراصل ہٹ دھرمی کا آئینہ دار ہوگا۔

نیز اَھَجَرًا ۔کا معنی ہذیان کرنا شیعہ حضرات کی سخت بے علمی کے دلیل ہے۔ معنی عبادت اَھجَرًا سْتَفْھِمُوْہُ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہے۔ کیا آپ دنیا سے ہجرت فرمانے لگے ہیں آپ سے دریافت تو کرو۔ اگر اَھجَرًا کا معنی ہذیان کئے جائیں تو اِسْتَفْھِمُوْہ' کا معنی صحیح نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ جس شخص کی نسبت یہ گمان ہو کہ اس کے حواس درست نہیں اور ہذیان (بہکی باتیں) کہہ رہا ہے تو کوئی پاگل بھی یہ نہیں کہے گا۔ کہ اس سے پوچھو تو سہی کہ تمہارے اس کلام کا کیا مطلب ہے۔ کیا مجنوں کو مجنوں یقین کرنے کے بعد کبھی کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ بتلاؤ تو سہی کہ تمہاری اس بڑ کا کیا مطلب ہے۔ الغرض لفظ اِسْتَفْھِمُوْہُ اہل فہم کو سمجھنے سمجھانے کیلئے کافی ہے۔ دوسرے یہ محض افترا اور کذب بیانی ہے۔ کہ لفظ ھجر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخاری شریف میں یہ حدیث سات جگہ آئی ہے مگر کہیں بھی یہ لفظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے منقول نہیں بلکہ قالو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔لوگوں نے کہا مگر کس نے کہا؟ کسی بھی صحیح روایت میں اس کا نام مذکور نہیں۔البتہ شارحین نے اپنے قیاس سے کام لیا ہے۔کسی نے لکھا یہ قول اُس جماعت کا ہے جو تحریر لکھوانے کے حق میں تھی۔کسی نے بالکل بے بنیاد اور بے اصل اور علمی مفلسی کی دلیل ہے جبکہ حدیث میں **فَتَنَازَعُوْ. فَاخْتَصَمُوْ. قَالُوْ** وغیرہ سب جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔اس تنازع و جھگڑا اور رفع صوت رد قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تلفیٔ اُمت میں جملہ حاضرین حجرہ جن میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم وغیرہ بھی تھے۔سب یکساں شریک ہیں۔اگر قصور ہے تو سب کا نہیں تو کسی کا بھی نہیں۔

حدیث میں **فَقَالُوْ مَاشَانُہٗ اَھَجَرَا اِسْتَفْھَمُوْہ** لکھا ہے۔یعنی حاضرین نے یہ لفظ کہا پھر اس جمع کے صیغے کا فاعل واحد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو قرار دینا شیعہ حضرات کی بے انصافی یا بے علمی کی دلیل ہے۔کیا وہ تحریر ضرور تھی۔

اس موقع پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔کہ تحریر لکھوانے کا ارادہ وحی خداوندی کے ماتحت فرمایا تھا۔یا اپنے اجتہاد کے ماتحت فرمایا تھا۔کیونکہ اگر آپ کا یہ ارادہ وحی خداوندی کے مطابق ہوتا۔تو تحریر لکھوانا آپ کا فرض نبوت قرار پاتا اور نبی اپنے فرض نبوت میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔لہذا آپ حکم الٰہی کے ماتحت بہر صورت تحریر لکھواتے۔حاضرین یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صاف صاف فرما دیتے کہ میری بیماری کی تکلیف اس تحریر کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی تم میری تکلیف کے پیش نظر تحریر نہ لکھوانے کا مشورہ دے رہے ہو۔یہ تحریر تو حکم خداوندی ہے بہر حال بہر صورت لکھوائی جائیگی۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضور اس کے بعد چار روز تک سلامت رہے اور اس دوران افاقہ بھی ہوتا رہا۔لیکن پھر بھی کاغذ قلم

marfat.com

دوات طلب فرمائی اور نہ کوئی تحریر کی۔

دوسرا ثبوت اس حدیث کے اندر موجود ہے کہ ان دو فریق میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس فریق کی رائے سے اتفاق فرمایا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر کی تکلیف نہ دینا چاہتے تھے۔ اور دوسرے فریق کو ڈانٹ دیا کہ مجھے بے وجہ تکلیف نہ دو۔ فَذَهَبُوْ يَرُدُّوْنَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُوْنِىْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِىْ اِلَيْهِ

حاضرین نے آپ سے دوبارہ وضاحت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں اس سے بہتر ہے۔ جس کی طرف تم مجھے مدعو کرتے ہو۔ یعنی تم مجھے تحریر کرنے کیلئے بار بار مجبور کرتے ہو یہ مجھے پسند نہیں ہے۔ یہ الفاظ حدیث شیعہ کے مدعا کے سخت خلاف ہیں۔ جن سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تحریر کرنا نہ چاہتے تھے۔ تو شیعہ صاحبان اس حدیث سے کس طرح دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ کہ خلاف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وہی وصیت لکھنا مقصود تھی۔ ممکن ہے کہ خلاف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لکھنا منظور ہو اور چونکہ بخاری شریف مسلم شریف کی حدیثوں سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تحریر لکھوانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

اِدْعِىْ لِىْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَكْرٍ

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا بلا تو اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تا کہ میں ایک کتاب لکھ دوں۔ میں

marfat.com

ڈرتا ہوں کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے۔ (خلافت کی) اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں سوا ابوبکر کے اور کسی کی خلافت سے۔

(مسلم شریف جلد ششم باب من فضائل ابی بکر الصدیق)

اور چونکہ بنو ہاشم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان معلوم تھا کہ امامت نماز پر بھی آخری وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مامور کیا گیا۔ اس لئے کاغذ، قلم، دوات، پیش کرنے میں اہل بیت نے تامل کیا۔ حدیث میں اختلاف اور شوروغل کو اہل بیت کی طرف سے منسوب کیا گیا ہے۔ (الفاظ ذیل ملاحظہ ہوں حدیث بخاری کے فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا اہل بیت نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے) پھر تعجب ہے اور تو سب جگہ اہل بیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن پاک اور حسین پاک مراد لئے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اہل بیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اُن کے طرفداراں مراد لئے جا کر اختلاف اور جھگڑنے کا ان ہی کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ یاللعجب غرض الزامات مذکورہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا حقائق کے خلاف اور سخت بے انصافی ہے۔

رفع صوت یعنی شوروغل کرنے کا الزام صرف اور صرف حضرت عمر کو قرار دینا انتہائی زیادتی اور ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ فَاَكْثَرُوا الْغَوَا اور فَتَنَازَعُوْا میں جواز روئے لغت عرب فرد کیلئے نہیں بلکہ جمع کیلئے ہے۔

غور کا مقام ہے کہ شوروغل اور بلند آوازی ایک آدمی سے واقع ہونا خلاف واقعہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شوروغل کے ارتکاب میں ایک جماعت شریک تھی اور وہ وہی جماعت

marfat.com

تھی۔ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول حسبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ میں اختلاف کیا اور اُن کی باتوں کا جواب یا اپنے حق میں دلائل دینے والی دوسری جماعت کی گفتگو سے یہ ماحول پیدا ہوا۔ یعنی کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید اور کچھ تردید کرتے کرتے بلند آوازی کی حد تک پہنچ گئے۔ لہذا ہر دو فریق کی باہم بلند آوازی کو صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح منسوب کر دینا سراسر زیادتی اور بے انصافی و بے علمی کی دلیل ہے۔ دیگر جو قرآنی حکم ہے لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہم کلامی کے وقت تم اپنی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ لیکن جب آپ سے ہمکلامی نہ ہو اور شریک گفتگو نہ ہوں تو حاضرین باہمی گفتگو کرتے وقت بلند آواز تک پہنچ جائیں تو ایسی بلند آوازی اس ممانعت میں داخل نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ النَّبِیِّ کے الفاظ ہوتے۔ جس کا مفہوم یہ ہوتا۔ اے ایمان والو! تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں باہمی گفتگو کرتے وقت بلند آواز سے کلام نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ زیر بحث بلند آوازی مذکورہ قرآنی حکم میں داخل نہیں۔

ردقول رسول ﷺ:

اگر ردقول رسول کی ذمہ داری زیادہ تر اہل بیت کے ذمے عائد ہوتی ہے۔ جیسا کہ دلائل قویہ قطعیہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن از راہ ضد و تعصب اگر اس جرم کا مجرم حضرت عمر ہی کو گردانتا ہے تو اقتضائے عشق و محبت اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔ اس لئے یہ داخل جرم نہیں اور اگر ہر حالت میں خواہ کسی نیت سے ہو ردقول جرم ہے تو اس جرم کے مرتکب جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ متعدد دفعہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ شیعہ حضرات کے رئیس المفسرین مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ صلح حدیبیہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ لکھنے کا حکم

marfat.com

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ جب حضرت علی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ تحریر کیے تو کفار نے کہا کہ آپ صلی اللہ کا نام رسول ہونا ہم نہیں مانتے لہٰذا اس کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھو۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا محمد رسول اللہ کے الفاظ مٹا کر محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لفظ رسول اللہ مٹانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حضور میں آپ کے نام کے ساتھ اس لفظ کو لکھ کر مٹا نہیں سکتا۔ علامہ مجلسی کے الفاظ گفت یا علی محو کن آں را و محمد بن عبداللہ بنویس۔ چنانچہ او میگوئد حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرمود کہ من نام ترا از پیغمبری ہرگز محو نخواہم کرد۔ پس حضرت بدست مبارک خود آں را محو کرد۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا کہ "محمد رسول اللہ" کے الفاظ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں آپ کے نام مبارک سے پیغمبری کی صفت ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس کو مٹایا۔ (صفحہ ۲۲۰ حیات القلوب جلد چہارم)

اگر سامان کتابت لانے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انکاری تھے۔ تو محمد رسول اللہ کے حکم کے بعد رسول مٹانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی پرزور انکار کر دیا تو جو فتویٰ پہلے انکار پر دیتے ہو۔ وہی فتویٰ دوسرے انکار پر بھی ہوگا۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انکار کی توجیہ کر کے اسے محبت و عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت گردانتے ہیں تو ہمارا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی دعویٰ ہے۔ اب شیعہ حضرات انصاف سے بتائیں کہ اگر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بتقاضائے عقیدت و محبت سے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعمیل سے انکار کرنے پر مجرم نہیں بن سکتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں الزام دیا جاتا ہے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ کی تکلیف میں اضافہ گوارہ نہ تھا۔

marfat.com

قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجْعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ اور حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کے الفاظ کہنا دراصل ان کے عشق ومحبت اور نیک مشورہ کے غماز ہیں۔ حالانکہ وہاں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت اور نیک مشورہ کے غماز ہیں۔ حالانکہ وہاں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرزِ عمل سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق ظاہر فرمایا اور یہاں جناب امیر رضی اللہ عنہ کے خلاف رائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ لیکر خود اُس لفظ کو جس کے مٹانے سے جناب علی المرتضیٰ نے انکار کیا تھا۔ قلمزن کر دیا۔

۲۔ عَنْ مُحَمَّدْ بِنْ حَنِيفِيَه عَنْ اَبِيْهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ عَلٰى مَارِيَةِ الْقِبْطِيَةِ............ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ يَصْرِفُ عَنَّا الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

ترجمہ: محمد بن حنفیہ اپنے پدر بزرگوار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے ماریہ رضی اللہ عنہ قبطیہ اُمّ ابراہیم بن نبی علیہ السلام پر نسبت اُن کے چچازاد بھائی قبطی کے اعتراض کیا کہ تلوار لو وہ اگر تجھے اس کے پاس ملے اس کو قتل کر دو۔ جب میں اُس قبطی کے پاس گیا اور اسے میرا ارادہ سمجھا تو ایک کھجور کے درخت پر چڑھ کر نیچے سر کے بل گر پڑا اور پاؤں اوپر کی طرف اٹھا لئے۔ میں نے اسے دیکھا وہ صاف (مقطوع النسل) مردوں کی اس میں کچھ بھی علامت نہیں ہے۔ بس میں نے تلوار میان میں کر دی اور واپس ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا۔ تو حضور فرمانے لگے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہم اہل بیت کو رجس سے پاک کیا ہے۔ شریف مرتضیٰ (علم الهدیٰ نے) اپنی کتاب درا لغرر میں نقل کیا اور ترجمہ مقبول شیعی برحاشیہ صفحہ ۶۹۹ میں بھی یہ واقع درج ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم رسول کی تعمیل نہ کی

marfat.com

اور قبطی کو تلوار سے قتل نہ کیا۔ تو جب اس صورت میں جناب امیر رضی اللہ عنہ پر نافرمانی رسول کا الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ تعلیم حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بے گناہ کا قتل ہے۔ جو آپ کو گوارہ نہ ہوا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کے متعلق شیعہ صاحبان اور اہل سنت کو علم ہے کہ وصال مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر وفور عشق وغم کے صدمہ سے نڈھال ہوکر ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ تلوار بے نیام کر لی اور فرمانے لگے جو یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں میں اس کا سر قلم کردوں گا۔ حضرت ابوبکر آئے اور آکر خطاب کیا اور یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوجہ عشق ومحبت رسول کے ایسی نازک حالت اور شدت مرض میں تکلیف میں ڈالنا گوارہ نہ کیا۔ مصلحت ایسی حالت میں یہی سمجھی اور حسبنا کتاب اللہ کہہ کر اپنی رائے پیش کردی تو انہوں نے کیا قصور کردیا۔

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی اھل بیت ہیں۔ چنانچہ ماریہ قبطیہ کے حق میں یہ لفظ استعمال فرمایا:

اب حدیث قرطاس کی ساری بحث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ حدیث صرف عبداللہ بن عباس کے مروی ہونے کے باعث جو اسوقت بالغ بھی نہ تھے ناقابل اعتبار ہے۔

۲۔ ایتونی بقرطاس اگر صیغہ امر ہے۔ اگر وجوب کیلئے ہوتا تو حضرت عمر کا اس کی مخالفت کرنا معاذ اللہ مترادف کفر ہوسکتا تھا۔ اگر اس وجوب کیلئے مانا جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل میں رکاوٹ ڈالی اور آپ کو اللہ کے حکم پر عمل کرنے سے روک دیا تو جب

marfat.com

ایسا ہوا تو فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ تو تم نے اپنا فرض نبوت ادا نہ فرمایا۔ کے مطابق آپ نے اللہ کے حکم کی تبلیغ نہ فرمائی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم سے روک کر صرف اپنی ہی نقصان نہیں کیا۔ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگانے کا راستہ ہموار کر دیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ اللہ کا حکم لوگوں تک نہ پہنچا کر "حق رسالت" ادا نہیں کیا تو جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے احکام کی تبلیغ میں کوتاہی فرمائی وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ دوسرے اسی حدیث قرطاس میں آتا ہے کہ حاضرین نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامان کتابت لے آئیں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ میری یہ حالت اس سے بہتر ہے۔ جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ سامان کتابت طلب کرنا دراصل امر الٰہی نہ تھا بلکہ محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور ہمدردی کا آئینہ دار تھا۔ جس طرح کوئی شخص الوداعی لمحات میں کسی بات کی بار بار تاکید کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ائتونی کا صیغہ امر استحبابی تھا۔ وجوب کیلئے اور من جانب الٰہی نہیں تھا۔

۳۔ حدیث میں جو لفظ اَهَجَرَ استفهموه آیا ہے شیعہ حضرات کی لئے ہُجر کے معنی یہاں صرف ہذیان کے ہیں اور یہ لفظ حضرت عمر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین اور سنگین ترین گستاخی کی ہے۔

جواب: یہ غلط ہے کہ لفظ ہُجر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخاری میں یہ روایت سات جگہ آئی ہے مگر کہیں بھی یہ لفظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں بلکہ قالو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے (یہ لفظ لوگوں نے کہا غرضیکہ حضرت عمر کی طرف سے اس قول کو

marfat.com

منسوب کرنا بالکل بے اصل اور بے بنیاد اور افتراء محض ہے۔ بہت عرصہ سے شیعہ مجتہدین اس تلاش میں سرگرداں ہیں کہ کوئی ایسی روایت مل جائے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ لفظ ھجر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ تھا۔ مگر نہیں ملی اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ ھجر کہا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق کا لفظ ھجر کہنا ہی ثابت نہیں تو ان پر الزام کیسا؟ لفظ ھجر یھجر باب نصر ینصر کے وزن پر لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ جب یہ متعدی استعمال ہو تو ھجران سے مشتق ہوگا۔ اس کے معنے کسی چیز کے چھوڑ دینے کے ہوں گے۔ اور جب یہ لفظ لازم استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنی بلا ارادہ بات کرنے کے ہوں گے۔ خواہ نیند میں آدمی بات کرے۔ یا غلبہٗ مرض کیوجہ سے بے اختیار زبان سے جملے نکالے اس کو ہذیان کہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہاں ھجر کے معنی ہذیان کے نہیں بلکہ جدائی کے ہیں چنانچہ یہ لفظ بمعنی جدائی قرآن مجید سورۃ مزمل میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور عربی اشعار میں تو اس اکثر سے یہ لفظ جدائی اور فراق کے معنی میں آیا ہے۔ کہ دوسرے معنی کی طرف سے ذہن ہی منتقل نہیں ہوتا۔ صراح وغیرہ کتب لغت میں ھجر، ھجران جدائی کردن از نصر آیا ہے۔ چونکہ یہ تحریر اس وقت لکھوانی چاہی جس میں آپ کا وصال ہوا۔ تو یہ حالات دیکھ کر صحابہ کرام کے قلوب پر ایک بجلی سی گری اور ان میں سے کسی نے کہا اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت تو کرلو کیا جدائی اور فراق کا وقت قریب آ گیا ہے کہ (حضور آخری وصیت لکھوانا چاہیت ہیں) چنانچہ حاضرین میں سے کسی کا یہ کہنا کہ استفھموہ (حضور سے پوچھو تو؟) یہ پوچھنے کا مضمون صاف اس امر پر قرینہ ہے کہ یہاں ہجر بمعنی ہذیان نہیں ہے کیونکہ جس کو ہذیان ہو جائے اس سے پوچھنا کیسا؟

marfat.com

۴۔ شوروغل کا الزام:

لَا تَرْفَعُوْا اَتكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہمکلامی کے وقت تم اپنی آواز نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بلند نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ دوران گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند آوازی کی ممانعت آئی ہے۔ اگر آپ شریک گفتگو نہ ہوں تو حاضرین آپس میں گفتگو کرتے وقت بلند آوازی تک پہنچ جائیں تو ایسی بلند آوازی اس ممانعت میں داخل نہیں اگر ایسا ہوتا۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ کے الفاظ آتے۔ جس کا یہ معنی ہوتے اے ایمان والو! تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں باہمی گفتگو کرتے وقت بلند آواز سے کلام نہ کرو حالانکہ یہ الفاظ نہیں۔ ثابت ہوا کہ زیر بحث بلند آوازی مذکورہ حکم قرآنی میں داخل نہیں۔ دوسری بات یہ بھی غور طلب ہے کہ شوروغل کیوجہ سے مجرم صرف حضرت عمر کو قرار دینا۔ انتہائی ہٹ دھرمی اور زیادتی ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ فَاَكْثَرُوا اللَّغْوَ او فَشَاذعو میں جواز روئے لغت عرف فرد واحد کیلئے نہیں بلکہ جمع کیلئے ہیں۔ بلکہ حدیث پاک کے الفاظ ذیل ملاحظہ ہوں۔

فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا

اہل بیت نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے۔ پھر تعجب ہے۔ اور تو سب جگہ اہل بیت سے حضرت علی، سیدہ فاطمہ، اور حسنین رضوان اللہ علیہ اجمعین مراد لئے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں اہل بیت سے حضرت عمر اور ان کے طرفداراں مراد لئے جاکر۔ اختلاف اور جھگڑے کا ان کو ہی ذمہ قرار دیا جاتا ہے۔ غرض الزامات مذکورہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب کرنا شیعہ صاحبان کی سخت بے انصافی ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں ہے۔ تَنَازَعُوْا. اِخْتَصَمُوْا.

marfat.com

قَــالُوْ سب جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ اور اس تنازعہ شور جھگڑا اور دفع الصوت ردقول رسول حق تلفی اُمت میں جملہ حاضرین حجرہ جن میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم بھی تھے۔ سب یکساں شریک ہیں۔ اگر قصور ہے تو سب کا اگر نہیں تو کسی کا بھی نہیں۔

۵۔ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سامان کتابت یعنی کاغذ۔ قلم۔ دوات اسلئے طلب فرمایا کہ حضرت علی کی خلافت بلافصل تحریر فرمادیں۔ حالانکہ اس کی تصریح کسی معتبر اور صحیح روایت سے نہیں ملتی لہذا یہ ایک محض دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہے۔ البتہ اسی بخاری و مسلم اور مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تحریر لکھوانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جس کا ذکر صفحہ ۱۶۲ میں ہو چکا ہے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل کے بارے اس لئے تحریر کا ارادہ ترک کر دیا کہ آنحضرت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ میرے وصال کے بعد لوگ حضرت علی المرتضٰی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔ اور تقدیر الٰہی یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ یہ منصب میرے بعد ابوبکر صدیق کو دیا جائیگا۔ تو پھر یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کتابت اس لئے طلب فرمایا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خلافت تحریر فرمادیں۔ قبل ازیں ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس معاملہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واضح پیش گوئی فرمائی تھی۔

اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخَلَافَةَ مِنْ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاکَ ھٰذَا نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ (تفسیر صافی صفحہ ۱۷۶ سورہ تحریم)

ترجمہ: ضرور بالضرور میرے بعد خلافت کا والی ابوبکر ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمر) خلیفہ ہوگا۔ حضرت حفصہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ کو اس بات

کی خبر کس نے دی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی صفحہ نمبر ۵۲۳)

تفسیر فرات کوفی میں منقول ہے کہ جب کسی نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا فَمَا تَاوِیلَ قَولَہٗ (لَیسَ لَکَ مِنَ الامرِ شَیٌ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ (ص) حرص اَنْ یَّکُونَ الامرُ لَامِیرِ المُومِنِینَ (ع) مِنْ بَعْدَہٗ فَابِیْ اللّٰہ

(تفسیر فرات کوفی مطبوعہ حیدریہ نجف)

ترجمہ: آپ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں کی تفسیر کے سوال میں کے جواب میں امام باقر رضی اللہ عنہ نے سائل کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ آپ کے بعد امر خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اس سے انکار کر دیا۔ دونوں مذکورہ حدیثوں سے ثابت ہوا کہ خلاف صدیقی عند اللہ کا مقدر ہو چکی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ بلافصل نہیں ہونگے۔ (الارشاد شیخ مفید)

وَبَقِیَ عِنْدَہُ الْعَبَّاسُ وَالفَضْلُ بنُ عَبَّاسٍ وَعَلِیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ وَاھلُ بَیْتِہٖ خَاصَّۃً (ء) فَقَالَ لَہٗ العَبَّاسُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اِنْ یَّکُنْ ھٰذَا الْاَمْرُ فِینَا مُسْتَقِرًّا مِنْ بَعْدِکَ فَبَشِّرْنَا وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّا نُغْلَبُ عَلَیْہِ فَاقْضِ بِنَا فَقَالَ اَنْتُمُ الْمُسْتَضْعَفُوْنَ مِنْ بَعْدِی وَصَمَتَ فَنَھَضَ الْقَوْمَ وَھُمْ یَتَکُوْنَ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پ اس سے سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ فضل بن عباس، حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین رہ گئے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اگر

marfat.com

آپ کے انتقال کے بعد معاملہ خلافت ہمارے بارے میں مقدر ہو چکا ہو۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کی خوشخبری سنائیں اور اگر آپ جانتے ہیں تو ہم امر خلافت کے حصول میں کامیاب نہ ہونگے اور لوگ ہم پر زبردستی کرینگے۔تو آپ ابھی اس حق کی وضاحت فرماتے ہوئے۔قطعی فیصلہ فرما دیجئے۔یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کہ تم لوگ میرے بعد کمزور ہو جاؤ گے۔یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے۔حاضرین یہ سن روتے ہوئے اٹھ گئے اور امر خلافت میں اپنے بارے میں قطعی فیصلہ کرنے کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نااُمید ہو گئے۔شیخ مفید کی اس عبارت سے تمام شبہات کا ازالہ ہو گیا۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سامان کتابت منگوانے پر کیا لکھوانا چاہتے تھے۔غور طلب مقام ہے۔اگر سامان کتابت منگوانے کی یہ غرض ہوتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل قلمبند کر دیں جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے رکاوٹ کھڑی کر دی۔تو جب رکاوٹ ڈالنے والے سب چلے گئے ماحول پر سکون ہو گیا۔اور خلافت کے خواہاں اور حضرت علی اور ان کے چند رفقاء رہ گئے۔انہوں نے بارگاہ رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا مطالبہ بھی کر دیا۔مگر رسالت مآب نے خلافت بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقدر میں ہونے کی نفی کر دی۔تو اظہر من الشمس معلوم ہو گیا کہ سامان کتابت لانے کا حکم کرنا۔حضرت علی کی خلافت بلافصل تحریر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کی غرض کوئی اور ہو گی۔اللہ کرے شیخ مفید کا فیصلہ ان کیلئے حق قبول کرنے کا سبب بن جائے۔

(الارشاد للشیخ مفید صفحہ ۹۹ فی طلب رسول اللہ بدوات وکتف)

marfat.com

باب نمبر۵

درمسئلہ جنازۃ الرسول ﷺ

شیعہ صاحبان کا یہ کہنا ہے کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) لالچی تھے۔ کیونکہ آپ کا جسد اطہر پڑا رہنے دیا اور اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے رہوئے تھے۔ اور حضرات شیخین نے آنحضرت عالمیان صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا صلوٰۃ جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ وہ کیسے خلیفہ رسول ہو سکتے ہیں۔

جواب:

یہ بالکل جھوٹ ہے اگر اپنی ہی کتب کا مطالعہ کریں تو ایسے جھوٹ کہنے باز رہیں۔

ثبوت نمبر۱:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَتَی الْعَبَّاسُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اِنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا اَنْ یَّدْفِنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَقِیْعِ الْمُصَلّٰی وَاَنْ یَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَخَرَجَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

marfat.com

اِلَی النَّاسِ ٥ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِمَامٌ حَیًّا وَ مَیِّتاً وَقَالَ اِنِّیْ اُدْفِنُ فِی الْبُقْعَۃِ الَّتِیْ اُقْبِضَ فِیْھَا ثُمَّ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَصَلّٰی عَلَیْہِ ثُمَّ اَمَرَ النَّاسَ عَشَرَۃً عَشَرَۃً یُصَلُّوْنَ ثُمَّ یَخْرَجُوْنَ

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق ﷜ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا حضرت عباس حضرت امیر کے پاس آئے اور کہا لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ رسول پاک کو جنت البقیع میں دفن کریں اور یہ کہ اپنے میں سے ایک آدمی کو (امام مقرر کریں) پس امیر لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ رسول پاک ہماری زندگی میں اور بعد وفات بھی امام ہیں اور آپ نے فرمایا میں آپ ﷺ کو اُسی جگہ دفن کروں گا جہاں آپ ﷺ کا وصال ہوا ہے۔ پھر علی المرتضیٰ دروازے پر کھڑے ہوئے اور خود آپ پر صلوٰۃ پڑھی۔ پھر لوگوں کو حکم دیا تمام لوگ دس دس آدمی صلوۃ پڑھتے تھے اور نکلتے تھے۔ (اصول کافی صفحہ ۵۵۸ جلد اول)

ایک ضدی متعصب شیعہ کی شاید تسلی نہ ہو کیونکہ اس روایت میں صراحتاً حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کا نام موجود ہے۔ کیونکہ روایت میں باشارہ حضرت ابوبکر کے امام بنائے جانے کی خواہش کا ذکر ہے۔ اب ہم ضدی شیعہ پر حجت قائم کرتے ہوئے وہ روائت دکھاتے ہیں جس میں حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کا صراحتاً نام بھی درج ہے۔

ثبوت نمبر۲:

ایضاً بسند حسن از حضرت امام جعفر صادق ؑ روائت کردہ اند کہ حضرت عباس بخدمت امیر المومنین علیہ السلام آمد۔ وگفت مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول ﷺ را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش باستد و براو نماز کند چوں حضرت امیر المومنین دانست ۔۔۔۔۔ از خانہ بیروں آمد و فرمود ایھا الناس بدرستیکہ رسول خدا امام پیشوائے ما است در حال حیات و بعد از

marfat.com

وفات وخود فرمود کہ من دفن میشوم در بقعۂ کہ درآنجا قبض روح من میشود (جلاء العیون صفحہ ۸۰)

ترجمہ: جناب امام جعفر صادق ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباس ؓ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی خدمت میں آئے اور فرمایا آدمیوں کا اتفاق کر لیا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کریں اور ابو بکر امامت کیلئے کھڑا ہو کہ صلوٰۃ جنازہ پڑھائے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا بدرستیکہ رسول خدا ﷺ پیشوا و امام ہمارے۔ حیات و ممات میں ہیں اور آنحضرت نے خود فرمایا تھا کہ میں دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض کی جائے گی۔ سبحان اللہ۔ اب تو شیعہ حضرات کو تسلی ہو گئی ہو گی کیونکہ حسب روائت امام جعفر صادق حضرت ابو بکر صرف صلوٰۃ جنازہ میں شریک ہی نہ تھے بلکہ تمام مسلمانوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ آپ ہی امام الصلوٰۃ ہوں۔ کیونکہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عین حیات ظاہری میں بھی آپ کو امامت نماز پر مامور فرما چکے تھے۔ پر کس قدر دیانت سے دور بات ہے کہ آئمہ اہل بیت کو جھٹلا کر شیعہ صاحبان لوگوں کو دھوکہ دی کر گمراہ کرتے ہیں کہ یہ اچھے خلیفے تھے جنہوں نے آپ ؓ کا جنازہ نہیں پڑھا۔

شیعہ صاحبان کی معتبر کتاب اصول کافی میں فرمان امام محمد باقر ؓ امام جعفر صادق ؓ

عَنْ اَبِیْ جعفر علیه السلام قَالَ لَمَّا قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَوْجًا فَوْجًا

امام جعفر صادق ؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کا وصال ہوا تو آپ پر فرشتوں اور تمام مہاجرین اور تمام انصار نے فوج در فوج نماز جنازہ پڑھی۔ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ الف لام جب صیغہ جمع پر واقع ہو تو استغراق کا معنی دیتا ہے۔ اسلئے بقول حضرت امام جعفر صادق ؓ جب سارے مہاجرین اور سارے انصار نے نماز جنازہ پڑھی تو پھر شیعہ حضرات کی یاوہ گوئی کہ

marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے آپ کا جنازہ نہیں پڑھا۔اس بات کی کیا وقعت ہے۔ایمان کی فکر کرو کیا تم سچے ہو یا حضرت امام سچے۔(اصول کافی جلد اول صفحہ ۵۵۸)

اب علامہ مجلس اپنے مجتہد اعظم کی اور شیخ طبرسی از حضرت امام محمد باقر روائت کردہ است کہ دہ نفر دہ نفر داخل میشدند و برآ نحضرت میکردند بے امامے۔دراوز دوشنبہ و سہ شنبہ تا صبح روز چہارشنبہ تا شام۔تا آنکہ خورد و بزرگ و مرد و زن اہل مدینہ و اہل اطراف مدینہ ہمہ بر آنحضرت چنیں نماز کردند۔

ترجمہ: شیخ طبرسی نے امام محمد باقر ؓ سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی داخل ہوئے اور ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نماز ادا کی۔بغیر کسی امام کے دوشنبہ کے دن اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور چہارشنبہ شام تک یہاں تک کہ چھوٹے بڑے مرد وعورت مدینے والے اور مدینہ شریف کے تمام گردونواح والوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسے ہی صلوٰۃ جنازہ ادا کی۔

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۹۶ در بیان رحلت آنحضرت)

یہ شیعہ حضرات کے مجدد علامہ الدھر کا بیان اور انہی کا ایک اور بیان پڑھیے۔کلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسالت رحلت فرمود نماز کردند براو جمیع ملائکہ ومہاجرین وانصار فوج درفوج (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۹۶)

احتجاج طبرسی:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ مَنْ بَایَعَ اَبَابَکرٍ وَمَنْ لَمْ یُبَایِعْ فِی الْمَسْجِدِ

ترجمہ: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس نے نماز پڑھی اور جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تمام نے صلوٰۃ پڑھی اور جس نے بیعت نہ کی اُس نے بھی صلوٰۃ پڑھی۔(صفحہ ۴۶)

marfat.com

ثُمَّ اَدْخَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ عَشَرَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَيُصَلُّوْنَ وَ يَخْرِجُوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ

ترجمہ: پھر مہاجرین سے دس اور انصار سے دس داخل ہوئے۔ پھر صلوۃ پڑھتے رہے اور نکلتے رہے حتی مہاجرین اور انصار سے کوئی شخص باقی نہ رہا۔ جس نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو۔

(احتجاج طبری شیخ ابو منصور احمد بن علی طبری صفحہ ۵۲)

شیعوں کے علامہ الدہر ملا باقر مجلسی کا بیان حیات القلوب جلد دوم از ثعلبی روایت کردہ است کہ ابو بکر بخدمت رسول خدا آمد در وقتیکہ مرض آنحضرت سنگین شدہ بود و گفت باز گشت تو کجاست فرمود بسوئے سدرۃ المنتہیٰ وجنۃ الماوی و رفیق اعلا وعیش گوارا و جرعہائے شراب حق تعالیٰ۔ ابو بکر گفت کی غسل ترا خواھد داد فرمود ہر کہ از اہل بیت من بمن نزدیک است پرسید کہ در چہ چیز ترا کفن کنند فرمود درہمیں جامہ ہا کہ پوشیدہ ام۔ یا در حلہائے یمنی یا در جامہ ہائے سفید مصری پرسید بر تو چگونہ نماز کنند۔ دریں وقت خروش از مردم برخاست و در و دیوار بلرزہ در آمد حضرت فرمودہ صبر کنید۔ خدا عفو کند از شما

ترجمہ: حیاۃ القلوب جلد دوم ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرض حضرت رسول پر سنگین ہوا۔ اُس وقت ابو بکر آئے اور کہا یا حضرت آپ کس وقت انتقال کریں گے۔ حضرت نے فرمایا میری اجل حاضر ہے۔ ابو بکر نے کہا آپ کی بازگشت کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ و جنت الماوی و رفیق اعلیٰ وعیش گوارا و جرعہائے شراب قرب حق تعالیٰ میری بازگشت ہے۔ ابو بکر نے کہا آپ کو غسل کون دے گا حضرت نے فرمایا جو میرے اہل بیت سے بہت قریب ہے۔ ابو بکر صدیق نے پوچھا کس چیز میں آپ کو کفن کرینگے۔ حضرت نے فرمایا انہیں کپڑوں میں جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ یا جامہ ہائے یمنی و مصری میں۔ ابو بکر نے پوچھا کس

marfat.com

طرح آپ پر نماز پڑھیں گے۔ اس وقت جوش وخروش غلغلۂ آواز مردم بلند ہوا اور درودیوار کانپنے لگے۔ حضرت نے فرمایا صبر کرو خدا تم لوگوں سے عفو کریگا۔ یعنی معاف فرمائے گا۔

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۹۵ در بیان رحلت آنحضرت)

چوں مرا غسل دھند وکفن کنند مرا بر تختے بگذارید و بر کنار قبر من و ساعتے بیروں دوید و مرا تنہا بگذارید اول کسے کہ بر من نماز میکند خداوند عالمیاں است پس رخصت لے فرماید ملائکہ را کہ بر من نماز کنند

ترجمہ: جب مجھے غسل وکفن کر چکو تو میرے گھر میں ہی مجھے چارپائی پر لٹا کر قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر تم سب وہاں سے باہر آجانا۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا۔ پھر فرشتوں کو اجازت دے گا۔ (در بیان رحلت آنحضرت خیواۃ القلوب)

یہی روائیت کشف الغمہ میں یوم مرقوم ہے جلد اول صفحہ ۱۷)

قَالَ ابو بکرٍ فَمِنْ یَّلِي غُسْلَکَ قَالَ رِجَالُ اَهْلِ بَیْتِی اَلْاَدْنٰی فَالاَدْنٰی قَالَ فَضِیْمَ تُکَفِّنُکَ قَالَ فِیْ ثِیَابِیْ ....ثُمَّ اَخرُجُوْ عَنِّیْ سَاعَةً فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَوَّلُ مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ ثُمَّ یَاذَنُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ

ترجمہ: آپ کے انتقال کے وقت ابوبکر صدیق ﷛ نے عرض کی آپ کے انتقال کے بعد آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت میں سے قریبی، پھر قریبی مرد۔ عرض کی کن کپڑوں سے آپ کو کفن دیا جائے فرمایا جو ابھی میں نے پہن رکھے ہیں یا یمنی حلہ یا سفید مصری چادروں میں۔ پوچھا آپ کی نماز جنازہ کیوں کر ہوگی اس پر زمین رونے لگی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ اللہ تمہیں معاف کرے گا۔ جب مجھے غسل وکفن کر چکو تو میرے گھر میں ہی مجھے چارپائی پر لٹا کر قبر کے کنارے رکھ دینا پھر تم وہاں سے باہر آجانا۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا پھر فرشتوں کو اجازت دے گا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دم تک حضرت ابوبکر صدیق کو صادق الوداد، محرم راز دوست سمجھتے تھے کہ تمام راز و نیاز کی باتیں اسی خاص دوست سے فرمائیں حالانکہ اس وقت بہت سے صحابہ کرام اور افراد اہل بیت کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔

شیعہ حضرات غور کریں کہ آخری وقت میں رسول پاک ایک منافق شخص کو بھی شرف ہمکلامی بخش سکتے تھے؟ کہ نہ حضرت علی کو نہ دیگر اہل بیت کو اس امر کیلئے منتخب فرمایا۔ مگر اپنے یار غار قدیم تابعدار وفادار دوست کو ہی شرف عطا ہوا۔ تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آخری دم تک پروانہ وار شمع جمال محمدی پر اپنی جان نثار کئے ہوئے تھے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ صلوٰۃ جنازہ رسول ﷺ سے غیر حاضر ہوں۔ سچ ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دیگر آپ کے اس ارشاد سے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھے گا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی صلوٰۃ جنازہ عام لوگوں کی نماز جنازہ کیطرح نہ تھا۔ جو یہ اعتراض ہو سکے کہ صحابہ کرام نے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ ورنہ یہ لازم آئیگا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ میں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا" پڑھا تو اُس نے اپنے علاوہ کسی اور اِلٰہ سے دعائے مغفرت مانگی اور یہ کھلم کھلا کفر شرک ہے۔

لہٰذا ثابت ہو جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھی اس سے مراد "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" اللہ تعالیٰ آپ کی ذات پر رحمت کاملہ تامہ نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے فرشتوں نے رحمت کی دعا مانگی اور پر صحابہ رضی اللہ عنہم کرام باری باری

marfat.com

آتے رہے اور رحمتوں کے نزول (صلوٰۃ وسلام) کی دعا مانگتے رہے۔

آمدم برسر مطلب:

شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ خلفائے ثلثہ لالچی تھے۔ آپ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی اور وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ تو جواباً گذارش ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا۔ ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ کیونکہ تمام انتظام دین اور دنیا اُسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ انور اگر ہفتہ تک رکھا رہتا تو اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرہ ہرگز نہیں بگڑتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بعد انتقال کھڑے رہے پورے ایک سال بعد دفن ہوئے۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔ پس ملک الموت روح مطہر آنحضرت را قبض نمود برہماں حالت کہ بر عصا تکیہ دادہ بود اپس مدتہا بعد از موت بہ ہماں ہیئت بر عصا تکیہ داشت۔ و مردم بسوئے او نظر میکردند کہ زندہ است

(حیاۃ القلوب جلد اول در بیان قصہ سلیمان)

ترجمہ: ملک الموت نے امر الٰہی سے آپ کی روح قبض کر لی۔ اُسی حالت میں جب کہ وہ عصا پر ٹیک لگائے تھے۔ وفات کے بعد لمبی مدت تک اُسی صورت عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ لوگ ان کی طرف سے دیکھتے تھے تو خیال کرتے تھے کہ آپ زندہ ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے چہرے مبارک پر موت کا کچھ اثر نمودار نہ ہوا۔ آپ کا چہرہ مبارک بدستور سابقہ تروتازہ تھا۔ جن وانسان آپ کو زندہ ہی خیال کرے تھے۔ تو ثابت ہوا کہ عام آدمی کی موت اور نبی کی موت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

تو حضور اکرم کا جنازہ مبارک ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تھا۔ جہاں اب روضہ پاک ہے۔ اُس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس

marfat.com

نماز اقدس سے مشرف ہوتا تھا۔ ایک ایک جماعت آتی پڑھتی اور باہر جاتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن میں ختم ہوا۔ اگر تین ماہ میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس یوں ہی رکھا رہتا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ بے عقلوں کے نزدیک اگر یہ لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت الزام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور غسل، کفن دفن کا کام بھی انہیں کے سپرد تھا۔ تو کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔

تو معلوم ہوا کہ اعتراض بے معنی ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا۔ جس پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا مگر ہنر بچشم عداوت عیب عظیم است۔ یہ خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں۔

توضیح: چونکہ حجرہ رسول میں جو کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک تھا۔ زیادہ لوگوں کی گنجائش نہ تھی اس لئے دس آدمی داخل ہوتے تھے اور ان کے بعد پھر دس آدمی داخل ہوتے تھے۔ یہ وجہ ہے تین دن کی۔

(حیات القلوب جلد اول صفحہ ۳۷۰ در بیان قصہ سلیمان علیہ السلام)

marfat.com

باب نمبر ۶

تحقیق قضیۂ باغ فدک

سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ فدک چیز کیا تھی۔ مہدی عباسی نے امام موسیٰ کاظم سے کہا۔ اے ابوالحسن! اس (فدک) کا حدود اربعہ بتائیں۔

فَقَالَ لَهٗ الْمَهْدِیُّ یَا اَبَا الْحَسَنِ حُدَّهَا لِیْ فَقَالَ حَدٌّ الْبَحْرِ وَحَدٌّ مِنْهَا جَبَلُ اُحُدٍ وَحَدٌّ مِنْهَا عَرِیْشُ مِصْرٍ وَحَدٌّ مِنْهَا سَیْفُ الْبَحْرِ وَحَدٌّ مِنْهَا دَوْمَۃُ الْجَنْدَلِ فَقَالَ لَهٗ کُلُّ هٰذَا قَالَ نَعَمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰذَا کُلُّهٗ

ترجمہ: خلیفہ مہدی نے امام کاظم سے کہا اے ابوالحسن اس فدک کا حدود اربعہ بتائیں۔ کہا اس کی حد بندی یہ ہے ایک طرف اس کے اُحد پہاڑ اور دوسری طرف عریش مصر تیری طرف طرف سیف البحر اور چوتھی طرف دومۃ الجندل ان چاروں اطراف کے اند تمام فدک ہے۔ فدک نہ ہوگیا ایک براعظم ہوگیا۔ (اصول کافی کتاب الحجہ صفحہ ۲۸۳)

marfat.com

دوسری روایت ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ فدک لیں میں آپ کو واپس دیتا ہوں تو حضرت نے انکار فرمادیا۔ جب ہارون رشید نے اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا۔ اگر خواہ مخواہ فدک تم مجھے دیتے ہو تو اس کے پورے حدود مجھ کو دو میں لیتا ہوں۔ ہارون نے کہا اس کے حدود ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا اس کی حد اول عدن پس ہارون کا رنگ فق ہو گیا۔ اور حد دوم سمر قند ہے پس ہارون کا رنگ زرد ہو گیا۔ اور حد چہارم سیف البحرین سمندر کا کنارہ جو علاقہ جزائر آرمینیہ سے ملحق ہے۔ پس ہارون نے کہا ج پھر ہمارے لئے کیا رہ گیا۔ پس حضرت نے فرمایا میں نے تو تم کو پہلے کہا تھا کہ اگر میں تم کو محدود کر کے بتاؤں گا تو تم نہ دے سکو گے۔

شعیہ صاحبان آپ غور کریں کہ امام موسیٰ کاظم فدک کو کسقدر وسیع فرماتے رہے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حکومت اسلامیہ اس قدر وسیع کہاں تھی۔ تو پھر ہم یہ کہے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں کہ تمام شیعہ روایت آئمہ کرام پر بہتان وافترا ہیں۔ اب اہل سنت کی تحقیق پڑھیے۔

وَاَمَا فَدَکَ وَهِیَ بِفَتْحِ الْفَاءِ وَالْمُهْلَةَ بَعْدَ کَاف بلد بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْمَدِیْنَه ثَلَاث مَرَاحِل (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ مصر)

یعنی فَدَک کی فا اور دال دونوں زبر سے ہیں اور آخر میں کاف ہے ہے یہ ایک بستی ہے جس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان تین منزل کا فاصلہ ہے۔ لغت کی کتاب صراح میں ہے فدک بفتحتین نام دیہے از خیبر۔ کہ فَدَک بفتحتین خیبر کا ایک گاؤں ہے۔

قاموس او منتخب میں بھی ایسا ہے لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ فَدَک ایک بستی کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر تھی۔ فَدَک کے بارے میں شیعہ سُنی علماء تمام اس پر متفق ہیں کہ

marfat.com

یہ مقام وموضع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں بغیر جنگ وجدال کے آیا۔ اور ایسا علاقہ یا مال فئی کہلاتا ہے۔

حوالہ نمبر۱: عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَسْبَاطٍ قَالَ لَمَّا وَرَدَ اَبُو الْحَسَنِ مُوسٰی عَلٰی الْمَهْدِیْ.......... فَقَالَ لَهٗ وَمَا ذَاکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اِنَّ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَمَّا فَتَحَ عَلٰی نَبِیِّهٖ فَدَکَ وَمَا وَالَا هَا لَمْ یُوْجَفْ عَلَیْهِ بِخَیْلٍ وَلَا رِکَابٍ

ترجمہ: علی بن اسباط سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مہدی عباسی ک پاس آئے تو وہ لوگوں کے غصب شدہ املاک واپس کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا ہمارے غصب شدہ مال کو بھی واپس دے دو۔ اُس نے کہا وہ کیا ہے یا اباالحسن؟ آپ نے فرمایا جب اللہ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح دی اور بغیر جنگ حاصل کیا۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۶۸۳ کتاب الحجۃ باب الفئی)

حوالہ نمبر۲: صاحب معجم البلدان گفتہ فدک قریہ البیت میان حجاز آں قریہ راز کفار خیبر بود کہ بطریق مصالحت در تحت تصرف آں حضرت درآمدہ بود و بموجب دین الٰہی خالصۂ حضرت رسالت پناہی شدہ بود۔ وودر آنجا چشمہ آب رواں ودرخت ہائے خرما بسیاد بود۔

ترجمہ: مجم البلدان کے مصنف نے کہا کہ فدک حجاز میں واقعہ ایک گاؤں ہے مدینہ منورہ اور اس کے درمیان دو دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ ان دونوں کے ان دونوں کی مسافت تین دن کے فاصلہ کے برابر ہے یہ گاؤں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تصرف میں لائے جس کی خاطر کوئی جنگ نہ کرنا پڑی اور آپ کے تصرف میں آنے کے قبل یہ خیبر کے کفار کی ملکیت تھا۔ اور اللہ کے دین کے فیصلہ کے مطابق یہ موضع صرف اور

marfat.com

صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہوا۔ اس موضع میں ایک بہتا ہوا چشمہ اور کھجوروں کے بہت ہی درخت تھے۔ اسی لئے اس کو باغ فدک کہتے ہیں۔ مجالس المومنین جلد اول در فدک ان ہر دو حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ فدک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف کسی جنگ وجدل کے بغیر ہاتھ آیا۔ دوسرے یہ کہ مال غنیمت کے طور پر مقام و موضع بمعہ اس کے لوازمات کے صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف تھا۔ اس میں از روئے حکم خدا کوئی آپ کے ساتھ شریک نہ تھا۔ آپ اکیلے اس کے والی اور متصرف تھے۔ الحمدللہ!

فدک کے بارے تمام اختلافات کے باوجود ان روایتا میں سے دو باتیں شیعہ حضرات تسلیم کرلیں۔

۱۔ وہ یہ کہ باغ فدک وہ مال ہے جو بغیر جنگ وجدال بطور مصالحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آیا۔

۲۔ جو مال اس طریقہ سے ہاتھ آئے اُسے مال فئے کہتے ہیں۔ سورہ حشر میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(سورہ حشر رکوع ۴)

ترجمہ: اور جو مال حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان لوگوں سے بغیر لڑے عطا کیا ہے تو اُس پر تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ نے اپنے رسول کو جس جس پر چاہتا ہے مسلط فرما دیتا ہے۔ اور ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ (ترجمہ مقبول احمد شیعی)

marfat.com

فدک مال فئے میں سے تھا۔از ناسخ التواریخ

۳۔ وچوں فتح فدک نبیروئے سوار و پیادہ نبود. بتامت خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گشت وایں آیہ مبارکہ دلالت برایں معنی تواند داشت

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط

ترجمہ: جب فدک کی فتح سواروں اور پیادوں کی طاقت سے نہ تھی اس لئے تمام تر خاصہ پیغمبر ٹھہری اور یہ آیہ مبارکہ اسی معنی پر حمل کرتی ہے۔ کہ کفار سے جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مال فئے دیتا ہے تو وہ ایسا (مال وعلاقہ) ہے جس پر تم نے گھوڑے نہ دوڑائے ہوں اور نہ اونٹ مگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس علاقہ میں چاہے تسلط دے دیتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مرزا محمد تقی کی عبارت اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ

علاقہ فدک پر فوج کشی نہیں کی گئی بلکہ بغیر جنگ کے صلح کے ساتھ یہ علاقہ اسلام میں داخل ہوا۔ اور ایسے علاقے اور ایسے مال کو اللہ تعالیٰ کا قرآن اموال فئی قرار دیتا ہے۔

(ناسخ التواریخ زندگانی حضرت فاطمہ ذکر تفویض ضوابط فدک بفاطمہ نمبر ۸۳)

اس سے پہلے اصول کافی کی حدیث جلد اول صفحہ نمبر ۶۸۳

بروائت علی بن سباط کہ جب امام موسیٰ کاظم عباسی خلیفہ مہدی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ لوگوں کو غصب شدہ املاک واپس کر رہے ہیں۔ تو آپ نے کہا ہماری غصب ملک واپس کیوں نہیں کر رہا۔ کہا وہ کونسی ہے اے ابوالحسن؟ کہا جب اللہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتح دی تو اس پر گھوڑے نہیں دوڑے۔

marfat.com

اس حدیث کی تفسیر اب صافی شرح اصول کافی سے اس حدیث کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

تشریح: اصول کافی کی حدیث میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم نے خلیفہ مہدی کے دربار میں باغ فدک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جو یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

وَلَمَّا فَتَحَ عَلٰی نَبِیِّہٖ فَدَکَ وَمَا وَالَا ھَاوَ لَمْ یُوْجِفْ عَلَیْہِ بِخَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ

لَمْ یُوْجِفْ: معلوم از باب افعال است وضمیر مستتر راجع برسول است ''دوبا'' بتقدیر لم یوجف العسکر واشارہ بقول اللہ تعالیٰ در سورہ حشر۔مَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ

ترجمہ: تو ان سے ان کی صاف طور پر مراد یہ تھی کہ باغ فدک بھی آیت فئے میں داخل ہے۔ کیونکہ مال فئے کیطرح اس کے حصول کیلئے جنگ وجدال نہ ہوئی۔ بلکہ کفار نے مخلص صلح کرتے ہوئے یہ جائیداد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف کر دی تھی۔

اہل اسلام کو جو اموال واملاک کفار سے حاصل ہوئی تھیں۔ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مالِ غنیمت

۲۔ مالِ فئے

مالِ غنیمت اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی اور لڑائی کے بعد حاصل ہو۔اور مال فئے اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی کے بغیر حاصل ہو۔ہم اس جگہ مال فئے کے مصارف از روئے قرآن بیان کرتے ہیں۔جو اس وقت مسئلہ زیر بحث ہے۔

(سورہ حشر آیت نمبر ۷ ارشاد رب العزت ہے)

وَمَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ

marfat.com

وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کچھ علاقوں سے اپنے رسول کو جو کچھ مالِ فئی دیتا ہے۔ تو اس کا حقدار اللہ اس کا رسول، رسول کا رشتہ دار اور یتیم مساکین اور مسافرین ہیں۔ تا کہ یہ مال تم میں سے دولتمندوں کے درمیان نہ گھومتا رہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ اموال فئی ہوں ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حصہ ہے۔ حضور کے رشتہ داروں کا اُمت کے یتیموں کا اور مساکین اور مسافروں کا۔ اموال فئی میں ان تمام لوگوں کا حصہ دار بنانے کی حکمت بیان کردی۔ تا کہ چند اغنیاء میں ہی گردش نہ کرتا رہے۔ اور سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں نہ جمع ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ

کے مختصر جملہ میں اسلامی نظام معیشت کی روح اور اس کا خلاصہ بیان کر دیا گیا۔ سرمایہ دارانہ معیشت میں دولت سمٹ کر چند افراد کے پاس جمع ہو جاتی ہے۔ اس لئے قبل از احتیاطی تدابیر اختیار کیں اور حفاظتی بند باندھ دیئے۔ اس طرح نہ دولت سمٹے گی اور نہ قوم از حد امیر اور از حد غریب طبقوں میں بٹے گی اور نہ انہیں حسد و بغض کی آگ سلگے گی اور نہ وہ وقت آئیگا کہ غربت کے ماروں کا پیمانہ صبر چھلکنے لگے اور بے قابو ہوکر آمادہ بغاوت ہو جائیں۔ اور اپنے ہاتھوں اپنی قوم کے خون کے دریا بہادیں۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ بروائت معتبرہ شیعہ حضرات کے اور تعریف قرآن کے مطابق جو مال یا علاقہ زمین بغیر جنگ و جدال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آیا۔ ایسا مال یا علاقہ مالِ فئے کہلاتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فدک مال فئے میں سے تھا۔

marfat.com

اب یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ کس کی ملکیت ہوتا ہے اور اس کا معرف کیا ہوتا ہے؟ ہم اس کا جواب کتب شیعہ ہی سے پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱:

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ .... و مِيرَاثُ مَنْ لَا وارِثَ لَه' وَهِيَ لِلرَّسُوْلِ وَلِمَنْ قَامَ مَقَامَه' بَعْدَه'

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "انفال" ہر وہ چیز ہے جو دار الحرب سے بغیر لڑائی کے حاصل ہو اور ہر وہ زمین جسے اس کے مالک بغیر لڑائی کے چھوڑ کر چلے جائیں۔ اسی قسم کی زمین کو فقہا "فئے" کہتے ہیں۔ غیر آباد زمین جنگلات، پانی کے راستے، بادشاہوں کی جاگیریں اور اس شخص کی وراثت جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ یہ تمام اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہیں اور رسول کے بعد اس کے لئے جو ان (رسول) کا قائم مقام ہو۔

(تفسیر صافی جلد اول صفحہ ٦٣٦)

حوالہ نمبر ۲:

سوم فئے است یعنی منجملہ اموالیکہ آئمہ وولاۃ تصرف دارند، وآں مالے است کہ از کفار بمسلمانان منتقل شود بدوں قتال وایجاف خیل ورکاب وآں رسول را باشد در حال حیات وے۔ وبعد از وے کسے را کہ قائم مقام وے باشد از آئمہ دین ایشاں ہر کس را کہ خواہند دہند و ہر چہ صلاح باشد صرف نمائند واین قول امیر المؤمنین است

ترجمہ: تیسرے مال فئے ہے۔ یعنی من جملہ اُن اموال کے کہ جن میں آئمہ اور والیان حکومت تصرف رکھتے ہیں۔ یہ وہ مال ہوتا ہے جو کفار کی ملکیت سے مسلمانوں کے پاس بغیر حرب وضرب کے منتقل ہو کر آ جائے۔ اس کے مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے

marfat.com

ہیں۔ جب تک بقید حیات ہیں اور ان کی وفات کے بعد اس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام آئمہ دین میں سے ہوتے ہیں۔ پھر یہ لوگ جسکو چاہیں اس سے عطا کریں اور اس کام پر خرچ کریں جو بہتر ہوتا ہے۔ یہی قول امیر المومنین کا ہے۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ صفحہ ۲۲۳)

زیر آیت مَا افَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

مذکورہ آیت کی روشنی میں جب فدک مال فئے ٹھہرا تو اس کی ملکیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہوئی۔ اور اسکی آمدنی کا تصرف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہوا۔ اور آپ کے وصال کے بعد جو شخص امام اُمت اور والئ مملکت اسلامیہ بنا۔ یہ جائیداد نیابۃ اس کے زیر تصرف آئی اور بھی اس کی آمدنی اُن ہی مدات میں خرچ کرنے کا پابند تھا۔ جن مدات پر سرور عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف فرمایا کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ مال فئے جب کسی کی ملکیت میں نہیں دیا جاسکتا اور نہ کوئی اس کا مالک بن سکتا ہے۔ تو فدک بھی کسی کی ملکیت نہ قرار پایا اور نہ ہی (اسکی ملکیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابوبکر صدیق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، امام حسن رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی طرف منتقل ہوئی۔ بلکہ اپنے اپنے دور خلافت میں یہ حضرات اس کے آمین ہو کر تصرف کرنے کا نیابۃ اختیار رکھتے تھے۔

اہلسنت و جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ اموال فئے یعنی فدک بھی اس کے حقدار بہت سی اقسام کے لوگ ہیں۔

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا۔۔۔۔ حصہ ہے حضور کے رشتہ داروں کا۔ اُمت کے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا۔ تو ان کو متعین کرنا ممکن نہیں۔ آج ایک لڑکا یتیم ہے تو کل

marfat.com

وہ بالغ ہو کر امیر ہو جاتا ہے۔ آج ایک شخص مسکین ہے تو کل وہ دولتمند بن جاتا ہے۔ جب تک پہلا یتیم تھا اور دوسرا مسکین تھا وہ ان اموال سے حصہ دار تھے۔ آج ان کی جگہ دوسرے لوگ جو یتیم اور مساکین اور مفلسین ہیں اور ناداری و غربت سے متصف ہیں وہ حصہ دار بن جائیں گے۔ یہی حال ذوی القربیٰ کا ہے اور یہی حکم ابن السبیل کا۔ جب صورت حال ایسی ہو تو وہ مال و اموال وقف کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور اُن اموال و املاک کا انتظام خود حاکم وقت یا اس کی طرف سے مقرر کردہ شخص کیا کرتا ہے۔

۱۔ قرآن پاک کی رو سے مال فیئ رسول کیلئے ہے اور وہ اس سے اپنا گھریلو خرچ چلائیں۔ اسی طرح آپ کے رشتہ داروں کیلئے ہے اس میں سے انہیں بھی کچھ دیا جائے گا۔ اسی طرح سے مسلمانوں میں سے غربا، مساکین، یتامیٰ اور مسافرین کیلئے ہے۔ گویا اس میں تمام اہل اسلام میں سے بیان کردہ حقداروں کا حق ہے۔

۲۔ قرآن کریم نے اسے تمام یتامیٰ اور مساکین و مسافرین پر خرچ کرنے کا حکم اس لئے دیا ہے۔ تاکہ دولتمندوں کیلئے مختص نہ کر دیا جائے۔ اور غربا اور نادرا، مفلس فاقہ کش کا شکار نہ ہو جائیں۔ آپ ابھی گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ یہ مال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار و تصرف میں ہوتا ہے۔ اور آپ اسے اللہ کے قرآن کے احکام کے مطابق اس کے فرمودہ مصارف پر خرچ فرماتے ہیں۔ اور آپؐ کے بعد آپ کے جانشین خلیفہ کے تصرف میں ہوتا ہے وہ اسے سنت نبوی اور حکم قرآن کے مطابق طے شدہ مصارف پر خرچ کرتا ہے۔ اور بلاشک وشبہ خلفائے راشدین اسی پر عمل کیا۔

marfat.com

خلفائے راشدین کا عمل فدک میں

۱۔ وَكَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذَالِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ

ترجمہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "فدک" کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت یعنی سیدہ فاطمہ و حسنین کریم رضی اللہ عنہم کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے۔ اُن کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہوئے یہی عمل جاری رہا۔

(شرح نہج البلاغۃ ابن میثم جلد پنجم صفحہ ۱۰۷ شیعی)

۲۔ اہل تشیع کا مایہ ناز سید علی نقی فیض الاسلام میں لکھتا ہے۔ خلاصہ ابوبکر غلہ وسود آنرا گرفتہ بقدر کفائت باھل بیت میداد وخلفائے بعد از او ہم برآ ء اسلوب رفتار نمودند تا زمان معاویہ کہ ثلث آنرا بعد از امام حسن علیہ السلام بمروان داد

ترجمہ: فدک کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی اہل بیت کو ضرورت کے مطابق دے دیا کرے تھے اور دوسرے اہل خلیفوں یعنی حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طریق پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ آ گیا تو اُس نے امام حسن علیہ السلام کو وفات کے بعد

marfat.com

ایک تہائی فدک میں سے مروان کو دے دیا۔

(شرح نہج البلاغہ جلد۵ صفحہ۹۶۹)

۳۔ وَكَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَآءُ بَعْدَه' كَذَالِكَ اِلَى اَنْ وَلِىَ مُعَاوِيَةُ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "فدک" کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی اسی پر عمل کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا۔ اور اس طرح اسلامی نظام معیشت کی برکتوں اور سعادتوں سے اسلامی معاشرہ بہرہ مند ہوتا رہا۔

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید ج۱۶ جلد۴ ذکر ما فعل ابوبکر فدک)

اب اس مسئلہ میں شیعہ صاحبان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے!

فدک جو فئے ہے یہ حضور کی ذاتی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس کی وارث صرف حضرت فاطمۃ الزاہرا تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ کو فدک سے محروم کر کے آپ کی حق تلفی کی اور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کو ناراض کیا۔ اب اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ انصاف فرمائیے۔ جو شیعہ حضرات کہتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو آیہ کریمہ یوں ہوتی۔

وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَهُوَ لِرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: کہ ان گاؤں والوں سے جو مال فئے حاصل ہو اس کا مالک اس کا رسول ہے۔

بات ختم ہو جاتی اور کسی کو چون و چرا کی مجال نہ رہتی۔ لیکن قرآن پاک کی آیت کریمہ اس طرح نہیں بلکہ وہاں تو

marfat.com

لِلرَّسُوْلِ وَلِلذِیْ الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْل

کی لمبی چوڑی عبارت بھی موجود ہے اب معترض اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا یہ الفاظ قرآن کا حصہ نہیں؟ شیعہ صاحبان جب تک قرآن کو اپنے معبود برحق کا کلام مانتے ہیں پھر ان بے معنی الزامات کا کیا جواز۔ اگر شیعی روایات اور ان کے عقیدہ کے اعتبار سے وَلِذِی الْقُرْبٰی سے مراد صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جیسا کہ امام جعفر صادق سے روایت ہے۔

لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰ حَقَّہٗ

ترجمہ: اور حدیث تفسیر صافی سے حقہ مراد خاص فدک تو یہ بات بھی نہیں بنتی کیونکہ واؤ عطف کے ذریعے ذالقربیٰ کے مساکین اوابن السبیل کو بھی اللہ تعالیٰ نے شامل کیا ہے۔ اس واسطے آیت ذالقربیٰ حقہ والمساکین وابن السبیل کا ترجمہ یوں ہوا کہ اے نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مسکینوں اور مسافروں کو فدک دے دو۔ معلوم ہو گیا کہ اس حدیث کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی فدک میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہا نہیں۔ یعنی اکیلی نہیں بلکہ آپ کے ساتھ مساکین اور مسافر بھی شریک ہیں۔ اور چونکہ مسکینوں اور مسافروں کی تعداد نہایت ہوتی ہے۔ یعنی اُن کے افراد غیر متناہی اور غیر متعین ہوتے ہیں۔ جن کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فدک کی تقسیم رقبہ کے اعتبار سے ناممکن تھی۔ ہاں پیداوار اور آمدنی کے اعتبار سے اس کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ یعنی اس کی آمدنی سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخراجات پورے کئے جائیں۔ نیز اس کی آمدنی سے مسکینوں اور مسافروں اور یتیموں کی خدمت کی جائے۔ اسے ہی تو وقف کہتے ہیں اور یہی دستور بیت المال کا ہے۔ پھر وہی بات بن گئی جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی آنسرور کی اہلبیت کا خرچ فدک کی آمدنی سے پورا کیا جائیگا۔ خود آراضی فدک کو تقسیم نہیں کیا جائیگا۔

اگر بفرض محال ایک لمحہ کیلئے یہ مان لیا جائے۔ اگر چہ ایسا ماننا قرآن تعلیمات کے

marfat.com

خلاف ہے اور حکم خداوندی کی صریح نافرمانی ہے۔ کہ فدک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اُن املاک کی حیثیت ایسی جو ورثا میں بانٹ دی جاتی تو پھر بھی غور طلب بات ہے کہ وراثت کا حق اکیلے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کیسے پہنچتا ہے۔ اس میں تو سارے وارث حق دار ہونگے۔ حضرت عباس امہات المومنین اور دیگر ورثا بھی شریک ہونگے۔ صرف اکیلی سیدہ سلام اللہ علیہا کو وارث تسلیم کرنا اور باقی ورثاء کو محروم کر دینا۔ متعدد آیات قرآنی کی صریح خلاف ورزی ہے جو کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ ہم سیدہ بتول کے بارے میں اس کا تصور تک نہیں کر سکتے۔

جب شیعہ حضرات کے یہاں بھی قدم نہیں جمتے۔ یعنی ان حقائق کا ان کے پاس جواب نہیں تو پھر یہ دعوٰی کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باغ فدک اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ الزاہرا سلام اللہ علیہا کو "ہبہ" کر دیا تھا اور انہوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اس لئے باغ فدک وغیرہ کی واحد حقدار حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ شیعہ صاحبان غور فرما کر بارگاہ رسالت میں یہ کتنی بڑی گستاخی ہے۔

اس کا مطلب تو معاذ اللہ یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باقی تمام ورثا کو وراثتی حصہ سے محروم کرنے کیلئے باغ فدک اپنی حیات طیبہ میں ہی حضرت سیدہ کو دے دیا اور دوسرے وارثین کو محروم کر دیا۔

ہوش کے ناخن لو اس گئے گذرے زمانے میں بھی اگر کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے کہ اپنے ایک وارث کے نام ساری جائیداد کا انتقال کر دیتا ہے۔ تو اس کے اس عمل کو انتہائی مذموم اور صریح ظلم قرار جاتا ہے اور اس کی اسبات سے سارے خاندان کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ اور ان میں دنگا فساد خون ریزیوں کا مقدمہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خدارا سوچئے وہ نبی برحق جو آیا ہی دنیا سے ظلم زیادتی مٹانے کیلئے تھا۔

marfat.com

وہ رحیم وکریم رسول جو دنیا سے جبر واستبداد مٹانے اور عدل وانصاف کا علم بلند کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔تو ایسے رؤف الرحیم نبی کے بارے میں ایسا تصور تک بھی کرنا انتہائی رزالت اور کمینگی ہے یہ دراصل حب اہل بیت کے روپ میں ناموس رسالت پر حملہ آور ہونے کے مترادف ہے۔

ہبہ فدک کے بطلان پر ایک اور دلیل:

فدک کا علاقہ ایک وسیع وعریض خطہ تھا۔جس زرخیز زمین اور سرسبز باغات کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا بقول ملا باقر مجلسی اس کی سالانہ آمدنی چوبیس ہزار دینار تھی یعنی اس وقت کے حساب کے مطابق تقریباً اڑھائی لاکھ روپے۔

بقول شیعہ حضرات یہ خطہ سیدہ فاطمۃ الزاہرا ھبہ کردیا تھا۔اوران کے تصرف میں تھا ک علامہ الدھر ملا باقر مجلسی شیعی نے حیات القلوب صفحہ ۴۳۴ جلد دوم دربیان کیفیت فدک) تحریر کیا ہے کہ پس صحابہ راطلبیہ درحضور ایشاں اموال را با املاک فدک تسلیم حضرت فاطمہ کرد۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مالھارا بر مسلمانان قسمت فرمود وہر سال قوت خود را از دفدک برمیداشت

اور علاوہ املاک فدک کے اور بھی سات باغ ام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا روایت سے سیدہ کی ملکیت میں دیئے گئے۔

فَلَمَّا قُبِضَ جَآءَ الْعَبَّاسُ يُخَاصِمُ فَاطِمَةَ فِيهَا فَشَهِدَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرُهُ اَنَّهَا وُقِفَ عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَهِيَ الدُّلَالُ وَالْعِفَافُ وَالْسُنٰى وَالصَّافِيَةُ وَمَا لِاُمِّ اِبْرَاهِيمَ وَالْمَيْثَبُ وَالْبَرَقَةُ

ترجمہ: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سات باغات کے بارے میں جھگڑا کیا۔حضرت علی المرتضیٰ رضی

marfat.com

اللہ عنہ وغیرہ نے ان کے بارے میں شہادت دی۔ کہ یہ سب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو وقف کردیئے گئے ہیں وہ سات باغ یہ ہیں دلال۔ عفاف۔ حسنیٰ۔ صافیہ۔ مالام ابراہیم۔ میثب۔ برقہ فروع کافی جلد ہفتم کتاب الوصایا باب صدقات النبی صفحہ ۴۷

ان ہردو جائدادوں کے علاوہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اراضی اور باغات بھی ان کے زیر قبضہ وتصرف میں تھے اور یہ بھی ہے کہ آپ نے خیبر کا سارا خمس بھی سیدہ فاطمہ کو دے دیا تھا۔ ان تمام باتوں سے معلوم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک بھی سیدہ کو دے دیا جس کی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کی تھی اور اس کے علاوہ سات باغات بھی سیدہ فاطمہ کو عطا فرمائے۔ خیبر کا سارا خمس بھی اپنی لخت جگر کو دے دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اراضی اور باغات بھی ان کی ملک تھے۔ تو شیعہ حضرات خدارا سوچو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کو اتنی بڑی جائیداد کی مالکہ وارثہ بنادینا کیا قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف نہیں تھا؟ سورہ حشر آیت نمبر ۷

وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ........ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ اس سے واضح ہوگیا کہ اموال فئی ہوں۔ ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حصہ ہے اور آپ کے رشتہ داروں کا اور امت کے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا۔

تو اموال فئی میں ان تمام لوگوں کو حصہ دار بنانے کی حکمت ساتھ ہی بیان فرمادی۔ تاکہ مال چند اغنیاء میں ہی گردش نہ کرتا رہے۔ اور سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں جمع نہ ہوجائے۔

تو اس آیت کریمہ کے ہوتے ہوئے اتنی بڑی جائداد کسی ایک شخص کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا فرمادینا۔ درپردہ آپ صلی اللہ علیہ سلم کی ذات پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ کنبہ پرور، خود غرض اور احکامت خداوندی کی پرواہ نہ کرنیوالے تھے۔ حقائق پر غور کیجئے اور صحابہ کرام کی تنگدستی ملاحظہ کیجئے۔ (آیت نمبر ۹۲ پارہ ۱۰)

marfat.com

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ

ترجمہ: اور نہ ہی ان صحابہ پر کوئی گناہ کا بوجھ ہے کہ جب وہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ تم کو جہاد میں شرکت کیلئے ہمیں کوئی سامان اور سواری عنایت کیجئے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہارے لئے سامان وسواری کا انتظام میرے پاس نہیں ہے یہ سن کر وہ غریب صحابہ ایسی حالت میں واپس لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری تھی۔ یہ اسلئے ہوئی کہ ان بیچاروں کے پاس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کچھ بھی میسر نہ تھا۔ اہل بیت رسول اللہ کو اللہ نے دنیاوی مال ودولت اور زیب وزینت سے منع فرمایا۔

(آیت نمبر ۲۸ پارہ ۲۱)

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیویوں کو فرمادیں۔ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کی تمنا رکھتی ہو تو چلو تمہاری تمنا پوری کئے دیتے ہیں۔ اور تمہیں اچھے طریقے سے اپنے سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر تمہاری خواہش (دنیوی ساز وسامان کی بجائے) اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کا حصول ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کیلئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اے اہل بیت تم سے مال دولت کی حب دور کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کی محبت کے بلند مقام مرتبہ سے تم کو

marfat.com

نوازدے۔غور کرو یہ قرآن ہے۔جب ازواج مطہرات نے سامان دنیا کا تھوڑا سا مطالبہ کیا تو اس کو اللہ اور اس کے رسول نے اچھا نہ سمجھا۔اور اس مبغوض و مذموم دنیا کی حرص ان کے دل سے نکال کر طہارت قلبی عطا فرمائی۔تو کیا سیدہ خاتون جنت کیلئے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ملعونہ اور قابل مذمت کو پسند فرما کر انہیں عطا کر دیا۔اور جس غربت و فقر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے باعثِ فخر کہیں (الفقر فخری) اس سے سیدہ کو کوسوں دور رکھیں اور جب سونے کے پہاڑ اللہ نے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے چاہے لیکن آپ نے منظور نہ کیا اور پارہ ۱۰ آیت ۹۲ سے ثابت ہو گیا کہ اصحاب صفہ وار غریب مہاجرین جن کے پاس جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ضروری سامان و خوراک بھی نہ ہو اور دوسری طرف سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کروڑوں کی جائیداد حضرت خاتون جنت کو عطا فرما دی۔کیا اتنی بڑی جائیداد سیدہ خاتون جنت کیلئے ثابت کرنیوالے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیرخواہ ہو سکتے ہیں۔

شیعہ حضرات ایک طرف تو سیدہ خاتون جنت کی محبت کے دعوٰی میں اور دوسری طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض و عداوت میں اس قدر حواس باختہ نظر آتے ہیں کہ خود اپنی کتابوں میں اس واقعہ کی طرف ان کی نظریں نہیں اٹھتیں۔بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ حضرت رسالت ﷺ مقرر فرمود کہ ہر چہ خدمت بیرون در باشد از آب و ہیزم آوردن و امثال آنہا حضرت امیر المومنین بجاہ آورد و ہر چہ خدمت اندرون خانہ باشد از آسیا کردن و نان و طعام پختن و جاروب کردن و امثال اینہا با حضرت فاطمہ باشد

ترجمہ: بسند ہائے معتبر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدمت باہر کی مثلاً لکڑی اور پانی لانے کی جناب امیر کریں گے۔اور چکی چلانا اور کھانا سالن پکانی اور گھر میں جھاڑو دینا یہ سیدہ کے ذمہ ہوگا۔(جلاالعیون صفحہ ۱۱۵)

marfat.com

باسانید معتبرہ کردہ اند کہ روزے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخانۂ جناب فاطمہ درآمد فاطمہ جامۂ پوشیدہ بوداز جامہ ہائے شتر۔ بدست خود آسیاے کردانید و درآں حالت فرزند خود راشیرے داد چوں حضرت اورا باآں حالت مشاہدہ کرد۔ آب از دیدہ ہائے مبارکش رواں شد

ترجمہ: ایک روز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے وہ اونٹ کی کھال کا جامہ پہنے اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں اور ساتھ ہی اپنے فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب رسول خدا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس حال میں دیکھا تو آنسو چشمہائے مبارک سے رواں ہوئے۔

۳۔ بسند معتبر از حضرت امیر المومنین روایت کردہ است کہ آنحضرت مرمود کہ فاطمہ الزاہرا محبوب ترین مردم بود نزد حضرت رسالت وآں قدر آب از مشک آورد کہ در سینۂ اواثر کرد وآنقدر آسیا گردانید کہ دستہائش مجروح کرد۔ وآنقدر خانہ را جاروب کرد کہ جامہ ہائش سیاہ شد بسبب حضرت ایں خدمت ہا اس قدر آگ سلگائی کہ کپڑے سیاہ ہوگئے۔ باآں حضرت ضرار شدیدے رسید من روزے باو گفتم کہ بروز از پدر خود سوال کن کہ برائے تو کنیز کی بخرد۔

ترجمہ: بسند معتبر جناب امیر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی محبوب ترین مردم تھیں۔ اور اس قدر پانی کے مشکیزے اٹھائے کہ سینہ مبارک سے اثر ایذا کا ظاہر ہوا۔ اور اس قدر چکی پیسی کہ ہاتھ زخمی ہوگئے اور اس قدر جھاڑو دیا کہ کپڑے سیاہ ہوگئے۔ لہذا کثرت کاروبار سے سیدہ کو تکلیف ہوتی۔ میں نے ایک روز کہا کہ اپنے بزرگوار کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ مجھے کام کاج کے لئے ایک کنیز مول لے دیجئے۔

(جلاالعیون صفحہ ۱۱۶)

نوٹ: شیعہ حضرات کے مجدد علامہ الدھر کی تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب امیر نے رسالت مآب کے فرمان کو پورا نہ کیا۔ خط کشیدہ عبارات کو غور سے نمبرا کی عبارت معلوم ہوتا

marfat.com

ہے کہ پانی لکڑی کی خدمت جناب امیر کریں گے۔ مگر نمبر ۳ کی خط کشیدہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کے مشکیزے اس قدر اٹھائے کہ سینۂ مبارک سے اثر ایذا ظاہر ہوئی۔ ایسی روایات شیعہ حضرات کو مبارک ہو۔ آیئے اب اصلی مطلب کی طرف

جب حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے اپنے گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانے کیلئے کنیز کا سوال کیا تو بارگاہ نبوی سے لونڈی کی بجائے فاطمہ گفت اے پدر من طاقت خدمت خانہ ندارم خادمے از برائے من بگیر کہ مرا خدمت کند و مرا یاری کند در امور خانہ فرمودا ے فاطمہ نے خواہی چیزے کہ از خادم بہتر باشد۔ امیر المومنین گفت بگو بلے۔ فاطمہ گفت اے پدرے خواہم آنچہ بہتر است از خادم حضرت فرمود کہ ہر روز سی و سہ مرتبہ سبحان اللہ وسی و سہ مرتبہ الحمد للہ وسی و چہار مرتبہ اللہ اکبر بگو۔

خلاصہ کلام: حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ایما پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کنیز یعنی لونڈی مانگنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ میں تمہیں لونڈی سے بہترین تحفہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کہو ہاں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار میں چاہتی ہوں کہ وہ چیز جو خادم سے بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو ہر روز ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کا ورد کر لیا کرو۔

(جلاء العیون صفحہ ۱۳۲)

اگر بقول شیعہ آپ اتنی بڑی جائداد کی مالکہ تھیں تو اس خداداد دولت سے آپ کئی لونڈیاں خرید سکتیں تھیں۔

غزوہ تبوک کا ذکر ہے کہ جو کہ بالاتفاق خیبر و فدک کے بعد کا ہے ۷ ہجری میں جب خیبر فتح ہو گیا اُس کے بعد غزوہ تبوک واقعہ ہے۔ غالباً ۸ ہجری کا جیسا کہ ملا باقر مجلسی حیات

marfat.com

القلوب جلد دوم صفحہ ۳۸۵ پر قمطراز ہے۔

در ماہ رجب سال ہشتم ہجرت متوجہ جنگ تبوک گردید۔ تو اس وقت سیدہ یقیناً آپ اتنی بڑی جاگیر کی مالکہ تھیں۔ اور مسلمانوں کی حالت مالی طور پر نہایت مخدوش تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کی تیاری کیلئے مالی قربانی پیش کرنے کا اعلان کیا تو حضرت عثمان ہزاروں دینار اور سینکڑوں اونٹ سامان سے لادے ہوئے اور ایک ہزار مثقال سونا لے کر بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ دیکھو ناسخ التواریخ

لا جرم عثمان بن عفان کہ ایں وقت دویست شتر و دولیت اوقیہ چاندی سیم از بہر تجارت شام بساز کردہ بود بتمامت بحضرت رسول آورد برائے تجہیز لشکر پیش خدمت داشت پیغمبر فرمود لایضر عثمان ماعمل بقدھذا۔ وبروائتے سی صد شتر با ساز و بزرگ وہزار مثقال زر سرخ حاضر کرد پیغمبر فرمود۔ اللھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض ونیز گفتہ اندازی ہزار تن لشکر کہ سفر تبوک کردہ بود و بہرہ را عثمان تجہیز کرد۔ علماء عامہ از بہر او چنیں حدیث کند کہ پیغمبر فرمود۔

من جهز جيش العسرة فله الجنة فجهر ها عثمان

عمر بن خطاب گوید کہ من خود اندیشیدم کہ امروز بر ابوبکر سبق گرم و یک نیمہ مال خود را بحضرت رسول بردم تا کار لشکر بساز د فرمود یا بن الخطاب ! از بہر اہل خود چہ ذخیرہ نہادہ ی؟ عرض کردم ہم بدیں مقدار برائے اہل خویش ذخریہ نہادہ ام

ایں ہنگامہ ابوبکر برسید واندوختہ خویش را بتمامت پیش داشت پیغمبر فرمود از برائے اہل خود چہ نہادہ ای؟ عرض کرد اِذ خَرتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلَہ یعنی خدا اور سول را بہر ایشاں ذخیرہ نہادم

(ناسخ التواریخ جلد ۳ صفحہ ۱۸۴ از زندگانی رسول اللہ ﷺ)

marfat.com

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اسوقت بائیس اونٹ اور بائیس اوقیہ چاندی تھی جوانہوں نے شام کی طرف تجارت کی غرض سے تیار کر رکھا تھا۔ یہ تمام سامان انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر حاضر کردیا۔ تاکہ لشکر اسلام کی تیاری میں صرف ہو سکے۔ اس امداد کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان اس کے بعد جو بھی عمل کرے گا اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یعنی یہ اس عمل کی بنا پر جنتی ہو گئے۔ چاہے اب کچھ کرتے پھریں۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ بمعہ ساز و سامان کے لدے ہوئے اور ایک ہزار مثقال سونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیس ہزار کے اسلامی لشکر کہ جس نے غزوہ تبوک میں شرکت کی اس میں۔ دو حصوں (بیس ہزار) سپاہیوں کی خوراک و ضروریات کی ذمہ داری حضرت عثمان نے اٹھالی۔ علماء کہتے ہیں کہ جس نے غزوہ تبوک کیلئے سامان جنگ اور دیگر ضروریات میں مجاہدین کی مدد کی اس کیلئے جنت واجب ہے۔ سبحان اللہ حضرت عثمان غنی نے یہ سب کچھ کیا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میں اس غزوہ میں مالی طور پر امداد دینے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ جاؤں گا۔ میں نے اپنا آدھا مال و متاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کردیا تاکہ آپ لشکریوں پر صرف فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر! اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا حضور جتنا حاضر خدمت کردیا اتنا ہے گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔

اسی دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اپنی تمام پونجی حضور کے قدموں میں ڈھیر کردی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ

ہے؟ عرض کی اُن کیلئے اللہ اور اس کے رسول کا عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ کر آیا ہوں۔

ان حضرات کے علاوہ دیگر صحابہ نے بھی دل کھول کر خوب ایثار و قربانی کی مثالیں پیش کیں۔

کیا آپ کوئی ایسی روایت دکھا سکتے ہیں کہ حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے بھی اس میں کوئی حصہ ڈالا ہو۔ ایسا بھی نہیں کہ اتنا مال اکٹھا ہو گیا کہ ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ قرآن پاک صاف بتا رہا ہے کہ بعض مجاہدین میدان جنگ میں جانے کے لئے حاضر ہوئے لیکن سواری کا انتظام نہ ہو سکا۔

پارہ ۱۰ آیت نمبر ۹۲ میں یہ الفاظ غور سے پڑھیے۔ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ میرے پاس تمہاری سواری کیلئے کوئی جانور نہیں ہے۔ ناچار انہیں واپس ہونا پڑا۔ اس وقت ان کے رنج و غم کی یہ حالت تھی کہ انکی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا وہ لوٹے اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔ اللہ اللہ یہ صحابہ کرام کا جذبہ جہاد جس کی خداوند کریم خود شہادت دیتا ہے۔

اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اتنی جاگیر کی مالکہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے کیلئے تیار نہ تھیں۔ مگر اس بات کو کوئی صاحب ایمان ماننے کیلئے تیار نہیں کہ جس گھرانے سے دنیا نے جود و کرم، بخشش و عطا کا سبق سیکھا ہو۔ وہاں بخل و کنجوسی کا کیا گزر۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور اس کے اہل بیت اور اولاد پاک کو دنیا کی لذتوں سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ آخر دم تک کئی کئی دن فاقے سے گذرتے، کئی کئی دن

marfat.com

چولھے میں آگ نہ جلتی تھی۔اب ان روشن حقائق کے سامنے اس کذب وافترا کا پردہ چاک نہیں ہو جاتا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو تمام دوسرے وراثتی حقداروں کو محروم کر کے اتنی بڑی جائیداد لاکھوں کی جاگیر اپنی بیٹی کو ھبہ کر کے مالکہ بنادیا۔محبت کے بلند بانگ دعوے کے شوروغل میں ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم التحیۃ والثنا اور عظمت اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو داغدار کرنا ان ہی دوستوں کو وطیرہ ہے۔

شیعہ حضرات کا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ہی میں باغ فدک جناب فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہا کو ہبہ کر دیا تھا۔تو ہم ہبہ کی تردید میں کافی حقائق گذشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ روایات شیعہ وسنی جس سے وہ ہبہ کا ثبوت گذارتے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے۔ پہلے شیعہ روایت لیجئے۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ. قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ يَا جِبْرِيْلُ قَدْ عَرَفْتُ الْمِسْكِيْنَ مَنْ ذوی الْقُرْبٰى قَالَ هُمْ اَقَارِبُكَ فَدَعَا حَسَنًا وَحَيْنًا وَفَاطِمَه صَلٰوتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَنَّ رَبِّىْ اَمَرَنِىْ اَنْ اُعْطِيَكُمْ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى قَا اَعْطِيْتُكُمْ فَدَكِ

ترجمہ: یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ نے واٰتِ ذَالْقُرْبٰى وَالْمِسْكِيْنَ اُتاری تو رسول اللہ نے فرمایا۔اے جبریل مسکین تو میں نے پہچان لئے بتائے ذالقربیٰ کون ہیں؟

جبریل نے جواب دیا کہ وہ آپ کے رشتہ دار ہیں جو زیادہ قریبی ہیں۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین اور فاطمہ کو بلایا اور کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ مال فئے میں سے میں تم کو عطا کروں اور فدک تم کو دے دوں۔

marfat.com

اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت تفسیر در منثور، کنز العمال، معارج النبوۃ وغیرہ میں ملتی ہے۔ ناظرین کرام کسی روایت کی صحت پرکھنے کی سب سے اعلیٰ اور اولین کسوٹی قرآن پاک ہے جو روایت قران پاک کے مطابق ہو اسے قبول کرلو خواہ وہ روایت کسی ہو۔ اور جو روایت قرآن پاک کے مخالف ہو وہ خواہ کیسی معتبر ہو موضوع اور باطل ماننی پڑے گی۔ اور یہ شیعہ سنی کا مسلمہ اصول ہے۔

(اصول کافی صفحہ ۶۷ باب بست وسوئم)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوْهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَدَعُوْهُ

ترجمہ: جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اُس کو مان لو اور جو حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو اُسے چھوڑ دو۔ تو اب اس ہبہ والی روایت جو اوپر بیان ہوئی ہے کو قرآنی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع اور باطل ہے اور قرآن کے ساتھ ٹکراتی ہے۔ کیونکہ یہ آیت وات ِذوالقربیٰ حقہ بالاتفاق شیعہ وسنی مکی ہے کیونکہ یہ آیت سورہ بنی اسرائیل میں ہے جو کہ مکی ہے۔ یعنی یہ آیت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اور اسبات پر بھی تمام کا اتفاق ہے۔ کہ باغ فدک ہجرت کے ساتویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آیا۔ تو اب یہ کہا کس طرح درست ہوسکتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدک فتح کیا تو یہ آیت وَاتِ ذوالقربیٰ نازل ہوئی۔ اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے فدک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آچکا تھا۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوا۔ پس واضح ہوگیا کہ شان نزول کی یہ روایت موضوع ہے۔ یار لوگوں کی گھڑنت ہے انہوں نے گھڑ کر امام موسیٰ کاظم کے ذمہ لگادی۔ یہ جو روایت میں ہے کہ آپ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فدک اُن کے حوالے کیا۔ اس سے بھی اس روایت کا جھوٹا ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ۲ ہجری میں ہوئی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳ ہجری کو ہوئی۔ اصول کافی صفحہ ۵۷ا لہذا جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تو ابھی امام حسن اور امام حسین پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر فدک حوالے کیا۔

یہاں شیعہ حضرات یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت خواہ مخواہ خلفائے ثلثہ نے سورہ بنی اسرائیل میں ٹھونس دی ہے حالانکہ آیت مدنی ہے۔ لیکن وہ امام محمد باقر کے اس قول کو نہیں ٹھکرا سکتے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ عَلَیْہِ فِیْ سُوْرَۃِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ بِمَکَّۃَ وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا م بَصِیْرًا (اصول کافی باب الکفر والایمان)

یعنی خداوند تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ شریف کے اندر سورۃ بنی اسرائیل میں وَقَضٰی رَبُّکَ سے لیکر خبیرا بصیرا تک نازل فرمایا اور آیت ذاتِ ذوالقربیٰ بھی انہی آیات میں ہے تو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ آیت ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی تھی اگر ہبہ فدک کی روایات پر اور کوئی بحث نہ کی جائے نہ کوئی دلیل پیش کی جائے تو بھی یہ دلیل کافی ہے کسی لحاظ سے کم نہیں۔

ولنا قصہ ہبہ وگواہی وادن ام ایمن وحسن وحسین پس باطل محض است ہیچ جاروآ ئتے بآں صحیح نشدہ

ترجمہ: باغ فدک کا سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہ کو ہبہ کرنا اور ام ایمن اور حسنین کریمین کا ہبہ کے متعلق گواہی دینا سوائے کذب وافترا کے اور کچھ نہیں۔ خواہ وہ روایت درمنثور میں ہے یا معارج النبوۃ کنز الاعمال میں ہے محض باطل ہے۔ (قرۃ العینین صفحہ ۲۳۰)

marfat.com

روضۃ الصفا۔ حبیب السیر وغیرہ کتب تواریخ شیعہ میں سے ہیں۔

اگر ہبہ فدک کی اس روایت کو جو صفحہ نمبر ۴۴ پر بحوالہ تفسیر صافی ہم نے تحریر کی ہے کو درست تسلیم کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ آیت ذالقربیٰ حقہ' میں خطاب خاص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو۔ حالانکہ اس آیت میں خطاب آنسرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس آیت کا دوسرا جملہ یہ ہے۔

وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مسکین اور مسافر کو فدک دے دو۔ اور نہ فضول خرچی کر۔ خط کشیدہ جملے سے تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخاطب نہیں ہیں کیونکہ آپ سے تو فضول خرچی ممکن ہی نہیں اور نہ ہی کا مدار امکان فعل ہوا کرتا ہے۔ اور پھر جملہ آگے یوں ہوں۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۔ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ؕ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۷ ترجمہ شیعہ کی کتاب سے)

ترجمہ: فضول خرچی مت کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے یقیناً شیطانوں کے بھائی ہیں (اور دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے) اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکری کرنے والا ہے۔ گناہان کبیرہ جلد چہارم تالیف شہید محراب آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبدالحسین دست غیب مکتبہ بیت سی ۱۲ ارضویہ سوسائٹی کراچی۔

تو ثابت ہوا کہ فضول خرچی کا کام آپ سے ممکن ہی نہیں۔ اس لئے آپ اس نہی کے مخاطب ہی نہیں۔ پس اگر حدیث ہبہ فدک کو صحیح تسلیم کیا تو لازم آتا ہے کہ اس آیت میں آپ کو خطاب ہو۔ اور آپ کو اس آیت میں خطاب نہیں ہو سکتا تو نتیجہ یہ نکلا یہ حدیث صحیح نہیں

marfat.com

موضوع اور باطل ہے۔

خلاصہ بحث ہبہ اور مندرجہ صفحہ ۴۴ والی تفسیر صافی والی روایت زیر آیت وات ذالقربیٰ حقہٗ جس کے راوی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ بتایئے ذالقربیٰ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کے رشتہ دار جو زیادہ قریبی ہیں۔ حدیث کے الفاظ فَدَعَا حَسَنًا وَ حُسَيْنًا وَفَاطِمَه اب شیعہ علماء ہی بتائیں جبکہ ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ آیت وَاتِ ذالقربیٰ کا نزول ہجرت سے پہلے اور حسنین کریمین کی ولادت شریفہ ہجرت کے بعد ہے۔ تو اس آیت کے نازل ہونے پر حسنین رضی اللہ عنہم کو آنحضور نے کہاں سے بلا کر فدک عطا کیا؟ آپ ابھی تک دنیا میں تشریف لائے نہیں۔ اور فدک پہلے ہبہ ہو رہا ہے۔ اس معمہ کو حل کرنا شیعہ علماء کا کام ہے کیونکہ انہیں کے محدثین نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ حقیت یہ ہے کہ ایسی بے سروپا بعید از عقل وقیاس اور خلاف واقعہ باتیں امام پاک جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہرگز نہیں فرما سکتے۔ تو سبائی مصنفین اپنے جی سے بنا کر اُن پاک ہستیوں کے نام نامی سے جوڑ دی ہیں تا کہ عوام مقبول ہو جائیں۔

ہم شیعہ حضرات سے پوچھتے ہیں اگر باغ فدک سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمہ کو ہبہ فرما دیا تھا اور سیدہ نے اس پر قبضہ بھی فرما لیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر بحوالہ حیات القلوب ثابت ہے۔ تو شیعہ لوگوں کو میراث رسول علیہ السلام کا دعوی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ دعوی میراث دعوی ہبہ کی نفی کرتا ہے۔ بایں سبب کہ میراث موت کو چاہتا ہے اور ہبہ حیات کو چاہتا ہے۔ مطالبہ فدک اگر ہوا ہے تو ضرور ہے کہ میراث کی بنا پر ہو۔ یا ہبہ کی بنا پر ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ دعوی کی بنیاد میراث اور ہبہ دونوں پر رکھی جائے۔ کیونکہ اس میں اجتماع

marfat.com

تعین صریح طور پر پایا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مطالبہ فدک میراث پر مبنی ہے تو ہبہ کی روایات باطل اور من گھڑت ہیں۔ اگر یہی مطالبہ ہبہ پر مبنی ہے تو قصہ میراث باطل ہے۔ دیگر روایت اصول کافی کا ملاحظہ کیجئے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰى حَقَّه' فَلَمْ يَدْرِ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْهُمْ فَرَاجَعَ فِيْ ذَالِكَ جِبْرَائِيْلُ رَبَّه' فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنِ ادْفَعْ فَدَكَ اِلٰى فَاطِمَةَ فَدَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهَا يَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَدْفَعَ اِلَيْكِ فَدَكَ فَقَالَتْ قَدْ قَبِلْتُ مِنْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْكَ

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اس (فدک) کے بارے میں ارشاد فرمایا قرابت والوں کو انکا حق دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اشارہ کو نہ جان سکے۔ پھر جبرائیل سے اللہ نے فرمایا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فدک کا رقبہ اپنی لخت جگر فاطمہ کو عطا کر دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا اور فرمایا فاطمہ! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے فدک دے دوں۔ تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عطا مجھے قبول ہے۔

اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتِ ذالقربیٰ آیت کے ذریعے اقربا کے حقوق دینے کا حکم دیا۔ جس سے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف مالا یطاق کا حکم دیا جا رہا ہے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ کہنا پڑے گا کہ اسے بھی علم نہیں۔ کہ جو چیز ابھی زیر تصرف آئی نہیں جیسا کہ ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ اس کا حکم دے رہا ہوں کہ فدک فاطمہ رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ مگر یہ لوگ (شیعہ حضرات) ہیں اور کہ اس معدوم کے ہبہ کرنے کی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔

marfat.com

اگر ایک اور پہلو سے اس مسئلہ پر غور وخوض کیا جائے تو بھی ان حضرات کے دامن میں سوائے خاک کے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ صاحب اصول کافی لکھتے ہیں کہ جب جبرائیل امین آیت وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مفہوم ومطلب نہ سمجھ سکے۔ جس کی بنا پر آپ کو جبرائیل علیہ السلام کی پھر ضرورت پڑی کہ پوچھا اے جبرائیل تم ہی بتاؤ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آئی جبرائیل نے بھی جواب دیا حضور مجھے کیا علم اس سے اللہ کی کیا مراد ہے۔ چنانچہ پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جبرائیل نے پوچھا اے مالک وخالق تو نے جو آیت کریمہ وات ذالقربیٰ حقہ' نازل فرمائی ہے اس کی مراد نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ سکے نہ مجھے معلوم ہے۔ لہذا اس کی مراد بتلا دیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اس سے مراد کہ فدک کی جائیداد اپنی بیٹی کو بلا کر ہبہ کر دو۔ شیعہ حضرات اس روایت پر غور کریں کہ اللہ پاک نے ایسا حکم دیا کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھ سکے لہذا اس کی فہمائش کی خاطر جبرائیل علیہ السلام کو پھر آسمانوں پر جانا پڑا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام ائمہ اہل بیت کے متعلق شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنَ کا علم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اصول کافی باب ۱۴۷ ائمہ علیہم السلام علم ماکان وما یکون کو جانتے ہیں اور ان پر کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

اسی باب میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان لکھا ہے۔

وَقَدْ وَرِثْنَاهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرِاثَةً

ترجمہ: اور ہم نے یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثہ میں پایا۔ (صفحہ ۲۹۸)

تو اتنے علم کا حامل ہوتے ہوئے "ذالقربیٰ" کی مراد نہ سمجھ سکے۔ اُدھر رب العزت جو بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ کی صفت والا ہے اُس نے بھی ایسا حکم دے دیا جو معمہ بن گیا اور

marfat.com

آنحضرت کو بلاوجہ تردد میں ڈالا۔ کیا اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ صاف سیدھے الفاظ میں فرمادیتے۔ وَاتِ فَاطِمَۃَ فَدَک یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک دے دو۔

دوسرے باب صفحہ ۳۴ اصول کافی آئمہ علیہم السلام کے سوا کسی نے پورا قرآن جمع نہیں کیا۔ اُن کے پاس کل قرآن کا علم تھا۔ اس باب کی دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ جعفر علیه السلام اِنَّه' قَالَ مَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُ ان یَدعی اَنْ عِنْدَه' جَمِیْعُ الْقُرْاٰن کُلّه ظاهره' وَباطِنه' غیر الاوصیاء

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کسی کی یہ طاقت نہیں کہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس ظاہر و باطن قرآن کا پورا پورا علم ہے۔ سوائے اوصیاء علیہم السلام کے۔ (اصول کافی باب ۳۴ صفحہ ۲۶۱) ان دو حدیثوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ آنحضرت عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ائمہ اہل بیت کو کل قرآن کا علم تھا۔ اور قرآن پاک کے ظاہر و باطن کا بھی پورا پورا علم تھا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے بیان کردہ شان نزول کے واقعات سے ایک نہیں بہت سی قباحتیں اور گستاخیاں ثابت ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے مطلب کو ثابت کرنے کی خاطر نہ خدا تعالیٰ کو معاف کیا اور نہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت کا پاس کیا۔ جو کل قرآن اور اس کے ظاہر و باطن کے علم رکھنے کے باوجود ''ا ت ذالقربیٰ'' کا مطلب نہ سمجھ سکے باوجود اس کے نہ تاریخ کا مطالعہ کیا کہ ابھی تو حسنین کریمین پیدا ہی نہیں ہوئے تو کس کو بلا کر فدک ہبہ کردیا۔ اب ہم ہبہ فدک کی بحث کو ختم کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس قسم کی تمام روایات بے اصل اور غیر معتبر ہیں۔

کوئی شیعہ عالم مجتہد آیت اللہ ایک ہی ایسی صحیح روایت دکھادیں کہ جس کے رواۃ

marfat.com

سب کے سب ثقہ اور سنی المذہب ہوں۔ جس سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ خاتون جنت کو باغ فدک ہبہ کرنا اور سیدہ کا اسپر قبضہ کرنا ثابت ہو۔ پانچ صد روپیہ نقد انعام دینگے۔ ایسی کوئی روایت تا قیامت نہیں دکھا سکتا۔ ہبہ فدک کے متعلق جتنی روایات ہیں ان کے راوی غالی شیعہ اور سب کے سب کذاب اور وضاع ہیں۔ ایسی روایات کو اہل سنت کی کتب اسمائے رجال نے کذاب و وضاع ثابت کر دکھایا ہے۔

marfat.com

دعویٰ وراثت

جب شیعہ حضرات دعوای ہبہ فدک میں لاجواب اور فیل ہوتے ہیں تو وراثت کا سوال پیش کر دیتے ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس دعوای کیا کہ فدک وراثت میں مجھے ملنا چاہیے۔ سو یہ سوال پہلے دعوای ہبہ فدک سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کیونکہ وراثت اُن ہی اشیاء میں ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہوں۔ جب پچھلے اوراق میں براہین قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ باغ فدک از روئے قرآن مال فئے (وقف) تھا اور اس میں عامۃ المسلمین کا بھی حق تھا تو وراثت کیسی؟

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ آنسرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور میراث کا مطالبہ کیا۔ یہ بات عقل سلیم نہیں مانتی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جدائی کا ابھی بھی زخم تازہ ہو اور حصول میراث کیلئے دربار خلافت میں آپ خود بنفس نفیس تشریف لے گئی ہوں یہ آپ کی شان اعلیٰ واطھر سے بعید ہے۔ جس طرح عام طور پر کم علم خیال کرتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے کسی اور کے ذریعے اس مطالبہ کو خلیفہ برحق کے گوش گذار کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ

marfat.com

علیہ کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

عَنْ عَآئشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْئَلُہ' مِیْرَاثَھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ

ترجمہ: یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر کے پاس آدمی بھیجا اور حضور کی میراث کا مطالبہ کیا۔ تو اَرْسَلَتْ فَاطِمَۃُ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کی بنفسِ نفیس عدالت میں حاضری ایک غلط کہانی ہے۔ درست یہ ہے کہ آپ نے کسی معتمد شخص کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

ایک اور غور طلب بات ہے کہ سیدہ فاطمہ کی وہ وصیت دیکھتے ہیں جو آپ نے اسماء بنت عمیس کو فرمائی تھی۔ کہ جب میرا انتقال ہو تو مجھے جنت البقیع تک پالکی میں لے جانا یہ وصیت اس لئے تھی تاکہ بعد از وفات بھی کوئی غیر محرم آپ کے بدن پاک کی قامت نہ دیکھ سکے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے آپ کے سوا کوئی دوسرا غسل نہ دے تاکہ وقت غسل کسی کی میرے جسم پر نظر نہ پڑے۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے دفن کرنے کیلئے رات کی تاریکی میں لے جانا تاکہ میرے جسم کا چارپائی پر پڑے ہوئے کوئی اندازہ بھی نہ کر سکے۔ اور نہ ہی کوئی اشارہ کر سکے کہ وہ بنت رسول کا جنازہ جا رہا ہے۔ تو جس خاتون جنت کی عفت و پاکدامنی اور شرم وحیا کا یہ عالم ہو۔ اس کے متعلق یہ باور کر لینا کہ محض چند درختوں کی خاطر خود عدالت صدیقی میں اپنے پاؤں چل کر تشریف لے گئی ہوں۔ بالکل خلاف عقل ہے۔ پھر ایک یہ روایت پڑھیئے۔

نَادَمُنَادٍ مِنْ جِھَۃِ الْعَرْشِ یَا اَھْلَ الْمَوْقِفِ غُضُّوْ اَبْصَارًا کُمْ لِعُبُرْ فَاطِمَۃُ بِنْتِ مُحَمَّدْ این خبر از حدیث صحیح است

marfat.com

قیامت کے دن جب حضرت فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہا بہشت میں جانے کیلئے تیار ہوں گی تو جبرائیل آمین بلند آواز سے کہیں گے کہ لوگو آنکھیں بند کرلو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذر جائیں۔ پس نبی رسول، صدیق، شہید سب کے سب آنکھیں بند کرلیں گے۔ یہ حدیث احادیث صحیحہ سے ہے۔ (ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۱۱۹)

ان روایات سے ثابت ہوگیا کہ سیدہ فاطمۃ الزاہرا کا عدالت صدیقی میں بنفسِ نفیس جانا مذکورہ ہے۔ بالکل عقل ونقل کے خلاف ہے۔ ہاں اہل بیت کی فرط محبت کے دعویدار اس قسم کے افسانے تراشیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ہاں اگر کسی روایت میں سیدہ خود عدالت صدیقی میں جانا مذکور ہو تو اُن روایات کی تاویل کرنا پڑے گی۔ جن روایات میں کسی کو بھیجنے کا ذکر ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہیں اور جن میں سیدہ کا خود جانا مذکور ہے وہ مجازاً ہوگا۔

کیونکہ وکیل کا کام اس کے مؤکل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ کسی کے سفیر کی گفتگو اس کے بھیجنے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اس لئے اُن روایات میں مجاز سے کام لیا گیا اور اس کی نسبت حضرت خاتون جنت کیطرف کردی گئی ہے۔ کیونکہ ان کا کسی کو بھیجنا گویا خود جانا تھا۔

جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کا پیغام حضرت صدیق اکبر کو پہنچا تو آپ نے جواب دیا وہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سن لیجئے۔

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَا .... وَاِنِّي وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئاً مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَلَاَعْمَلَنَّ

marfat.com

فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنَّا قَدعَرَفنَا يَا اَبَابَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَ ذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ وَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِى نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِىْ

ترجمہ: حضرت سیدہ کے جواب میں حضرت ابوبکر نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے۔ ہمارا جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال میں سے کھائیں جو اللہ نے انہیں دیا ہے۔ (ابوبکر نے) کہا بخدا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ بلکہ اس میں میرا عمل بھی وہی ہوگا جو خود آپ کا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور اس کے بعد کہا۔ اے ابوبکر ہم تمہاری بزرگی جانتے ہیں پھر آپ نے اس رشتہ داری کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سن کر یہ فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی سے کہیں یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول پاک کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کروں۔ آپ خود سوچئے کہ اس جواب میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور بے ادبی کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں پایا جاتا کیا اس سے سیدہ فاطمہ الزاہرا کی حق تلفی کی نیت کا گمان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ آپ نے خاتون جنت کی خدمت میں یہ عرض کی کہ اللہ کے پیارے رسول آپ کے والد گرامی اور میرے آقا و مولا کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے ہمارا جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے اور مجھ میں یہ تاب نہیں کہ میں ارشادات نبوی سر سر مو انحراف کروں اور دونوں فریق کی کتب اس بات کی بھی شہادت دیتی ہے کہ سیدہ فاطمہ کی خدمت میں حضرت ابوبکر نے عرض کی اے دختر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں جب تک

marfat.com

زندہ ہوں اموال فئے (فدک وغیرہ) میں وہی طریقہ اور عمل جاری رکھوں گا جس کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا تھا۔ اور تغیر و تبدل کے ذریعہ کوئی دوسرا طریقہ نہیں اختیار کروں گا۔ ہاں یہ پیش کئے دیتا ہوں کہ میرے ذاتی مال جائیداد میں اے دختر رسول! تمہیں کلی اختیار ہے جو چاہیں لے لیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

شیعہ حضرات کی مستند کتاب حق الیقین سے یقین حاصل کیجئے۔

ہمہ اموال واحوال از تو مضائقہ ندارم آنچہ خواہی بگیر تو سیدۂ امت پدر خودی و شجرہ طیبہ از خود را از برائے فرزندانِ خود۔ انکار فضل سے کسے نے تواں کرد و حکم نافذ است در مالِ اما در اموالِ مسلمانان مخالفت گفتۂ پدرت نے توانم کرد

ترجمہ: میں اپنے مال و احوال کو تم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا آں اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی۔ تم اپنے والد گرامی کی امت کی سیدہ ہو اور اپنے فرزندوں کیلئے شجرہ طیبہ ہو آپ کے فضل کا بھی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے۔ لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد بزرگوار کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

(حق الیقین صفحہ ۲۳۰ ملا باقر مجلسی)

بخدا سوگند کہ من از رائے رسول خدا تجاوز نہ کردہ ام و آنچہ کردہ ام باذن او کردہ ام و خدا را گواہ ے کردم کہ شنیدہ ام از رسول خدا کہ گفت ما گروہ انبیاء میراث نے گذاریم نہ طلاء نہ نقرہ: نہ خانہ و نہ عقار و نیست میراث ما مگر کتاب ہا و حکمت و علم پیغمبری و آنچہ طعمہ ما است و لی امر خلافت بعد از ما۔ دراں حکم میکند بحکم خود و من چناں کردہ حکم کردم کہ آنچہ تو از ما طلب ے کنی۔ صرف اسباب و اسلحہ شود کہ مسلمانان با کفار قتال کنند و ایں را باتفاق مسلمانان کردہ ام و دریں امر منفرد و تنہا نہ بودہ ام

ترجمہ: اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے تجاوز نہیں کیا اور جو کچھ کیا

marfat.com

ہے اُن کے ہی اذن سے کیا ہے۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء میراث چھوڑ کر نہیں جاتے۔ نہ چاندی نہ سونا نہ گھر اور نہ ہی زمین ہماری وراثت ہوتی ہے۔ ہماری وراثت صرف کتابیں، حکمت اور علم پیغمبران ہوتا ہے اور جو کچھ ہماری خوراک ہوتی ہے اس میں ولی امر ہمارے بعد خلیفہ ہوتا ہے اور اس بارے میں وہ ہی فیصلہ کرتا ہے۔ میں نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا اور جو آپ نے مجھے طلب فرمایا وہ مسلمانوں کے اجتماعی امور میں صرف ہوگا۔ مسلمان اس سے سامان جنگ خریدیں گے اور کفار کے ساتھ جنگ کریں گے اور یہ فیصلہ مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے اس فیصلہ میں تنہا نہیں۔

خلاصہ کلام حق الیقین کی ان ہر دو عبارتوں سے یہ بات اظہر من الشمس ثابت ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خاتون جنت کو اپنے مال ومتاع میں تصرف کرنے کا کلی اختیار دے دیا۔ لیکن باغ فدک چونکہ مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کیلئے وقف تھا اس لئے اس کو دینے سے معذرت کرلی۔ یہ ان کی ذاتی رائے نہ تھی بلکہ جمیع صحابہ کرام کا اجتماعی اور متفقہ فیصلہ تھا۔ جس کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مخالفت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر امام حسن تک کسی خلیفہ راشد نے نہیں کی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر ہی عمل فرماتے رہے۔

بعض لوگ فرط غیظ وغضب میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث ابوبکر صدیق کے خود ساختہ ہے قرآنی آیات کی موجودگی میں خود ہی وضع کردہ حدیث کی کیا وقعت ہے۔ حیرت ہے ایسے بے سروپا کلمے منہ سے نکالتے وقت نہ شرم نبی نہ خوف خدا نہ اہل علم کے ٹھٹھا کرنے کی ندامت کی فکر۔ حالانکہ اس حدیث مبارک کو روایت کرنے والے اکیلے حضرت ابوبکر صدیق ہی نہیں بلکہ صحابہ سے اکثر مروی ہے کہ یہ حدیث پاک بخاری ومسلم یعنی اہل سنت کی کتب ہی

میں نہیں بلکہ شیعہ حضرات کی سب سے اعلیٰ واقدام کتاب اصول کافی میں بھی موجود ہے صفحہ ۳۵ جلد اول پر ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذَالِکَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءِ لَمْ یُوْرِثُوْ دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْ اَحَادِیْثَ مِّنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

ترجمہ: امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ بیشک انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ وہ اپنی احادیث چھوڑ دیتے ہیں۔ پس جس شخص نے میراث (احادیث الانبیاء) پائی اسے بڑا وافر حصہ ملا۔

اس حدیث میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء دنیاوی مال کی میراث ہرگز نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی میراث علم وحکمت ہوتی ہے۔ جس کو یہ میراث ملی وہی کامیاب ہوا۔ اب تو شیعہ حضرات کو یہ کہنے کی مجال نہیں ہوسکتی کہ یہ حدیث بناوٹی اور غلط ہے۔ ایسی لایعنی باتیں اس وقت چل سکتی ہیں جب علمائے حق کے پاس شیعہ مذہب کی کتابیں موجود نہ تھیں۔ اب ان کو سوچ کر بات کرنی چاہیے۔ یہی ایک حدیث نہیں اور دیکھئے شاید آپ کو بصیرت حاصل ہوجائے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

دوسری حدیث بحذف اسناد، عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے آباؤاجداد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلٰکِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ

marfat.com

فَمَنْ اَخَذَمِنهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ بے شک انبیاء کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ لیکن وہ تو علم کی میراث چھوڑتے ہیں پس جس نے علم حاصل کیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے وافر حصہ حاصل کیا۔

(مالی صدوق صفحہ ۱۳۷ المجلس خامس عشر نمبر ۳)

انبیاء کی میراث علم ہے علماء اُن کی وارث ہیں۔ صول کافی

وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ النُّجُوْمِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءِ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا لٰكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ وَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

ترجمہ: اور فرمایا کہ عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور چاندنی رات پر اور علماء وارث انبیاء اور نہیں چھوڑتے اپنی اُمت کیلئے درہم و دینار بلکہ چھوڑتے ہیں علم دین کو پس جس نے اُس کو حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۳۷)

چوتھی دلیل: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرماتے ہیں۔ (کتاب من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ ۳۴۶)

وَتفقه فِي الدِّيْنِ فَاِنَّ الْفُقَهَاء وِرثَة الْاَنْبِيَاء اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنَّهُمْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

ترجمہ: علم دین حاصل کر اس لئے کہ علمائے دین ہی پیغمبروں کے وارث ہیں۔ تحقیق ہے

maktabah.org

کہ پیغمبروں نے کسی کو سونے اور چاندی کا وارث نہیں بنایا۔ لیکن انہوں نے علم دین کا وارث بنایا ہے۔ پس جس نے حاصل کیا علم دین اس نے لیا بڑا نصیبہ یعنی وہ خوش بخت ہے۔ ناظرین کرام چونکہ محمد ابن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بزرگوار والد شریف کی یہ وصیت خوب دلنشین ہو چکی تھی۔ اس لئے اپنے بھائیوں حسنین کریمین سے مال کی میراث نہیں طلب کی تھی بلکہ صرف علمی میراث کا مطالبہ کیا تھا۔ جیسا کہ **ان علیا لما قبض اتی محمد ابنہ' حسنا و حسینا علیہما السلام فقال لھما اعطیانی میرائی من ابی فقال لہ' قد علمت عن اباک لم یترک صفراء ولا بیضاء اطلب میراث العلم**

ترجمہ: جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس جہان سے روانہ ہو گئے تو آپ کا بیٹا محمد اپنے دونوں بھائیوں حسن و حسین علیہما السلام کے پاس آیا اور کہا میرے باپ کی میراث مجھے دے دو حسنین شریفین نے کہا تو جانتا ہے کہ تیرے باپ نے سونا چھوڑا نہ چاندی پس محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس بات کو تو میں جانتا ہوں اور مال کا میراث میں نہیں طلب کرتا میں تو صرف علم کی میراث طلب کرتا ہوں۔ (ابن ابی الحدید شیعی نہج البلاغہ جلد اول جز ہفتم)

ناظرین کرام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فرزندوں کے اس مکالمے سے دو مسئلہ واضح ہو گئے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میراث سے محمد ابن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے علم مراد لیا اور اسی لفظ سے امامین شریفین رضی اللہ عنہ نے مال مراد لیا۔ اور تینوں بزرگ اہل زبان تھے معلوم ہوا کہ لفظ میراث مشترک ہے۔ حقیقت و مجاز نہیں۔ شیعہ حضرات کے علماء کا یہ کہنا ہے کہ لفظ میراث میں حقیقت ہے اور علم میں مجاز ہے۔ اُن کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا دوسرا مسئلہ اس مکالمے سے یہ نکلتا ہے کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اس جہان سے روانہ ہوئے ہیں تو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر گئے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی یہ کاروائی کسی کے طرز عمل کی نقاب کشائی کرتی ہے یعنی حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر

marfat.com

گئے تھے اس واسطے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔اب علمائے شیعہ کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ یہاں غاصب میراث کا تعین کریں اور بقائمی ہوش وحواس جواب دیں کہ اولاد علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میراث علی سے کس نے محروم کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو اپنے روضات یعنی قبور میں تھے حکومت حضرت امام حسن پاک رضی اللہ عنہ کی تھی۔تعجب ہے کہ اس محرومی وارث پر کوئی شیعہ اعتراض نہیں کرتا۔حضرت علی المرتضیٰ کی یہ کاروائی اسی اصل کی فروعات میں سے ہے۔جس کی فرع میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کاروائی۔

نوٹ: اصول کافی کی یہ حدیث پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہے اور شیعہ علماء کیلئے سوہان روح بنی ہوئی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حقیقت ترجمان سے صادر ہوئی۔بعض شیعہ علماء نے کمال عیاری وہوشیاری سے اس حدیث کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔مثلاً وہی مجرم وہی منصف کے مصنف عبدالکریم مشتاق کہتے ہیں کہ حدیث مذکورہ نورثِ درھما ولا دیناراً الاعِلماً کو روایت کرنے والا راوی سوائے ابوالبختری کے کسی اور نے روایت نہیں کی۔حدیث مذکور کو روایت کرنے والا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری ہے اور اس کے متعلق شیعہ علماء کا فیصلہ ہے کہ یہ کذاب اور مانا ہوا وضاع ہے۔

(ملاحظہ کریں فی معرفۃ الرجال الکشی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۱۹)

جواب رجال کشی کے بنظر عمیق مطالعہ سے پتہ چلا کہ سعید بن فیروز ابوالبختری کا نام تک نہیں ''رجال کشی'' میں جس ابوالبختری کو کذاب کہا گیا ہے اس کا نام سعید بن فروز ابو البختری نہیں بلکہ وہب بن وہب ابوالبختری ہے۔جو صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔رجال کشی کی عبادت ملاحظہ کیجئے۔

marfat.com

اَبُو الْبَخْتَرِيِّ فَهْبُ بْنُ وَهْبٍ ذَكَرَ اَبُوْ الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ قُتَيْبَةَ .... قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بِنْ شَاذَان كَانَ اَبُوْ الْبَخْتَرِيِّ مِنْ اَكْذَبِ الْبَرِيَّةِ

ترجمہ: ابوالبختری وہب بن وہب ابوالحسن علی بن قتیبہ القتیبی نے علی بن سلمہ کوفی سے ذکر کیا کہ ابوالبختری کا نام وہب بن وہب بن کثیر بن ذمعہ بن الاسود ہے۔ وہ صحابی رسول ہے اور ان کی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کی تھی۔ علی نے بھی یونہی کہا ہے۔ ابوالفضل بن شاذان نے کہا کہ ابوالبختری مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹا تھا۔

۲۔ شیعہ حضرات غور کریں کہ یہ حدیث ہم نے اصول کافی اور من لا یحضرہ الفقیہ سے نقل کی ہیں کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی فارسی شرح کے مقدمہ میں گیارہویں فائدے کے ضمن میں ہے۔

وہم چنیں احادیث مرسلہ محمد بن یعقوب کلینی ومحمد بن بابویہ قمی بلکہ جمع احادیث ایشان کہ درکافی ومن لا یحضرہ است ہم را صحیح مے تواں خواند۔ زیرا کہ شہادت ایں دو شیخ بزرگوار کمتر از شہادت اصحاب رجال نیست یقیناً بلکہ بہتر است۔

ترجمہ: اسی طرح مولوی کلینی اور ابن بابویہ قمی کی مرسل حدیثیں بلکہ ساری حدیثیں جو کہ کتاب کافی اور من لا یحضرہ میں ہیں سب کو صحیح کہنا چاہیے۔ اس لئے کہ ان دو بزرگوں کی گواہی علمائے رجال کی گواہی سے کم نہیں بلکہ بہتر ہے۔

ناظرین کرام شارح محقق کے بیان سے واضح ہوگیا کہ مولوی محمد بن یعقوب کلینی کا کسی حدیث کو اپنی کتاب میں درج کر دینا اس حدیث کے صحیح ہونے کی شہادت ہے۔ اگر علمائے رجال کوئی اعتراض کریں تو ان کی جرح پر مولوی کلینی کی تصدیق مقدم ہوگی۔ کیونکہ

marfat.com

علمائے رجال میں سے کوئی بھی فاضل کلینی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ (عین الغزال فی فہرس اسماء الرجال صفحہ ۲)

نیز یہ کتاب حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اقدس میں پیش ہو چکی ہے۔ آپ نے اس کتاب کو اول سے آخرت تک دیکھا ہے۔ پھر اس کتاب کے بارے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہماری شیعوں کیلئے کافی ہے۔

آپ کے ملفوظ شریف یہ ہیں ھذا کاف لشیعتنا یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب شیعہ روایات کی رو سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق شدہ اصول کافی کا وہ نسخہ جو تہران سے طبع ہو کر آیا ہے۔ سب سے پہلے ورق کی داہنی جانب المصنف لکھا ہوا ہے۔ جس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

الَّذِیْ سَمَّاهُ حُجَّة الْعَصْر صَلوٰةُ اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَامَه، بِالْکَافِیْ

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس کو امام مہدی علیہ السلام نے کافی کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔

ادھر ہمارے شیعہ صاحبان حدیث میراث کو موضوع بتلاتے ہیں۔ اب ہم کس کی مانیں امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق اور ان کے اکابر علمائے کرام کی تحقیق کی حدیث میراث صحیح ہے۔ یا کہ ان موجودہ علماء شیعہ کی جو اپنی جان چھڑانے کیلئے حدیث میراث موضوع بتلاتے ہیں۔

شیعہ صاحبان ہم آپ کی جان نہیں چھوڑیں گے۔ اگرچہ اب کوئی ضرورت باقی نہیں کہ حدیث میراث کی صحت پر کوئی اور دلیل پیش کی جائے مگر ہم انہیں لاجواب کرنے کیلئے روایاں حدیث میراث پر بحث کرتے ہیں۔ معترض مولوی عبدالکریم مشتاق نے حدیث مذکور

نُوْرِثْ دِرْهَمًا وَّ لَا دِیْنَارًا اِلَّا عِلْمًا

کے مردود اور موضوع ہونے پر جن دو چیزوں سے استدلال کیا۔

marfat.com

اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری ہے اور وہ کذاب ہے۔ (بحوالہ رجال کشی صفحہ ۱۱۹)

حالانکہ رجال کشی میں اس نام کا کوئی بھی راوی موجود نہیں بلکہ رجال کشی میں جسے کذاب ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ وہب بن وہب ابوالبختری ہے۔ جیسا کہ ہم صفحہ ۶۸ میں بحوالہ جال کشی ثابت کر آئے ہیں۔ معترض کے علم و دیانت سے بالکل تہی دامن ہونے کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ اس نے ابوالبختری کے لفظ سے دھوکہ دے کر وہب بن وہب کو سعید بن فروز قرار دیا اور پھر مسلک شیعہ کی اسمائے رجال کئی کتب دیکھنے میں آئیں ان میں سے کسی نے بھی سعید بن فیروز کو کذاب نہیں کہا۔ بلکہ ثقہ گردانا ہے شیعہ اسماء رجال کی کتب سعید بن فیروز ابوالبختری کے متعلق کیا کہتی ہیں۔ (تنقیح المقال صفحہ ۱)

سَعِيْدُ بْنُ فَيْرُوْزَ اَبُوْ الْبُخْتَرِيّ بِفَتْحِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْمُثَنَّاةِ بَيْنَهُمَا خَآءٌ مُعْجَمَةٌ ابْنُ عِمْرَانَ الطَّائِيُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوْفِيُّ ثِقَةٌ

ترجمہ: سعید بن فیروز ابوالبختری باء اور تاء کے فتح کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان خاء معجمہ ہے۔ یہ ابن عمران طائی کوفی مولا ان کا ثقہ راوی ہے۔ تنقیح المقال فی علم الرجال مصنفہ عبداللہ مامقانی شیعی جلد دوم صفحہ ۲۹ باب سعید

۲۔ جَامِعُ الرَّوَاةِ اَبُوْ الْبُخْتَرِيّ سَعِيْدُابْنُ فَيْرُوْزَ (ق) فِيْ اَصْحَابِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْيَمَنِ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنْ (ى) اَنَّهٗ سَعِيْدُ ابْنُ عِمْرَانَ اَوْبُنُ فَيْرُوْزَ

ترجمہ: ابوالبختری سعید بن فیروز اصحاب علیہ السلام میں سے یمن سے ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ وہ سعید بن عمران یا ابن فیروز ہے۔

(جامع الروۃ مصنفہ محمد بن علی الاردبیلی شیعی جلد دوم صفحہ ۳۶۸ باب الباء الکنی)

marfat.com

قارئین کرام! آپ نے مذکورہ حوالہ جات سے ملاحظہ فرمالیا کہ کس نے سعید بن فیروز ابوالبختری کو وضاع اور کذاب نہیں کہا بلکہ اسے ثقہ اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ میں شمار کیا ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص سے تھا دیکھئے۔ (تنقیح المقال)

سَعِیْد بنُ فَیْرُوْزَ اَبُوالْبَخْتَرِیِّ قَدْ عَدَّ الْعَلَّامَۃُ سَعِیْدُ ابْنَ فَیْرُوْزَ مِنْ غَیْرِ کُنْیَّۃٍ مِنْ اَصْحَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْیَمَنِ وَ عَنِ الْبَرْقِیِّ اَنَّہٗ مِنْ خَوَاصِّہٖ

ترجمہ: سعید بن فیروز ابوالبختری علامہ نے اسے بغیر کنیت کے شمار کیا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے یمنی اصحاب میں سے تھا۔ برقی نے کہا وہ آپ کے اصحاب خاص میں سے تھا۔ (تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۲۹ باب سعید)

پہلی بات کا جواب دندان شکن قارئین پڑھ چکے ہیں۔ کہ کتب شیعہ میں یہ روایت کرنے والا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری جو کذاب اور وضاع ہے۔ رہی دوسری دلیل کہ اس حدیث کا سوائے سعید بن فیروز ابوالبختری کے کوئی دوسری راوی نہیں۔ تو اس بات میں بھی معترض عبدالکریم مشتاق شیعی کی کم علمی، خیانت اور کتمان حق ظاہر ہے۔ کیونکہ حدیث مذکور کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری کے علاوہ عبداللہ بن میمون بھی ہے۔ جس کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا ہے۔ لیجئے پہلے عبداللہ بن میمون سے مروی حدیث ملاحظہ کریں۔

(امالی شیخ صدوق)

حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ........ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِنْ مَیْمُوْنِ الصَّادِقِ جَعْفَر بْنُ مُحَمَّدِ اَبِیْہِ...... عَنْ اٰبَآئِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی

marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ .... اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اِنَّ الْاَنْبِیَآءِ لَمْ یُوَرِّثُوْ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَلٰکِنْ وَرَّثُوْ الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ مِنْہُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

ترجمہ: (بحذف اسناد) عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔ بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ بیشک انبیاء کرام کو درھم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ لیکن وہ تو علم کی میراث چھوڑتے ہیں۔ پس جس نے علم حاصل کیا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث سے وافر حصہ حاصل کیا۔

روایت مندرجہ بالا میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ حدیث۔ ''لانورث'' کا روای عبداللہ بن میمون بھی ہے۔ اب اس حدیث کی سند کتب اسماء رجال شیعہ سے راوی اول، رجال العلامہ الحلی

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَیْمُوْنِ الْاَسْوَدُ الْقَدَّاحُ ....رَوٰی اَبُوْہُ عَنْ جَعْفَرَ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَ رَوٰی ھُوَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ کَانَ ثِقَۃً وَرَوٰی اَلْکَشِیُّ .... عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَیْمُوْنِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَابْنَ مَیْمُوْنِ کَمْ اَنْتُمْ بِمَکَّۃَ؟ قُلْتُ نَحْنُ اَرْبَعَۃٌ قَالَ اِنَّکُمْ نُوْرًا اللّٰہِ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ

ترجمہ: عبداللہ بن میمون اسود قداح جو کہ تراشا کرتا تھا اور بنی مخزوم کا غلام تھا۔ اس کے باپ نے امام باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور خود عبداللہ بن میمون نے روایت کی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ ثقہ راوی تھا اور روایت کی کشی نے حمدویہ سے اس نے ایوب بن نوح سے اس نے صفوان بن یحییٰ سے اس نے ابی خالد القماط سے اس نے

marfat.com

عبداللہ میمون سے اس نے امام باقر علیہ السلام سے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن میمون! تم مکہ میں کتنے آدمی ہو؟ میں (ابن میمون) نے عرض کی کہ ہم چار ہیں۔ آپ نے فرمایا تم زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے نور ہو۔

(رجال العلامہ الحلی مصنف الحسن بن یوسف الحلی صفحہ ۱۰۸)

تنقیح المقال

عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَیْمُوْنِ الْاَسْوَدُ الْقَدَّاحُ........ وَعَدَّهُ ابْنُ النَّدِیْم فِیْ فَهْرِسْتِهٖ مِنْ فُقَهَآءِ الشِّیْعَةِ وَقَالَ النَّجَاشِی عَبد اللّٰہِ ابْنُ مَیْمُوْنٍ.... رَوٰی اَبُوْهُ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَوٰی هُوَ عَنْ اَبِیْ عَبِدِ اللّٰہِ وَكَانَ ثِقَةً........... وَرَوٰی الْكَشِّیُّ عَنْ حَمْدَوِیَةَ......... عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنَ مَیْمُوْنٍ بِمَكَّةَ؟ فَقُلْتُ نَحْنُ اَرْبَعَةٌ قَالَ اَمَّا اِنَّكُمْ نُوْرٌ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ

ترجمہ: عبداللہ بن میمون اسود قداح اس کو ابن ندیم نے اپنی فہرست میں فقہائے شیعہ سے شمار کیا ہے اور نجاشی نے کہا کہ عبداللہ بن میمون بن اسود قداح مولیٰ بن مخزوم پتھر تراشا کرتا تھا اور اس کے باپ نے امام باقر و جعفر علیہما السلام سے روایت کی اور وہ (عبداللہ بن میمون) ثقہ راوی تھا۔

(تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۲۲۰ باب عبداللہ)

راوی دوم ابراہیم بن ہاشم کی ثقاہت:

اِبْرَاهِیْمُ بْنُ هَاشِمِ الْقُمِّیْ قَدْ عَدَّهُ الشَّیْخُ فِیْ رِجَالِهٖ مِنْ اَصْحَابِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ......... وَ قَالَ فِی الْفَهْرِسْتِ اِبْرَاهِیْمُ

marfat.com

بْن هَاشِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَبُوْ اِسْحَاق الْقُمِّیّ اَصْلُہ' مِنَ الْکُوْفَۃِ وَانتقل اِلٰی قُمٍّ وَّاَصْحَابُنَا یَقُوْلُوْنَ اِنَّہ' مِنْ نَشَرَ حَدِیْثَ الْکُوْفِیِّیْنَ بِقُمٍّ وَ ذَکَرُوا اَنَّہ' لَقِیَ الرِّضَا وَالَّذِیْ اُعْرِفَ مِنْ کُتُبِہٖ کِتَابُ النَّوَادِرِ وِکِتَابُ الْقَضَایَا لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

ترجمہ: ابراہیم بن ہاشم قمی کو شیخ طوسی نے اپنی کتاب الرجال میں امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور فہرست میں کہا کہ ابراہیم بن ہاشم ابواسحاق قمی کا اصل وطن کوفہ تھا۔ وہاں سے منتقل ہو کر قم پہنچا اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے کوفیوں کی احادیث کی قم میں اشاعت کی اور ذکر کیا اس نے امام رضا رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تھی اس کی مشہور کتابیں۔ کتاب النوادر اور کتاب القضایا لامیر المومنین ہیں۔

(تنقیح المقال بعداللہ مامقانی شیعی جلد اصفحہ ۳۹ باب ابراہیم)

۳۔ راوی علی بن ابراہیم کی ثقاہت از تنقیح المقال

عَلِیُّ بْن اِبْرَاهِیْمَ هَاشِمٌ اَبُوْ الْحَسَنِ الْقُمِّیُّ قَالَ النَّجَاشِیُّ بَعْدَ هٰذَا الْعُنْوَانِ ثِقَۃٌ فِیْ الْحَدِیْثِ ثَبَتَ مُعْتَمَدًا صَحِیْحُ الْمَذْهَبِ

ترجمہ: علی بن ابراہیم ہاشم ابوالحسن قمی اس عنوان کے بعد نجاشی نے کہا کہ وہ حدیث کے معاملہ میں ثقہ معتمد اور صحیح المذہب ہے۔

(تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۲۶۰ باب علی علیہ السلام)

چوتھے راوی حسین بن ابراہیم کی ثقاہت از تنقیح المقال

اَلْحُسَیْنُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ذَکَرَہُ الصُّدُوْقُ مُتَرَضِّیًا وَاَکْثَرُ مِنَ الرِّوَایَۃِ عَنْہُ وَذَالِکَ یَشْهَدُ بِوَثَاقَتِہٖ

marfat.com

ترجمہ: حسین بن ابراہیم شیخ صدوق نے اسے پسندیدہ لوگوں میں ذکر کیا شیخ کی اکثر روایات اسی سے ہیں اور یہ بات اس کی ثقاہت پر شاہد ہے۔

(تنقیح المقال جلد اول صفحہ ۳۱۵ باب الحسین)

نوٹ: قارئین نے مخلصانہ دعوتِ غور وفکر کی التجا ہے۔ آپ کو علم ہوگا جس کا پہلے بیان ہو چکا کہ معترض عبدالکریم مشتاق شیعی نے جو کہ مصنف میں رسالہ وہی مجرم وہی مصنف کے کہ حدیث لانورث موضوع ہے اس لئے ہم پر حجت نہیں۔

دلیل اول: اس کی پہلی دلیل یہ تھی کہ اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری وضاع اور کذاب ہے۔

اس کے متعلق آپ شیعہ اسمائے رجال کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہ راوی ثقہ ادمی ہے۔

دلیل دوم: اور معترض کا دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اس حدیث کا راوی سعید بن فیروز ابوالبختری کے سوا اور کوئی راوی نہیں ہے۔ اس دعویٰ کا بطلان بھی آپ پر واضح ہوگیا کہ اس کا ایک راوی عبداللہ بن میمون بھی ہے۔ جسے شیعہ کتب رجال نے امام باقر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ بلکہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے اس کو زمین کے نوروں میں سے ایک نور قرار دیا ہے اور عبداللہ مامقانی نے تنقیح المقال میں تو فیصلہ ہی کر دیا کہ عبداللہ بن میمون فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ آدمی ہے۔ حدیث عبداللہ بن میمون کے سارے راوی ثقہ ہیں تو جب شیعہ حضرات کی معتبر کتب اسمائے رجال نے تصدیق کر دی کہ حدیث

لَا نُوَرِّثُ دِرْهِمًا وَلَا دِيْنَارًا (الخ)

صحیح ہے تو اس سے اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک میراث

marfat.com

رسول نہ ہونے پر استدلال کیا تو بتاؤ خدائے پاک کا دل میں خوف رکھ کر تو کونسا جرم کیا۔

دراصل یہ حدیث میراث انبیاء پر نص صریح ہے کہ انبیاء کی میراث دین ہے دنیا نہیں ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علمائے دین اسلام پیغمبروں کے وارث ہوتے ہیں۔اس لئے کہ خدا کے پیغمبر کسی شخص کو سونے چاندی کا وارث نہیں بناتے۔لیکن وہ علم دین کا وارث بناتے ہیں۔پس جس نے علم دین کیا وہ بڑا خوش بخت ہے اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔

سوال: اس حدیث شریف میں درہم و دینار یعنی سونے چاندی کی میراث کی نفی تو موجود ہے زمین و مکان کی نفی موجود نہیں ہے۔

جواب: حدیث شریف میں اگرچہ سونے چاندی کا ذکر ہے مگر مقصود متکلم ہر دنیاوی چیز کی میراث کی نفی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ لفظ ولکن کے بعد علم دین کا مرکوز ہے اور یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ولکن کے بعد علم دیا کا مذکور ہے اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ لفظ لکن استدراک کے واسطے بتایا گیا ہے۔استدراک وہم کے دفعیہ کو کہتے ہیں تو یہاں سامع کے دل میں وہم یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب درہم و دینار کی میراث کی نفی ہوگی تو سرے سے میراث ہی نہ رہا یا کہ میراث کی کوئی قسم باقی رہ گئی؟ اس وہم کو متکلم نے دفع کر دیا کہ علم شریعت کی میراث باقی ہے۔اس کے علاوہ سب قسم کی میراث ختم ہو گئے ہیں۔اگر مقصود متکلم صرف سونے چاندی کی میراث کی نفی ہوتی اور زمین اور مکانات کی میراث کو باقی رکھنا ہوتا تو یوں ارشاد ہوتا۔

marfat.com

وَلٰكِن وَرَّثُوا الْعِلْمِ والدّار والعقار

دوسرا جواب: (اصول کافی صفحہ ۳۵)

اَنَّ الْاَنۡبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوۡدِرۡهَمًا وَلَا دِیۡنَارًا وَاِنَّمَا اَوۡرَثُوۡا اَحَادِیۡثَ مِنۡ اَحَادِیۡثِهِمۡ..........

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ وہ اپنی احادیث چھوڑ جاتے ہیں۔ پس جس شخص نے یہ میراث (احادیث انبیاء) پائی اس بڑا وافر حصہ ملا۔

قارئین! گذشتہ سوال یہاں بھی پیدا ہوتا ہے۔ جواب کیلئے اس حدیث شریف میں لفظ اِنَّما موجود ہے۔ کلام عرب کے اندر یہ لفظ حصر کیلئے بنایا گیا ہے۔ حصر معنی میں بندش کے ہے۔ پس اس حدیث شریف میں پیغمبروں کی میراث کو صرف ان کی حدیثوں میں بند کر دیا گیا۔ تو جس طرح ان بزرگوں نے میراث میں سونے چاندی کی کوئی جگہ نہیں ہے اسی طرح زمین اور مکانات کے لئے بھی میراث انبیاء میں کوئی جگہ نہیں۔ درہم و دینار کا ذکر نمونہ کیلئے ہے دنیاوی چیزوں میں سے بطور نمونہ سونے چاندی کا ذکر کر دیا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اس حدیث شریف سے اہل سنت کا استدلال نہایت ہی مضبوط ہے۔ علمائے شیعہ نے اس استدلال کو کمزور اور توڑنے کی بہت کوشش کی ہے مگر گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا کبھی اس حدیث کو خبر احاد اور آخر یہ کہا یہ حدیث موضوع ہے۔

اہل سنت کی کتب میں یہ ارشاد نبوی کثیر التعداد صحابہ سے مروی ہے۔ بعض کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ حذیفہ بن یمان، زبیر بن عوام، حضرت عباس، علی، عثمان، عمر، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابو دردا، ابو ہریرہ اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم

marfat.com

اجمعین ان تمام حضرات سے اس قسم کی روایات آئی ہیں۔ جن میں انبیاء کرام کی مالی وراثت نہ ہونے کا ذکر ہے۔ جب کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی تو جھٹ پینترا بدل لیا کہ یہ حدیث خواہ کتنی صحیح اور مضبوط ہے مگر آیات قرآنی کی خلاف ہے۔ مخالف قرآن حدیث معتبر نہیں ہوتی۔

marfat.com

مسئلہ میراث میں شیعہ حضرات کے اعتراضات اور انکے جوابات

اعتراض نمبرا: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت فرماتا ہے کہ تمہارے ترکہ میں سے ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہوگا۔ (سورۃ نساء پارہ ۴)

اس آیت میں حکم عام ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ماننے والے تمام مومنین داخل ہیں تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس آیت کے حکم سے خارج نہیں تو پھر بموجب اس حکم کو آپ کی وراثت بھی آپ کی اولاد (سیدہ خاتون جنت) کو ملنی چاہیے۔

جواب: مذکورہ آیت میراث میں خطاب صرف اُمت کو ہے یعنی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمیں داخل نہیں۔ کیونکہ بات ثابت شدہ اور تحقیق شدہ ہے جسے شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہم گذشتہ اوراق میں بدلائل قاہرہ شیعہ کتب سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں۔ دوسرے اس حدیث کے ذریعے آیت میراث کے عمومی حکم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل نہیں۔ جس طرح وہ لوگ اس میں داخل نہیں جن کا ترکہ ہی نہیں ہوتا۔ یا جن کی اولاد ہی نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

اس کی مثال ایک اور آیت کریمہ سے دی جاسکتی ہے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ

اپنی پسند کی دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے شادی کرو۔ اس آیت میں چار بیویوں کی بیک وقت نکاح میں رکھنے اور لانے کی اجازت ہے۔ تو یہ اجازت بھی امت کیلئے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عام حکم سے مستثنیٰ ہیں تو جس طرح اس آیت کے عموم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مستثنیٰ کر دیا گیا حالانکہ امہات المومنین کی تعداد مبارک ۹ تک ہے۔ اسی طرح آیت میراث بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخصیص تعین اور تشریح ہو رہی ہے۔ معترض نے کبھی قرآن کی تفسیر اور قرآن کی تردید میں جو فرق ہے اس پر بھی غور کیا۔ اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے تو اگر چہ وہ اس کا بیٹا ہے لیکن کیا اس آیت کی رو سے آپ اس کو وارث بنائیں گے۔ اسی طرح خدانخواستہ اگر کسی مسلمان کا بیٹا مرتد ہو جائے تو اس کا بیٹا ہونے میں تو شک نہیں لیکن وہ مرتد بیٹا اپنے مسلمان باپ کا وارث ہوگا ہرگز نہیں۔ اگر بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تو یہ بیٹا باپ کی میراث سے محروم ہو جائیگا جیسا کہ آپ بھی مانتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ لَا مِيْرَاثُ لِلْقَاتِلِ

ترجمہ: خدا کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قاتل کیلئے مقتول کی میراث نہیں ہے۔

(فروع کافی جلد سوم صفحہ ۷۴ شیعی کتاب)

لَا مِيْرَاثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمُ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ شرح لمعہ شیعی کتاب فقہ کیا یہ احادیث میں قاتل اور مرتد کے وارث نہ ہونے کا حکم مذکور ہے۔ کیا آپ اس لئے مسترد کر دیں گے کہ وہ قرآن کی اس آیت کے منافی ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ ان احادیث کے متعلق یہ کہا جائیگا کہ ان احادیث نے اسبات کی تفسیر کر دی کہ کون سا بیٹا اپنے باپ کا وارث

marfat.com

ہوسکتا ہے اور کونسا نہیں۔ یہ احادیث آیت قرآنی کی مفسر ہیں مغیر یا ناسخ نہیں۔ اسی طرح ایک اور آیت میں غور کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

احل اللّٰہ البیع و حرم الربوا

کہ اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال کر دیا لیکن سود کو حرام اگر اس آیت کو سند بناتے ہوئے کوئی شخص شراب، سؤر، مردار کی خرید و فروخت کا کاروبار شروع کر دیتا ہے۔ کیا آپ اس کے استدلال کو صحیح مانیں گے۔ اور وہ احادیث جن میں ان حرام چیزوں کے کاروبار سے روکا گیا ہے انہیں قرآن کی ناسخ اور مخالف گردان کر مسترد کر دینگے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ یہ فرمائیں گے کہ بیع حلال ہے لیکن ان احادیث نے تفسیر کر دی کہ کن اشیاء کی بیع حلال ہے اور کن کی حرام ہے۔

اعتراض نمبر۲:

حضرت سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث بنے اگر انبیاء کرام کی (مالی وراثت) نہیں ہوتی جیسا کہ تم نے ثابت کر دکھایا ہے تو حضرت سلیمان اپنے والد داؤد علیہ السلام کے وارث کیونکر قرار پائے۔ اُن کے وارث ہونے کا قرآن گواہ ہے۔

وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ (پارہ ۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام جناب داؤد علیہ السلام کے وارث بنے۔

جواب: وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوٗدَ میں وارثت علمی مراد ہے کیونکہ اگر اس وراثت سے مراد وراثت مالی ہوتی تو صرف سلیمان علیہ السلام کے وارث ہونے کا کوئی معنی نہیں۔ وہ اسلئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کیان کے علاوہ اٹھارہ اور بھی بیٹے تھے۔ ان اٹھارہ کو چھوڑ کر اکیلے سلیمان علیہ السلام کیونکر (وارث مالی) بنے۔ اور دوسرے کیوں محروم رہے پھر تمہاری معتبر

marfat.com

کتاب جو کہ امام معصوم مہدی علیہ السلام کی مصدقہ ہے اس میں امام جعفر صادق نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو (وراثت علمی) قرار دیا ہے۔

قول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہ سلیمان علیہ السلام کو علمی وراثت ملی۔ (اصول کافی)

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ سُلَيْمَانُ وَرِثَ دَاوُدَ وَاِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَاَنَا وَرِثْنَا مُحَمَّدًا وَ اِنَّ عِنْدَنَا عِلْمَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَ تِبْيَانَ مَافِيْ الْاَلْوَاحِ

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوئے۔ اور ہمارے پاس علم توریت وانجیل وزبور کا اور ہمارے پاس بیان واضح ہے اُس کا جو الواح موسیٰ میں تھا۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۲۵۷) کراچی

سوال: وراثت علمی کے اثبات کے ضمن میں جو تم نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے اس کا ثبوت کہاں ہے جواب شیعہ حضرات کی معتبر منہج الصادقین وبصحت پیوستہ کہ داؤد (علیہ السلام) رانوزدہ پسر بود وہر یک لیاقت نبوت ووراثت داشتند

ترجمہ: درجہ صحت تک پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک نبوت ووراثت کے قابل تھا۔ لیکن اس مقام پر (قابل وراثت) سے یہ ہرگز نہ خیال کیا جائے کہ اس سے مراد (وراثت مالی) تھی۔ بلکہ اس سے مراد حکومت تھی۔ اسی تفسیر کے اسی مقام پر اس کی وضاحت موجود ہے۔

(تفسیر منہج الصادقین)

marfat.com

اکابر ہمہ بنی اسرائیل بفضل وکمال سلیمان معترف شدند وداؤد ملک باو تسلیم کرد۔ و دیگر روز وفات نمود سلیمان بر تخت نشست۔

ترجمہ: بنی اسرائیل کے تمام اکابر نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فضل وکمال کا بہ نسبت دیگر (اٹھارہ بھائیوں کے) اعتراف کرلیا اور داؤد علیہ السلام نے اپنا ملک وحکومت اُن کے سپرد کردیا۔ اس کے دوسرے روز حضرت داؤد علیہ السلام انتقال کر گئے اور سلیمان علیہ السلام تخت پدری پر بیٹھ گئے۔ (تفسیر منہج الصادقین جلد ۶ صفحہ ۴۷۲)

زیر آیت ورث سلیمان داؤد

مجمع البیان جلد چہارم جزء ۷ صفحہ ۲۱۴ زیر آیت ورث سلیمان داؤد

اعتراض نمبر ۳: (سورہ مریم پارہ ۱۶)

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا۝

ترجمہ: پس عطا کر مجھے ایک لڑکا جو کہ میرا وارث بنے اور حضرت یعقوب کی اولاد کا وارث بنے اے میرے پروردگار اسے پسندیدہ بنالیو۔

جواب: اس آیت میں بھی وراثت علم شریعت مراد ہے۔ مال کی وراثت ہرگز مراد نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ پیغمبروں کی نگاہ میں مال دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ یہ پاک ہستیاں تو علوم الٰہیہ اور احکام شرعیہ سے سروکار رکھتے ہیں۔ دنیاداروں کی نگاہ میں مال وزر کی بڑی وقعت ہوتی ہے۔ دنیادار چاہتے ہیں کہ ہمارا جمع شدہ مال وزر ہماری اولاد ہی کے کام آئے کسی دوسرے کے کام نہ آئے۔ اگر دنیاداروں کا مال اس کے فرزندوں کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کے پاس چلا جائے تو ان کے پیٹ میں سخت درد اٹھتا ہے اور نہایت غمناک

marfat.com

وتا ہے مگر خدا کے پیغمبروں کا یہ حال نہیں ہے وہ خود بھوکے رہتے ہیں اور اپنی اولاد کو اہل بیت کو بھوکا رکھتے ہیں۔ دو دو مہینے ان کے چولھوں سے دھواں نظر نہیں آتا لیکن دنیاوی مال جس قدر بھی آجاتا ہے وہ تقسیم کرکے مسجد سے جاتے ہیں۔ خدارا ان برگزیدہ ہستیوں کو اپنے پر قیاس نہ کرو۔ یہ عقلی دلیل ہے جو ہر عقلمند کو مجبور کرتی ہے کہ آیت ذکریا میں علم شریعت کی وراثت مراد لیں اور اگر اس آیت کے ماقبل کو اور مابعد کو سوچ سمجھ کر بنظر انصاف دیکھ لیا جائے تو علمی میراث کے علاوہ کوئی معنی تصور میں بھی نہیں آسکتے۔ دیکھو اس آیت جس میں دعائے ذکریا علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ماقبل کی آیت

وَاِنِّی خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ

ترجمہ: اور میں ڈرتا ہوں اپنے رشتہ داروں سے جو کہ میرے پیچھے رہنے والے ہیں۔

اب سوچنا چاہیے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام کو کس بات کا ڈر ہے؟ کیا اس بات کا ڈر ہے کہ رشتہ دار چونکہ بدکار ہیں وہ مال کو بُرے کاموں میں خرچ کریں گے۔ اور یہ کاروائی آپ کو پسند نہیں ہے تو اس اندیشے کا علاج تو نہایت ہی تھا کہ سارا مال خدا کی راہ میں خیرات کر دیتے اور خدائی خزانہ میں جمع کرا دیتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آرزوئے شریعت خداوندی آپ کے رشتہ دار مال کے وارث ہیں اور قانون خداوندی آپ کا مال آپ کے رشتہ داروں کو دلاتا ہے۔ تو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے یہ گھبراہٹ تو حقیقت میں احکام شرعیہ سے گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔ جس سے خدا کے پیغمبر لاکھوں کوس دور ہیں۔ اور اگر آپ کو ڈر اس بات کا ہے کہ میرے رشتہ دار میرے بعد علم شریعت کے پھیلانے میں اور دین اسلامی کی تبلیغ میں کوتاہی کریں گے تو یہ اندیشہ واقعی صحیح ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے مطابق تو اس صورت میں حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا میں بھی وراثت علم شریعت مراد ہوگی۔ اگر کوئی

marfat.com

وراثت مال لینے کی کوشش کرے تو آیت کے ماقبل کے خلاف کرے گا جو نظم قرآن کو معتبر ہے اور اگر اس آیت میں دعائے ذکریا علیہ السلام کے مابعد دیکھا جائے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ

یعنی اے یحییٰ اس کتاب کو زور سے پکڑو۔

قارئین کرام! یہ وہی مولود ہے جس کے لئے حضرت ذکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تھی۔ اللہ پاک نے حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا کو حضرت یحییٰ کی صورت میں قبول فرمایا۔ اور یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے یحییٰ اس کتاب تورات کو قوت سے پکڑلو۔ اگر حضرت ذکریا علیہ السلام کی مراد مال وراثت ہوتی تو اللہ پاک یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیتے کہ اے یحییٰ اس مال کو قوت سے پکڑلو۔

یٰا یَحْیٰی خُذِ الْمَالَ بِقُوَّۃٍ تو ان عقلی اور نقلی دلائل سے معلوم ہو گیا کہ حضرت ذکریہ علیہ السلام کی دعا میں علم شریعت کے وارث کی طلب ہے۔ مال کے وارث کی طلب نہیں۔ اگر شیعہ علماء قرآن کے اندر تدبر سے کام لیتے اور اپنی عقل سے کام لیتے تو ضرور ہدایت سے ہمکنار ہو جاتے۔ مگر ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

خلاصہ کلام: حقیقت یہی ہے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام ایسے بیٹے کیلئے دامن طلب پھیلا کر دعا مانگا کرتے تھے جو ان کی نبوت کی ذمہ داریوں اور علوم و حکمت کا وارث ہو۔ ورنہ ان کے پاس کونسے خزانے تھے جن کیلئے وہ اتنے بے چین رہتے ہوں اور یہ بات بھی قابل غور وفکر ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو گزرے تو صدیاں بیت چکی تھیں اور ان کے بارہ بیٹے تھے ہر ایک فرزند کی کثیر اولاد تھی اور صدیوں میں ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہوگی۔ اگر بہت بڑی دولت بھی ہوگی تو تقسیم در تقسیم سے ناپید ہو چکی ہوگی۔ تو آل یعقوب کی وراثت جس کے

marfat.com

لئے آپ التجا کر رہے ہیں۔وہی نبوت کے فرائض ہیں اور علوم وحکمت کے گوہر آبدار ہیں جن کے ضائع ہونیکا آپ کو اندیشہ رہا کرتا تھا۔جو ان کے نزدیک دنیا کے تمام خزانوں سے زیادہ بیش بہا تھے۔

حدیث میراث اصول کافی کے مقابلہ میں جن احادیث کو شیعہ علماء پیش کرتے ہیں وہ ایک ہی بات کو پیش یعنی بیان کرتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت صرف حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ملی ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کا وارث ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

من لا یحفرہ الفقیہ عن الفُفَیْلُ بِنُ یَسَار قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفر عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ لاوَاللّٰہ مَاورث رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ الْعَبَّاس وَلَا عَلی وَلَآ وَرِثَہ' اِلَّا فَاطِمَۃُ عَلَیْہَا السَّلَام

ترجمہ: فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سنا آپ فرماتے تھے خدا کی قسم نہیں وارث ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عباس نہ علی اور نہ کوئی اور وارث سوائے حضرت فاطمہ کے سلام اللہ علیہا

قارئین کرام!

یہ حدیث امام محمد باقر رضی اللہ عنہ قرآن کے برخلاف ہے۔کیونکہ اللہ پاک قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

ترجمہ: اے مردو اگر تمہارے ہاں اولاد نہ ہو تو جو کچھ بھی تم چھوڑ جاؤ اس میں سے تمہاری جوروؤں کیلئے ایک چوتھائی اور اگر تمہارے ہاں اولاد ہو تو جو کچھ بھی تم چھوڑ جاؤ اس میں سے

marfat.com

تمہاری جوروؤں کیلئے آٹھواں حصہ ہے۔ یہ آیت پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجات مطہرات آپ کی وارث ہیں اور حدیث امام باقر رضی اللہ عنہ آپ کی زوجات مطہرات کے میراث کی نفی کر رہی ہے۔ اور آپ ہی کہتے ہیں کہ حدیث مخالف قرآن متروک ہوا کرتی ہے۔ اس لئے یہ حدیث بھی متروک ہوگی۔ اب شیعہ علماء کو اختیار کہ اس حدیث کو صحیح مانیں اور قرآن کو غلط یا قرآن کو صحیح جانے اور اس حدیث کو غلط۔ امید ہے کہ آپ قرآن کو غلط کہنے کی جرأت نہ کریں گے۔ تو ضرور یہ حدیث غلط ہوگی۔ اور جب یہ حدیث سرے سے صحیح ہی نہ نکلی تو اصول کافی کی حدیث جس میں پیغمبروں کی مالی میراث کی نفی موجود ہے صحیح ثابت ہوگی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اس آیت میں قرآن کریم اُمت کے مردوں کو خطاب کرتا ہے کہ تمہاری زوجات تمہارے بعد وارث ہوں گی۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خطاب سے باہر ہیں۔

جواب: آیت **يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِىٓ اَوْلَادِكُمْ** میں تو کہتے تھے کہ اس خطاب میں پیغمبر علیہم السلام داخل ہیں اور سخت اصرار کرتے تھے کہ پیغمبر علیہم السلام ضرور داخل ہے۔ خدا جانے اب کیا مشکل پیش آئی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آیات میراث کے خطاب سے خود ہی خارج کر دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں مقاموں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطاب کے اندر داخل ہوں گے یا دونوں جگہ پر آنحضور خطاب سے باہر ہونگے۔ اگر علمائے شیعہ دونوں مقاموں پر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو داخل خطاب مانتے ہیں تو من لایحضرہ الفقیہ کی حدیث مخالف قرآن بن کر واجب الترک ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں جگہ پر آنحضرت کو خطاب سے خارج مانتے ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد ہماری تخصیص حق بجانب ثابت ہوگئی اور سارا جھگڑا میراث کے مسئلے میں ختم ہوگیا۔

marfat.com

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اب ہم آخر میں حدیث بخاری شریف کی وضاحت کرنا ضرور سمجھتے ہیں۔ اسے بکثرت اچھالا جاتا ہے۔ اور سادہ لوح لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکر صدیق پر ناراض ہوگئیں عمر بھر کیلئے ان سے قطع تعلق کر دیا۔

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

فَهَجَرَتْ اَبَا بَكْرٍ فِلَمْ تَزَلْ مُهَا جِرَتُه' حَتّٰى تُوُفِيَتُ

کہ حضرت سیدہ ابوبکر صدیق کی اس بات پر ناراض ہوگئیں اور صدیق اکبر سے قطع تعلق کر لیا۔ ان الفاظ میں چند امور غور طلب ہیں۔

کیا یہ حضرت سیدہ کا قول ہے کہ میں ابوبکر پر ناراض ہوں ہرگز نہیں۔ کیا یہ سیدہ عائشہ کا قول ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے بعد کے راویوں میں سے کسی راوی نے اپنے خیال کے مطابق یہ قیاس آرائی کی جن روایتوں میں ناراضگی ہے ذکر آتا ہے کہ ان کا حال ملاحظہ فرمایئے۔

اہل سنت کی کتابوں میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا فدک کے بارے میں دعوٰی کرنا ان تین بزرگوں سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوطفیل رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جتنی روایات یا حضرت ابوطفیل سے جتنی روایات مروی ہیں ان میں ناراضگی کا نام ونشان تک نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو مروی ہے کہ ان میں سے بعض میں تو ناراضگی کا لفظ اور بعض میں نہیں۔

سیدہ صدیقہ سے روایت بذریعہ (زہری) ہے اور امام زہری کے بہت سے

marfat.com

شاگردوں میں سے بعض نے ناراضگی کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بعض مواضع پر ان الفاظ کا ترک کیا اور جہاں جہاں ناراضگی کا ذکر آیا ہے ان میں سے کسی جگہ ناراضگی خود سیدہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے طور پر بیان نہیں کی گئی۔ تاکہ ان کی وجہ سے سیدہ کا غضب ناک ناراض ہونا ثابت ہو سکے۔ باقی تین روایات جو سیدہ عائشہ صدیقہ سے مروی ہیں ان میں امام زہری کے واسطہ سے ان کے صرف ایک شاگرد (صالح) کی ذکر کردہ روایت میں اور انہیں (امام زہری) سے روایت کرنے والے دو راوی (شعیب، خالد) اس لفظ کا ذکر نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری کے شاگرد صالح نے جب اس واقعہ میں جب اپنے استاد زہری سے لَمْ تَتَكَلَّم حتى ماتت کے الفاظ سنے تو اس سے خود اندازہ لگایا کہ سیدہ فاطمہ کا حضرت ابوبکر صدیق سے اپنی وفات تک کلام نہ کرنا بوجہ غصہ اور ناراضگی کے تھا۔ اس قیاس کی بنا پر (صالح) نے (غَضِبَتْ) کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ حقیقت حال اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ سیدہ کا آخری دم تک کلام نہ کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میراث کے بارے سوال و جواب کے بعد انہیں یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ وہ صرف ان مستحقین پر صرف ہو گی جن پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود صرف فرماتے رہے۔ تو اس حقیقت کی آگاہی کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر تادمِ آخر اس معاملہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قطعاً کلام نہ کیا اور اگر حقیقت میں آپ ناراض ہوتیں تو بوجہ ناراضگی گفتگو کا ترک فرماتیں تو اسکا صحابہ کرام، اہل بیت، اہل مدینہ اور تابعین وغیرہ میں بہت چرچا ہوتا۔ لیکن ہمیں صرف امام زہری کے ایک شاگرد (صالح) کی روایت میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے شاگرد نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناراضگی نہ تھی۔ بلکہ راوی کا اپنا قیاس تھا۔

نوٹ: کیا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا پر ناراض

marfat.com

ہوں ہرگز نہیں اور نہ ہی یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ راوی نے اپنے خیال کے مطابق قیاس آرائی کی لیکن یہ قیاس آرائی شان بتول رضی اللہ عنہا کے سراسر اخلاف ہے۔ کیونکہ یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پیش کیا جائے اور آپ اسے بخوشی قبول نہ کریں۔ قرآن کی اس آیہ کریمہ پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ رکوع نمبر ۹)

ترجمہ: قسم ہے آپ کی پروردگار کہ اس وقت مسلمان ہی نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں وہ آپ کو اپنا حکم نہ مان لیں اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا فیصلہ کردیں تو وہ اپنے دلوں میں سے کسی طرح کی خلش نہ محسوس کریں اور آپ کا فیصلہ خوش دلی سے تسلیم کریں۔ تو جب ایک عام مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے سامنے بلا حیل و حجت سر تسلیم خم کردے اور کسی قسم کا ملال دل میں نہ لائے تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق یہ کہنا کہ آپ حدیث رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سن کر ناراض ہو گئیں کہ قطع تعلق کرلیا۔ ہرگز قابل قبول نہیں۔ راوی کا یہ قیاس ہے اور نیک سے نیک آدمی بلکہ اندازہ یا قیاس کرنیوالا خواہ معصوم ہی کیوں نہ ہو قیاس وقرائن سے لگایا ہوا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب وہ طور سے واپس آئے تو اپنی قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ میرے بھائی ہارون نے میری ہدایات پر پورا عمل نہیں کیا اور لوگ ان کی سستی کاہلی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خدائے وحدہٗ لاشریک کے ساتھ

marfat.com

بچھڑے کو شریک بنالیا۔ اتنا غصہ آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر جھنجھوڑا۔ لیکن یہ قیاس و اندازہ غلط تھا۔ تو اس طرح کی غلط فہمیاں جب اکابر کو ہو جاتی ہیں تو راوی حدیث خواہ ثقہ و عادل ہی کیوں نہ ہو اگر اس قسم کی غلط فہمی کا شکار ہو جائے تو بعد از فہم نہیں۔

اسی طرح جناب خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا یعنی ناکارہ کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال و قیاس میں آیا کہ کشتی اس لئے ناکارہ کی تاکہ اس کے اندر سوار لوگوں کو ڈبو دیا جائے۔ لیکن یہ اندازہ درست نہ تھا بلکہ جو ارادہ تھا اسے حضرت خضر علیہ السلام ہی جانتے تھے۔ جو وقت آنے پر آپ نے اپنا ارادہ بتلا دیا۔

بلکہ حدیث پاک کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازواج مطہرات سے الگ ہو کر چند روز بالا خانہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رویہ کا کچھ لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج پاک کو طلاق دیدی ہے۔ یہ خبر حضرت عمر کو پہنچ گئی حضرت عمر مسجد میں گئے تو لوگ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج پاک کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں میں نے طلاق نہیں دی۔ ناظرین کرام جس طرح حضور نبی کریم کی خلوت نشینی سے صحابہ نے طلاق سمجھ لیا۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق نہیں دی تھی۔ ٹھیک اسی طرح اس روایت کے کسی راوی نے سیدہ کے ترک کلام کو ناراضگی کا خیال کر لیا۔ حالانکہ واقع میں ناراضگی نہیں ہوئی۔ یہ بھی سوچئے ترک کلام کی صرف یہی وجہ ہی نہیں کہ ناراضگی ہی ہو، ترک کلام کی وجہ عدم ضرورت یعنی گفتگو کی ضرورت لاحق نہ ہوئی ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اطمینان حاصل ہو گیا ہو۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصل مقصد ہی پورا ہو گیا ہو۔ جب ترک کلام کے اتنے

marfat.com

احتمالات ہوں تو راوی نے جو ترک کلام کی علت تجویز کی ہے یہ راوی کی غلط فہمی ہے۔ پھر اسی غلط فہمی کو ایک دوسرے نقل کرنے لگے یہاں تک کہ امام بخاری تک پہنچ گئی وار آپ نے اپنی کتاب میں درج کر دی۔ مذکورہ واقعہ طلاق میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور خود آنسرور عالمیاں سے پوچھ کر غلط فہمی کو دور کر لیا۔ لیکن ابن شہاب زہری کی غلط فہمی کو الگ کیا جاوے تو کس طرح کیا جاوے۔

ابن شہاب زہری نے جس وقت اپنے قیاس اجتہاد سے ناراضگی کا فقرہ روایت میں درج کیا تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اس وقت دنیا میں موجود ہوتیں تو اصل واقعہ کی تحقیق کی جا سکتی تھی۔ اب تو عقل سے ہی کام لیا جا سکتا ہے لیکن جن اہل علم کی توجہ اسطرف پھر گئی انہوں نے اس روایت کو تنقید سے معاف نہیں کیا۔

نوٹ: اگر شیعہ حضرات از راہ تعصب ان الفاظ ناراضگی کو حقیقت پر سمجھنے پر مصر ہیں تب بھی ایسی روایات شیعہ حضرات کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔ جن سے حضرت سیدہ پاک کی خوشنودی کا ثبوت ملتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

ا۔ روایات از کتب شیعہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں۔ (شرح نہج البلاغہ)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَاخُذُ مِنْ فَدَكِ قُوْتِكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيْ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ وَاَخَذَتِ الْعُهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَكَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَآءُ بَعْدَهٗ كَذَالِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ

marfat.com

ترجمہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سیدہ خاتون جنت کو کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فدک سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے۔ اور باقی ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں کہ میں فدک کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ اس پر راضی ہوگئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا۔

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید شیعی جز ۱۶ جلد ۴)

۲۔ ذکر ما فعل ابو بکر بفدک وقاله فی شانها

حضرت ابوبکر صدیق کے دلائل سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ کیلئے ان پر راضی ہوگئیں۔ (از شرح نہج البلاغہ ابن میثم)

وَرُوِیَ اَنّہٗ لَمَّا سَمِعَ کَلَامَهَا اَحْمَدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَصَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا خَیْرَةَ النِّسَآءِ وَابْنَةَ خَیْرِ الْاٰبَآءِ وَاللّٰہِ مَا عَدَوْتُ رَایَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا بِاَمْرِہٖ

ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ جب ابوبکر نے سیدہ کا کلام سنا (یعنی یہ کہ سیدہ ابوبکر سے کلام نہ کریں گی تو یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کے گھر آئے) اللہ کی حمد وثنا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجی پھر کہا۔ اے خیر النساء اے بہترین باپ کی بیٹی۔ خدا کی قسم میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی مخالفت نہیں کی۔ میں نے وہی کچھ کیا جس کا

marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا۔اس کے بعد آپ نے عرض کیا۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاخُذُمِنْ فَدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيَ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكَ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَكَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَآءُ بَعْدَهٗ كَذَالِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فدک سے آپ کی ضروریات زندگی جو آپ کیلئے کافی ہو لیا کرتے تھے۔اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور مجاہدین کو سواریاں اسی سے مہیا کرتے۔اور میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلوک فرمایا کرتے تھے۔تو یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں اور اسی پر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عہد لے لیا۔اس کے بعد علامہ کمال الدین میثم جس سے امام بخاری کی روایت کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے جو ان کیلئے کافی ہوتا اور ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ عمل جاری رہا۔(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم صفحہ ۱۰۷ از زیر خط نمبر ۴۴)

۳۔ اہل تشیع کا مایہ ناز مصنف سید علی نقی لکھتا ہے۔

خلاصہ: ابو بکر وسود آں را گرفتہ بقدر کفائت اہل بیت مے داد وخلفائے بعد از وہم برآں اسلوب رفتار نمودند تا زمان معاویہ کہ ثلث آنرا بعد از امام حسن علیہ السلام بمروان داد

ترجمہ: فدک کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی سے اہل

marfat.com

بیت کو ضرورت کے مطابق دے دیا کرتے تھے اور آپ کے بعد دوسرے خلیفوں یعنی عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی طریق پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک تہائی فدک میں سے مروان کو دے دیا۔

(شرح نہج البلاغہ فیض الاسلام فارسی شرح جلد ۵ صفحہ ۹۶۰)

نوٹ: ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شیعہ حضرات کا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر یہ الزام دھرنا کہ انہوں نے اپنی خلافت میں فدک مروان کو دے دیا تھا یہ بے بنیاد اور غلط ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے فدک کے بارے میں ہم پر رائی بھر بھی ظلم نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو ابن حدید

قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاکَ اَرَاَيْتَ اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ هَلْ ظَلَمَكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا اَوْقَالَ ذَهَبَا مِنْ حَقِّكُمْ بَشَيْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا مَا ظُلِمْنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان۔ کیا ابوبکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا۔ یا تمہارے حق دبائے رکھے۔ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم صفحہ ۸۲)

marfat.com

حضرت علی نے فرمایا کہ باغ فدک کے متعلق شیخین کی مخالفت سے مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔ ملاحظہ ہو ابن حدید شیعی

لَمَّا سَمِعَ كَلَامِهَا اَحْمَدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا خَيْرَةَ النِّسَآءِ وَابْنَةَ خَيْرِ الْاٰبَاءِ .... اِنِّىْ اَشْهَدُ اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرِثُ ذَهَبًا وَّ فِضَّةً وَّلَا دَارًا وَّلَا عِقَارًا وَّ اِنَّمَا نُوْرِثُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ قَالَ فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلِّمَ فِىْ رَدِّ فَدَكٍ فَقَالَ اِنِّىْ لَاَسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا مَّنَعَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ وَّ

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجا اور پھر کہا۔ اے خیر النساء اے بہترین والد کی بیٹی اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف نہیں کیا۔ میں نے صرف ان کے کہنے پر عمل کیا ہے۔ اور پانی وگھاس کا متلاشی اپنے بھیجنے والوں سے جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں اور اللہ کافی گواہ ہے۔ بے شک میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ ہم جماعت انبیاء بطور میراث نہ سونا چھوڑتے ہیں نہ چاندی نہ زمین اور نہ (سازو سامان) ہماری وراثت کتاب وحکمت اور علم ونبوت ہوتی ہے۔ فرمایا جب معاملہ خلافت حضرت علی بن ابی طالب کے پاس پہنچا۔ آپ سے فدک کے لوٹانے میں گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! مجھے اس چیز کے لوٹانے سے شرم خدا آتی ہے۔ جس کو ابوبکر صدیق نے نہیں لوٹایا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم صفحہ ۹۴ فی رد المرتضیٰ علی قاضی)

marfat.com

شیعہ حضرات ہم نے ثابت کر دیا کہ غضبت فاطمۃ کے الفاظ راوی نے اپنی طرف سے قیاس اور اندازے کے پیش نظر زائد کر دیئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی شیعہ عالم یہ ثابت کر دے کہ اس قسم کی ناراضگی کے الفاظ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکلے ہیں ہم اسے پانصد روپے انعام دینگے۔

حقیقت یہ ہے کہ راوی نے جب اپنے شیخ اور استاد سے لم تحکلم کے الفاظ سنے تو اس سے یہ قیاس کر لیا کہ یہ الفاظ سیدہ کی حالت غضب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ لہذا اسی قیاس کے مطابق غلط فہمی سے غضبت کا لفظ زیادہ کر دیا یہ اسی طرح کی قیاس آرائی ہے کہ نبی کریم ازواج مطہرات سے الگ ہو کر بالا خانہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ لوگوں کو اس سے یہ تاثر ملا کہ آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی۔ تو اسی طرح لم تحکلم کا مطلب یہ تھا کہ سیدہ غصے ہو گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کلام نہ کیا۔ بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ انہیں علم ہو گیا کہ اس میں بقول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وراثت نہیں چلتی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں وہی عمل اور طریقہ باقی رکھا ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حین وحیات ظاہری میں تھا۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اس تسلی اور تشفی کے بعد انہوں نے اس معاملہ میں مزید گفتگو نہ کی۔ حالانکہ شرح ابن میثم، شرح ابن حدید شیعی اور درۂ نجفیہ کے مطابق جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں فدک کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ کرونگا جن پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف فرمایا کریت تھے۔ تو

فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ کے الفاظ ان تینوں مصنفین نے لکھے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی ابوبکر صدیق سے ہم کلامی اور رضا مندی دونوں ثابت ہیں اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ سیدہ نے حضرت ابوبکر صدیق

marfat.com

سے تادم آخر کلام نہیں فرمائی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے فیصلہ ابوبکر صدیق کے بعد باغ فدک کے بارے میں کوئی نزاعی کلام نہیں فرمائی۔ تائید

شیعی مؤرخ سعودی سے کہ سیدہ نے ترک کلام فرمائی ہے تو اس سے مراد نزاعی کلام ہے۔

وَكَانَتْ مُهَاجِرَةً لَهُ مُنْذُ طَالَبَتْ يَارِثُهَا مِنْ اَبِيْهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ فَدَكٍ وَغَيْرِهَا وَ بَيْنَهُمَا مِنَ النِّزَاعِ فِيْ ذَالِكَ اِلٰى اَنْ مَاتَتْ

ترجمہ: جب سے باغ فدک وغیرہ کے مطالبہ کی وجہ سے سیدہ نے ترک کلام فرمائی ہے۔ (تو اس سے مراد) نزاعی کلام ہے جو ان کے درمیان سیدہ کے آخر وقت نہ ہوئی۔

(التنبیہ والاشراف ابوالحسن علی بن حسین صفحہ ۲۵۹)

ظاہر ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکر صدیق سے ناراض تھیں تو ان کی خدمات کو ہرگز قبول نہ فرماتیں۔ آدمی جس سے ناراض ہو اس کے ہاتھ سے تو پانی کے گھونٹ کا بھی روا نہیں ہوتا چہ جائیکہ گھر کے سارے اخراجات وصول کرے۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق پر درباره باغ فدک عائد کردہ الزامات کا ردا کابر علماء شیعہ کی تحریرات سے کر دیا۔ اور سیدہ کی ناراضگی بقولے شیعہ حضرات کا دلائل قاہرہ سے رد کر دیا۔

اب بھی اگر شیعہ علماء کی تسلی نہیں ہوئی تو کتب شیعہ معتبرہ سے وہ واقعات پیش کرتے ہیں جن سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ناراضگی ثابت ہوگی۔

کتب معتبرہ شیعہ حضرات سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سیدہ کا ناراض ہونا۔

قَدْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَوْمًا فَنَظَرَتْ اِلٰى رَاْسِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ حُجْرِ الْجَارِيَةِ فَقَالَتْ يَا اَبَا الْحَسَنِ فَعَلْتَهَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلْتُ شَيْئًا فَمَا الَّذِيْ

marfat.com

تُرِيْدِيْنَ قَالَتْ تَاذِنُ لِيْ فِي الْمَسِيْرِ اِلٰى مَنْزِلِ اَبِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقَالَ لَهَا قَدْ اَذِنْتُ لَكِ

ترجمہ: حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شاہ حبشہ نے ایک لونڈی ہبہ کی انہوں نے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی۔ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس لونڈی کی گود میں تھا۔ تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے ابو الحسن آپ نے اس سے جماع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اے بیٹی رسول میں نے اس سے کچھ نہیں کیا۔ سیدہ فاطمہ نے ناراضگی کے عالم میں کہا آپ مجھے رخصت دے دیں کہ میں اپنے والد گرامی کے گھر چلی جاؤں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں اس کی اجازت دیدی۔

(انوار نعمانیہ جلد اول صفحہ ۷۹ نور مرتضوی جلاء العیون صفحہ ۱۴۰)

شیعہ حضرات اس ناراضگی سیدہ سے حضرت علی کی خلافت پر قطعاً کوئی آنچ نہیں آئی اسی طرح سیدہ کی ناراضگی صدیق اکبر سے فرض کر بھی لیں تو بھی اس سے اُن کی خلافت باطل نہیں ٹھہرتی۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بعد از نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بوجہ اُن کے فقیر ہونیکے غم وغصہ سے رو پڑیں۔ (معاذ اللہ) امالی صدوق قال کنا قعود

عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَتْ فَاطِمَةُ تَبْكِيْ بُكَآءً شَدِيْدًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ يَا فَاطِمَةُ قَالَتْ يَا اَبَاهُ عَيَّرَتْنِيْ نِسَآءُ قُرَيْشٍ وَقُلْنَ اِنَّ اَبَاكِ زَوَّجَكِ مِنْ مُعْدُوْمٍ لَا مَالَ لَهٗ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ لَا تَبْكِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا زَوَّجْتُكِ حَتّٰى زَوَّجَكِ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ وَاَشْهَدَ بِذٰلِكَ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ

marfat.com

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت روتی ہوئی تشریف لائیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ؟ تمہیں کس نے رولایا؟ عرض کی اباجان! قریشی عورتوں نے مجھے طعنہ دیا ہے کہ تمہارے والد نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جس کے پاس کچھ مال نہیں۔ تو آپ نے فرمایا بیٹی مت رو۔ اللہ کی قسم! میں نے تیری شادی اس وقت کی جب اللہ نے تیری شادی عرش پر کر دی تھی اور اس پر حضرت جبرائیل اور میکائیل گواہ بنے تھے۔

(امالی صدوق صفحہ ۲۶۳ المجلس السابع والستون)

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! ایمان سے کہیے ایک طرف شیعہ حضرات فرضی ناراضگی کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر و منافق تک کہتے ہیں اور دوسری طرف اُن کے مذہب کے بانی مبانی اور صحاح اربعہ میں سے من یحضرہ الفقیہ کے مصنف شیخ صدوق نے اس روایت میں کھلے الفاظ میں جو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی گستاخی اور توہین کی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں سرورِ کائنات نے "بتول" فرمایا۔ جس کے معنی دنیا سے بے نیاز کے ہیں۔ شیخ صدوق نے اس روایت کے ذریعے اس سیدہ کو بہت بڑا دنیادار ثابت کیا اور کہا کہ آپ نے اس کمینی دنیا کی خاطر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فقیر سمجھتے ہوئے انتہائی گریہ وبکا کیا۔ اور روتی ہوئی بارگاہ رسالت میں آئیں اور تمام صحابہ کرام کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غربت اور اپنی بدقسمتی کا رونا رو دیا تو کیا یہ اندازِ روایت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شدید توہین کے مترادف نہیں؟ اگر ہے اور واقعی ہے تو خود اس روایت کا راوی اور اس کے متبعین اور بناوٹی مخلصین مومنین کا ایمان اور

marfat.com

خلوص کدھر گیا؟ ادھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرضی داستان غصہ سے کفر ونفاق کا فتویٰ۔ ادھر گستاخی اور توہین سے خالص ایمان:

۳۔ حوالہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے باغ صدقہ کیا تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے انہیں غصہ سے مارا۔ العیاذ باللہ

امالی صدوق۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سلیمان فارسی کو بلایا اور فرمایا وہ باغ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ بازار میں جا کر تجار حضرات کے پاس فروخت کردو۔ چنانچہ سلیمان فارسی نے بارہ ہزار درہم پر اسے فروخت کر دیا۔ اور وہ رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کردی۔ وہاں ایک اعرابی تھا اس نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس رقم میں سے چار ہزار چالیس درہم اس کو عطا فرما دیئے۔ تو یہ خبر مدینہ شریف میں پھیل گئی۔ ایک آدمی انصار میں سے سیدہ فاطمہ کے پاس گیا آپ کو مذکورہ واقعہ کی خبر دی آپ نے اس کو دعا دی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ رقم وہیں بیٹھے ہوئے لوگوں میں تقسیم کردی۔ یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رکھا۔ اس کے بعد سیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے میرے باپ کے باغ کو فروحت کر دیا ہے؟ حضرت علی نے جواب دیا ہاں میں نے فروخت کر دیا ہے۔ سیدہ فاطمہ نے سوال کیا کہ رقم کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے وہ اللہ کے راستے میں تقسیم کردی۔ پھر حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ میں بھوکی ہوں اور ہمارے بیٹے بھوکے ہیں اور آپ بھی ہماری طرح بھوکے ہیں اور ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے۔ یہ کہہ کر سیدہ فاطمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو پکڑ لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فاطمہ مجھے چھوڑ دے تو سیدہ نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم ہرگز آپ کو نہیں چھوڑونگی یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان میرے ابا جان

marfat.com

فیصلہ فرمادیں۔ پس جبرائیل نازل ہوئے اور فرمایا۔ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اور علی کو اللہ تعالیٰ سلام فرماتا ہے۔

قُلْ لَفَاطِمَةَ لَيْسَ اَنْ تَضْرِبِیْ عَلٰی يَدَيْهِ وَتَلْزِمِیْ بِثَوْبِهٖ

ترجمہ: یعنی فاطمہ کو فرمادیجئے۔ کہ تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ تو علی کے ہاتھوں پر مارے اور اس کے دامن کو نہ چھوڑے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر آئے تو فاطمہ کو دیکھا انہوں نے حضرت علی کا دامن پکڑا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کا دامن کیوں پکڑا ہوا ہے؟ سیدہ فاطمہ نے مذکورہ بالا واقعہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! میرے پاس جبرائیل تشریف لائے اور مجھے اور علی کو اللہ کا سلام پہنچایا اور فرمایا کہ فاطمہ کو فرمادیجئے کہ تیرے لئے جائز نہیں کہ تو حضرت علی کے ہاتھوں پر مارے۔ لہذا حضرت فاطمہ نے چھوڑ دیا اور معافی مانگی۔

شیعہ حضرات اس صراحت کے ساتھ سیدہ کی ناراضگی جب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ اسی طرح سیدہ کی ناراضگی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بفرض محال اگر مان لی جائے تو بھی اس سے ان کی خلافت باطل نہیں ٹھہرتی۔ (حوالہ ناسخ التواریخ)

در کتاب علل الشرائع سند با ابو ہریرہ منتہی مے شود۔ مے گوید نماز یا مداورا با رسول خدا گذاشتیم آں گا۔ پیغمبر برخاست۔ درواں شد وسخت اندوہناک بود۔ مانیز از قفائے اوروانہ شدیم چوں بباب سرائے فاطمہ رسیدیم رسول خدا علی را نگریست کہ در پیش روئے باب برخاک خفتہ است پیغمبر در کنار او بہ نشست وگرداز جامہ اور بستر۔ ویقول قم فداک ابی وامی یا ابا تراب۔ فرمود پدرو مادرم فدائے تو باد۔ اے ابوتراب برخیز ودست علی را بگرفت وداخل سرائے شد۔ زمانے دیر برنگذشت کہ بانگ خندہ ایشاں راضعا نمودیم ورسول خدا بیروں شد بوجہ مشرق عرض کردیم یا رسول اللہ بدروں سرائے شدی با قلب پژماں وبیروں آمدی باروئے شادماں۔

marfat.com

فَقَالَ كَيْفَ لا اَفْرَحُ وَقَدْ اَصْلَحْتُ بَيْنَ اثْنَيْنَ هُمَا احَبُّ اَهْلَ الاَرْضَ اِلٰی اَهْلَ السَّمَاءِ فرمود چگونه شاد خاطر نباشم وحال آنکه اصلاح نمودم میان دو کس را۔ کہ محبوب ترین مردم زمین اندور نزد اہل آسماں۔

ترجمہ: کتاب علی الشرائع میں سند ابو ہریرہ تک پہنچائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نماز صبح رسول اللہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد خدا کے پیغمبر اُٹھے اور روانہ ہوئے۔ درآں حالیکہ سخت غمناک تھے۔ ہم بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوئے جس وقت حضرت فاطمہ کے مکان کے دروازے پر پہنچے ہیں تو خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو دروازے کے پاس مٹی پر سوئے پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے اور علی کے کپڑوں سے غبار صاف کیا اور فرمایا اٹھ کھڑا ہو اے ابو تراب میرے ماں باپ تجھ پر فداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ گھر والوں کے ہنسنے کی آواز ہمیں سنائی دی۔ اس کے بعد خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ درآں حالیکہ آپ کا چہرہ مقدس خوش سے چمک رہا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس گھر میں داخل ہوئے تو آپ کا دل غمناک تھا اور باہر تشریف لے آئے تو آپ کا چہرہ ہشاش بشاش۔ وجہ کیا ہے فرمایا کیوں خوشی نہ کروں اس حال میں کہ میں نے صلح کرا دی ان دو ہستیوں میں جو آسمان والوں کو سارے زمین کے باشندوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

(ناسخ التواریخ جلد چہارم از کتاب دوم صفحہ ۶۷، ۶۹ مرزا تقی لسان الملک در بیان کیفت معاشرت امیر المومنین و حضرت فاطمہ بلفظہٖ جلاء العیون صفحہ ۱۴۰)

ابو جہل کی لڑکی سے علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ کیا تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ناراض ہو گئیں۔

marfat.com

امالی صدوق

اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَ ابْنَۃَ اَبِیْ جَھْلٍ عَلٰی فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَکَاہُ عَلَی الْمِنْبَرِ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَزَوَّجَ اَبْلَتَ عَدُوِّ اللّٰہِ عَلٰی ابْنَۃِ نَبِیِّ اللّٰہِ اِنَّ فَاطِمَۃَ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ فَمَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ سَرَّھَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ غَاظَھَا فَقَدْ غَاظَنِیْ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی۔ آنسرورعالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برسرمنبر عام صحابہ کرام کے سامنے اس کا اظہار فرمایا اور فرمایا (علی کرم اللہ وجہہ) چاہتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کی بیٹی کے ہوتے ہوئے اللہ کے دشمن کی بیٹی سے شادی رچائے۔ خبردار! فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اُسے دکھایا۔ اُس نے مجھے دکھایا اور جس نے اُسے خوش کیا۔ اُس نے مجھے خوش کیا جس نے اُسے غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔

(امالی صدوق صفحہ ۱۶۴ المجلس الثانی والعشرون)

تعجب ہے کہ شیعہ علماء بخاری شریف کی ناراضگی والی روایت کو رات دن اُچھالتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک شعیت کا مقصد ہی یہی ہے۔

سیدہ کی ناراضگی والی روایت صرف امام زہری کے واسطہ سے ان کے صرف ایک شاگرد (صالح) کی ذکر کردہ روایت میں (غضبت) یہ لفظ آیا ہے اور انہی (امام زہری) سے روایت کرنیوالے دو راوی (شعیب۔ خالد) اس لفظ کا ذکر نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ امام زہری کے شاگرد، صالح، جب اس واقعہ میں اپنے استاد امام زہری سے (لاتحکلم حتی ماتت)

marfat.com

کے الفاظ سنے تو اس سے خود اندازہ لگا لیا کہ سیدہ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات تک کلام نہ کرنا بوجہ غصہ اور ناراضگی سے تھا۔ اس قیاس کی بنا پر (صالح) نے غضبت کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا جو اس کا اپنا خیال تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ناراضگی نہ تھی بلکہ راوی کا اپنا قیاس تھا۔ حالانکہ اس روایت کے بعض طرق میں ناراضگی کا ذکر تک نہیں۔

نوٹ: اہل سنت کی کتابوں، بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، شمائل ترمذی وغیرہ ان کتابوں میں حدیث فدک کا چودہ مقاموں پر مذکور ہے۔ چودہ میں سے صرف چار مقام ایسے ہیں۔ جہاں ناراضگی کا ذکر ہے۔ باقی دس مقام ناراضگی سے خالی ہیں۔ اب ہم کو سوچنا چاہیے کہ جن دس مقاموں پر ناراضگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کیا وجہ ہے؟ غور وفکر کرنے معلوم ہو گیا کہ جن صاحبان نے ناراضگی کے فقرے کو ترک کیا۔ انہوں نے جان بوجھ کر ترک کیا۔ کہ وہ اس زیادتی کو قابل قبول نہیں سمجھے اور راوی کا اپنا قیاس خیال کیا۔ خود بخاری و مسلم کی بعض سندیں بھی ناراضگی سے خالی ہیں جیسے حضرت عائشہ صدیقہ سے عروہ بن زبیر کے واسطے سے امام زہری روایت کرتے ہیں۔ ناراضگی نام نہیں لیتے۔

شیعہ حضرات کے آگے ہم نے اُن ہی کی کتب معتبرہ سے پانچ روایات پیش کی ہیں۔ ان میں ناراضگی کے الفاظ کتب شیعہ میں متفق علیہ ہیں۔ اور صراحتاً ناراض ہونا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی المرتضیٰ سے ثابت ہو گیا مگر شیعہ علماء روایت خمسہ مذکورہ کے بیان کرنے میں اپنی شکست جانتے ہیں۔ اب شیعہ علمائے کرام کا فرض ہے کہ روایت خمسہ مذکورہ کا جواب دیں اور اگر جواب دینے کی ہمت نہیں تو صحیح بخاری والی روایات کا تذکرہ چھوڑ دیں۔ بارہا شیعہ علماء سے اس مسئلے پر بحث ہوئی مگر جواب ندارد۔

نوٹ: روایت نمبر ۵ کے متعلق جس میں حضرت علی المرتضیٰ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے۔ ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی۔ کا ذکر ہے بحوالہ امالی صدوق اس کا

marfat.com

جواب دیا صرف باقی چار روایات سے اعراض کیا۔

جواب شیعہ کا منافقین نے حضرت زہرا رضی اللہ عنہ کے پاس بفرض ایذا رسانی یہ غلط خبر اڑا دی جس سے سیدہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہوا۔ جب سیدہ کو علم ہو گیا کہ یہ خبر جھوٹی ہے تو وہ غصہ جو منافقین سے یہ خبر سننے پر پیدا ہوا تھا زائل ہو گیا۔ مگر یہ جواب شیعہ حضرات کی شکست یا تجاہل عارفانہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ جواب حقیقتاً جواب دینے سے عاجز ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ ہمارا سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ناراض ہونے کا تھا۔ اگر سیدہ فاطمہ سچی بات سنکر حضرت علی سے ناراض ہو جاویں تو بھی ناراضگی ہوگی اور اگر کوئی جھوٹی بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں تو بھی ناراضگی ہی ہوگی۔ اس کو رضامندی تو نہیں کہا جائیگا۔ ان شریف آدمیوں سے کوئی پوچھے خبر سچی ہو یا جھوٹی اس سے تو بحث ہی نہیں تھی۔

ایک طرف شیعہ حضرات فرض ناراضگی کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر و منافق تک کہتے ہیں۔ اب ان روایات خمسہ کا جواب جو کہ ان کی کتب معتبرہ سے ہم نے پیش کئے اور ہم نے بھی شیعی کتب معتبرہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی رضامندی حضرت ابوبکر سے ثابت کر دی ہے۔ پچھلے اوراق کا بغور مطالعہ کیجئے۔ اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کوئی شیعہ عالم "غَضِبَتْ فَاطِمَةُ" کے الفاظ سیدہ فاطمہ کے منہ سے نکلے ہیں ثابت کر دے ہم اُسے پانصد روپے انعام دیں گے۔ اس کے برعکس ہم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی اور غصہ جنابہ کے قول و فعل سے حضرت علی المرتضٰی کے بارے ثابت کر دیا۔ اور اگر اب بھی کوئی شیعہ عالم بخاری کی روایت بخاری کی روایت کا ذکر کرتے تو دیانتداری کا تقاضا ہے ہماری ان پانچ روایات کا جواب دے۔ انشاء اللہ جواب کا نام ہی نہ لے گا۔

marfat.com

دعوتِ غور و فکر شیعہ حضرات سے

اہل بیت رسول کو اللہ رب العزت نے دنیاوی مال و دولت اور زیب و زینت سے منع فرمایا۔

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (پارہ ۲۱ رکوع آخر)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی خواستگار ہو تو آؤ میں تم کو نفع پہنچادوں اور پھر تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی خواستگار ہو تو اللہ نے نیکوکار عورتوں کیلئے بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے۔ (ترجمہ مقبول شیعی)

اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ

marfat.com

تَطْهِیْرًا (پارہ ۲۲ رکوع ۱)

بے شک اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اے اہل بیت تم سے دنیاوی مال کی حب دور کر دے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کے محبت کے عالی مرتبہ ومقام سے نوازے تو جب ازواج مطہرات نے سامان دنیا کا تھوڑا سا مطالبہ کیا تو اس کو اللہ اور رسول نے اچھا نہ سمجھا اور اس مذموم دنیا کی حرص ان کے دل سے نکال کر طہارت قلبی عطا فرمائی۔ تو کیا سیدہ خاتون جنت کیلئے ہی حضور الصلوٰۃ والسلام نے اس لعنت اور قابل مذمت چیز کو پسند فرما کر لاکھوں کروڑوں کی جائیداد (فدک) حضرت خاتون جنت کو عطا فرما دی۔

یہ لوگ ایک طرف سیدہ خاتون جنت کی محبت کے دعویٰ میں اور دوسری طرف حضرت صدیق اکبر کی عداوت میں اسقدر حواس باختہ نظر آتے ہیں کہ خود اپنی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔

۲۔ ایک دن سیدہ خاتون جنت حسنین کریمین کو لے کر اپنے والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اُس اوقات میں کہ غم وفات سے خیر الوریٰ کے حسرت و یاس میں نہائیں۔ یعنی زندگی آخری لحات میں۔

فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰذَانِ اِبْنَاکَ فَوَرِثْهُمَا شَیْئًا

عرض کی کہ اے خلیفہ خدا یہ دونوں تمہارے لاڈلے بیٹے ہیں انہیں اپنی وراثت سے کچھ دو۔

فَقَالَ اَمَّاالْحُسَیْنُ فَاِنَّ لَهٗ هَیْبَتِیْ وَ سُوْدَدِیْ وَاَمَّاالْحَسَیْنُ فَاِنَّ لَهٗ شَجَاعَتِیْ وَجُوْدِیْ

فرمایا مخبر صادق نے امام حسن کو اپنی ہیبت اور سرداری کا مختار کیا اور امام حسین رضی

marfat.com

اللہ عنہ کوصفت شجاعت اور جود وسخا کا افتخار دیا۔ یعنی میراث انبیاء مال وزر نہیں۔ علم وحلم شجاعت وسخاوت وغیرہ صفات حمیدہ ہیں۔

(اخبار ماتم صفحہ ۲۰۸ جلا العیون صفحہ ۲۴۸ حدیدی شرح نہج البلاغہ جلد دوم جز ۱۶)

قارئین کرام! سیدہ خاتون جنت جیسی محبوب ترین لخت جگر اپنے فرزندوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کہہ کر آپ کے پیش کرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ انہیں اپنی وراثت سے کچھ دو۔ اس وقت اگر آنسرور عالیاں کے پاس دنیاوی چیزوں میں سے کوئی چیز ہوتی تو ضرور حسنین شریفین کو عطا کر دیتے۔ کیونکہ عرض کرنیوالی خاتون جنت ان سے بڑھ کر اور کوئی شفیع نہیں ہوسکتا اور جود وسخا رحم لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ اکبر

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور محل شفقت ومحبت اور عنایت حسنین کریمین سے زیادہ اور کون؟ معلوم ہوگیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لخت جگر کی شفاعت سے پہلے اپنا سب کچھ راہ خدا میں وقف فرما چکے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا۔

نَحۡنُ مَعَاشَرُ الۡاَنۡبِیَاءِ لَا نُوۡرِثُ مَا تَرَکۡنَا صَدَقَةٌ

ترجمہ: ہم پیغمبروں کی جماعتیں موروث نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ وقف ہوا کرتا ہے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شفاعت کے جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کا ذکر کرنا اور دنیاوی چیزوں میں سے کسی چیز کا ذکر تک نہ کرنا۔ اسبات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ سرور عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے دین چاہتے تھے وار دنیا نہیں چاہتے تھے۔

اموال پیغمبراں وقف ہوجاتے ہیں رشتہ داروں میں حسب قاعدہ تقسیم نہیں ہوا کرتے۔

marfat.com

۳۔ قارئین کرام! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمۃ الزاہرا کو ملنے کیلئے تشریف لائے گھر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا دیکھا کہ سیدہ کے گلے مبارک اور کانوں میں چاندی کے زیور پہنے ہوئے ہیں اور دروازے پر پردہ لٹکایا ہوا ہے آنحضرت دیکھتے ہی غضبناک ہو کر گھر سے چلے گئے اور مسجد میں چلے گئے اور منبر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ حضرت سیدہ نے خیال کیا کہ آنحضرت کو کچھ دنیاوی زیب و زینت کی چیزیں نظر آئیں تو ناراض ہو کر چلے گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سب کچھ خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ جب آنسرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ٹھیک کام کیا۔ اس کا باپ اُس پر فدا ہوا۔ اس فقرے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دہرایا اور فرمایا بات یہ ہے کہ دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہیں ہے۔ اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کیلئے ہے اگر دنیا کی قدر و قیمت خدا تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ کتاب ناسخ التواریخ جلد چہارم کتاب دوم صفحہ ۲۳۹ اور یہی روایت جلاالعیون میں شیعہ حضرات کے رئیس المحدثین ملاباقر مجلسی بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہ مرتبہ فرمود کہ کرد آنچہ مے خواستم پدرش فدائے اوباد۔ دنیا از محمد و آل محمد نیست اگر دنیا در خوبی نزد خدا برابر پر پشہ مے بود دنیا کافراں را شربت آب نمے داد پس برخواستند و بخانہ فاطمہ داخل شدند (ترجمہ اوپر کی خط کشیدہ عبارت میں پڑھ لیجئے)

(جلاالعیون باقر مجلسی صفحہ نمبر ۹۸)

سوچنے کا مقام ہے کہ آنسرور عالمیاں دنیا سے بے تعلقی کے اظہار کے موقع پر اپنی آل کو اپنے ساتھ ملا کر ذکر کرتے ہیں اور کسی کو اس موقع پر اپنے ساتھ نہیں ملاتے۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی وراثت سے پاکیزگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اور اپنی اولاد کو اپنی حیات میں اس مسئلہ کی عملی تعلیم دے رہے ہیں۔

marfat.com

۴۔ ملا محمد باقر مجلسی شیعہ حضرات کے خاتم المحدثین سید الفقہائے والمجتہدین جلاء العیون میں رقم طراز ہیں۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین روایت کردہ است کہ آنحضرت فرمود کہ فاطمۃ الزاہرا محبوب ترین مردم بود نزد حضرت رسالت و آنقدر آب از مشک آورد کہ در سینۂ او اثر کرد و آنقدر آسیا گردانید کہ دستہائش آبلہ کرد۔ و آنقدر خانہ را جاروب کرد کہ جامہائش سیاہ شد بسبب ایں خدمتہا بآنحضرت ضرر شدیدی رسید پس من روزے باو گفتم کہ برو واز پدر خود سوال کن کہ برائے تو کنیزکے بخرد کہ بعض از خدمتہائے ترا متحمل گردد۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرمود اے فاطمہ چہ حاجت داشتی دیروز نزد من فاطمہ در گفتن شرم کرد۔ من ترسیدم اگر جواب نگوئم حضرت برخیزد من سر خود را بیروں آوردم و حالت در اعراض کردم فرمود آیا مے خواہید کہ خبر دہم شمارا بیک چیزے کہ بہتر است از برائے شمار از کنیز چوں برخت خواب میروی سی وسہ مرتبہ سبحان اللہ وسی وسہ مرتبہ الحمد للہ وسی و چہار مرتبہ اللہ اکبر بگوید۔ پس فاطمہ سر خود را بیروں آورد و سہ مرتبہ گفت راضی شدم از خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: شیخ صدوق نے معتبر سند کے ذریعے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمۃ الزاہرا نبی کریم کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینے میں نشان پڑ گئے۔ پانی کی مشکیں بھر کر لانے سے اور چکی پیسنے کیوجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اور گھر میں جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے سیاہ ہو گئے۔ اپنے ان گھر کے کاموں کی وجہ سے حضرت فاطمہ سخت تکلیف میں تھیں۔ پس میں نے ایک دن حضرت فاطمہ سے کہا کہ جاؤ اور اپنے والد شریف سے عرض کرو کہ ایک باندی خدکر تم دیویں جو کہ گھر کے کام کاج میں تمہارا ہاتھ بٹائے۔ حضرت فاطمہ جب اپنے والد شریف کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اس وقت آنحضرت کے یہاں کچھ لوگ باتیں کر رہے

marfat.com

تھے۔ حیا کی وجہ سے واپس اپنے گھر تشریف لے آئیں تھیں۔ دوسرے دن صبح سویرے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لے آئے دراں حالیکہ ہم دونوں ایک ہی لحاف میں پڑے ہوئے تھے۔ اور لحاف کے علاوہ کوئی کپڑا ہمارے گھر پاس نہ تھا جو کہ پہن کر ہم لحاف سے باہر نکل آتے۔ پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السلام علیکم ہم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس حالت کی وجہ سے جس حالت میں ہم دونوں تھے۔ پھر دوسری دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام دیا۔ ہم نے کوئی جواب نہ دیا جب تیسری دفعہ آپ نے سلام کہا تو ہم ڈر گئے کہیں ایسا نہ ہو ہمارے جواب نہ دینے کی وجہ سے آپ چلے جائیں کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی پس میں نے عرض کیا وعلیک السلام یا رسول اللہ تشریف لائیے۔ پس آپ گھر میں تشریف لے آئے اور ہمارے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے فاطمہ کل میرے پاس کس کام کیلئے آئی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے شرم کیوجہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے خوف ہوا اگر ہم جواب نہ دیں گے تو آپ واپس چلے جائیں گے میں نے لحاف سے سر نکالا اور فاطمہ کی وہ حاجت بیان کی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں ایک ایسی چیز بتلا دوں جو تمہارے لئے باندی سے بہت بہتر ہو۔ جب سونے کیلئے تیار ہو جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ پس حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے سر لحاف سے باہر نکالا اور تین مرتبہ کہا خدا اور کے رسول سے میں راضی ہوں۔

قارئین کرام! اس روایت سے ظاہر ہے کہ نبوی دور میں حضرت فاطمہ کی زندگی نہایت تنگی میں بسر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ضروری پوشاک بھی دستیاب نہ ہوتی تھی۔ آدمی خالی پیٹ تو گذارہ کر لیتا ہے مگر بغیر ضروری لباس کے کوئی آدمی گذارہ نہیں کر سکتا۔ شیعہ حضرات ایمان سے غور کرو اگر سیدہ فاطمۃ الزاہرا فدک جیسی اتنی بڑی لاکھوں کی جائیداد کی

marfat.com

مالکہ تھیں تو خداداد دولت سے آپ کئی باندیاں خرید سکتی تھیں کہ کسی قسم کی اور ضرورت نہ تھی۔

۵۔ قارئین کرام! ایک اور روایت پر غور کیجئے۔

جو جو تکالیف روایت میں پچھلے اوراق میں تحریر شدہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزاہرا اور حضرت علی المرتضیٰ نے باہمی انہیں تکالیف کا آپس میں ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا کہ پانی کی مشکیں بھر کر لانے سے میرا بدن دکھیا ہو گیا ہے اور چمڑا بدن کا اڑ گیا ہے اور حضرت فاطمہ نے کہا کہ چکی پیتے پیتے میرے ہاتھ بیکار ہو گئے ہیں چونکہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدیوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا کہ اپنے والد شریف کے پاس جاؤ اور ایک خادم طلب کرو۔ پھر حضرت علی نے اسی وقت حضرت فاطمہ کو ہمراہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنا مدعا بیان کیا۔

پیغمبر فرمود از جماعت اسیراں فاطمہ را خدمتگارے نے دہم وایشاں را میفر وشم و بہائے ایشاں را باصحاب صفہ بذل مے نمائم و فاطمہ رضی اللہ عنہا را تسبیح زہرہ بیاموخت

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیدیوں کی جماعت میں سے کوئی خدمتگار فاطمہ کو نہیں دونگا ان کو تو میں فروخت کر دونگا اور ان کی قیمت صفہ کے رہنے والوں پر خرچ کروں گا۔ اور خدمت گار کی جگہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو تسبیح دہرا کر تعلیم دیدی۔ ناظرین کرام روایت نمبر ۴ میں تو کنیز خریدنے کی درخواست تھی جو نا منظور ہوئی تھی۔ اس روایت میں خدمت گار موجود ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خادم دینے سے بھی انکار کر دیا اور خادم کی جگہ پر تسبیحات کی تعلیم کر دی۔

ناظرین کرام وہ ہستی جسے لخت جگر رسول ہونیکا شرف حاصل ہے۔ آپ وہ ہستی ہیں جس کے دکھ رحمت عالمیاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھ ہوتا ہے۔ آپ وہ مقرب الٰہی ہیں کہ آپ

marfat.com

کی ناراضگی میں خداوند کریم کی ناراضگی ہے۔ ایسی محبوب ترین بیٹی اپنے والد گرامی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی ہے۔ بوجہ تکلیف درخواست صرف ایک خادم کی ہے۔ درخواست اس ہستی کی خدمت میں ہے جو مہربانی رحمت وشفقت میں بے مثل ہو۔ اور اگر دعا مانگیں تو اللہ رب العزت احد پہاڑ کو سونے کا بنا دیں اور اس حالت میں کہ خدام کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے۔ مگر ہمہ جواب ملتا ہے کہ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی آسودگی تو آپ کے گوشہ خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ آپ کے نزدیک نفع نام ہی آخرت کی آسودگی کا تھا۔ جبھی تو خادم کے بدلے میں تسبیحات کو رکھ دیا۔

شیعہ صاحبان کیلئے ہمارے ان بیان کردہ واقعات میں سبق موجود ہے۔ کہ جب آنسرور عالمیاں اپنی لخت جگر کی ایسی حالت دیکھ کر سن کر خادم کی جگہ تسبیحات کی تعلیم دیتے ہیں تو پھر باغ فدک کس طرح ان کے حوالے کر دیتے جو لاکھوں دینار و درہم کی جائیداد ہے۔

کار پاکاں را قیاس خود مگیر

گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

قارئین کرام! ہماری بیان کردہ روایات میں کچھ نازیبا اور خلافت تہذیب جملے واقع ہوئے ہیں ہم اہل سنت پر ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اہل سنت اپنی کتابوں میں ان طیب و طاہر افراد کا فقر و فاقہ تنگدستی تو بیان کرتے مگر اس طرح بے لباس ہونا بیان نہیں کیا ہے۔

marfat.com

باب نمبر 6

بحث در مسئلہ خلافت بلافصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

باغ فدک اور خلافت یہ دونوں مسئلے مابین شیعہ واہل سنت نہایت اہم ہیں۔اس سے پہلے ہم مسئلہ فدک کو اہم سمجھتے ہوئے بالتفصیل اعتراضات وجوابات کیساتھ بیان کر چکے ہیں۔اب مسئلہ خلافت شروع کرتے ہیں۔جس کا منکر کافر ہے چونکہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل شیعہ حضرات کے عقیدہ میں جیسے توحید۔رسالت۔قیامت اصول دین میں سے ہے اسی طرح عند الشیعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل۔

لہذا اصول دین کیلئے صریح نص قرآن کا ہونا ضروری ہے۔اس لئے کہ جیسے توحید و رسالت، قیامت کا منکر کافر ہے۔تو جس طرح توحید، رسالت، قیامت کا عقیدہ قرآن مجید کی نص صریح اور واضح الفاظ میں صاف صاف ثابت ہے ایسے ہی خلافت بلافصل علی کرم اللہ وجہہ اور دروازۂ ائمہ کی امامت قرآن مجید کی نص صریح سے واضح اور صاف الفاظ میں ثابت کرو۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ o مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط

marfat.com

توحید۔رسالت۔قیامت کا قرآن پاک میں واضح اور صاف الفاظ میں ذکر۔مگرتا قیامت شیعہ حضرات خلافت بلافصل حضرت علی المرتضیٰ اور باقی اماموں کی امامت ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی قرآنی نص پیش نہیں کر سکتے۔شیعہ حضرات کا ازراہ انصاف اورعلم و عقل فرض بنتا ہے کہ جس طرح رسالت کا منکر کافر فرماتے ہیں اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا منکر بھی ان کے عقیدہ میں کافر ہے۔تو جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نص قرآنی سے صاف اور واضح الفاظ میں ان کی رسالت کا ثبوت ہے اسی طرح یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت بلافصل کا واضح اور صاف الفاظ نص قرآن سے دیکھلا دیں۔مگر ہرگز ہرگز نہیں دیکھلا سکتے۔حال یہ ہے شیعہ حضرات بارہ اماموں کی خلافت وامامت کا منصوص بالاسم قرآن مجید میں ہوتا تو بجائے خود صرف ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل بھی قرآن مجید سے ثابت نہیں کر سکتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر شیعہ حضرات کی پہلی دلیل

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَالِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ (۱۸)

ترجمہ: ان سب لوگوں سے جوتم سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو جانشین بنائے گا۔جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور ان کے دین کو جو اس نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے۔اُن کی خاطر سے پائیدار کر دے گا اور ضرور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔اس وقت وہ میری عبادت کرینگے اور کسی چیز کو میرا

شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہی نافرمان ہیں طریقہ استدلال۔ دیکھو اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ میں تم سے ویسے خلفاء بناؤں گا جیسے تم سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ پہلے بنائے گئے خلفاء کا خود قرآن پاک میں ذکر ہے وہ دو طریقوں سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے تھے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود خلیفہ بنایا اور دوسری یہ کہ اللہ کے کسی پیغمبر نے کسی کو خلیفہ بنایا۔ دونوں طرح کی خلافت ان آیات سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

تحقیق میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور اسی طرح داؤد علیہ السلام فرمایا۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِیْ ا لاَرْضِ

اے داؤد! تحقیق ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا۔

ھَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِی قَوْمِیْ

اے ہارون تم میرے خلیفہ ہو میری قوم میں تو یہ آیات صراحتاً بتلا رہی ہیں کہ اگلے لوگوں میں خلافت کے دو طریق ہی قرآن مجید میں ہیں جن کی تشبیہ اس آیت استخلاف میں دے کر فرمادیا گیا ہے۔ کہ میں تم میں بھی اسی طرح خلفاء بناؤں گا۔ اور اس کی تائید ی اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ان الفاظ میں فرمائی۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا

یعنی ہم نے قرآن پاک کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا۔ چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو شوریٰ نے چنا۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا لہذا یہ

marfat.com

کتاب کے وارث اور خلیفہ نہیں بن سکتے۔ آیت استخلاف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت
اللہ تعالیٰ دیتا ہے شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ تو ہمارا دعویٰ یہ کہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا ذکر
فرمایا ہے اس کے مصداق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی ہیں اور خلیفہ بلافصل ہیں۔ اسبات کی تائید
آیت کریمہ کے آخری حصہ سے ہوتی ہے۔ جس میں خلیفہ برحق کی صفت بھی بیان فرمادی۔

یَعْبُدُو نَنِیْ لَا یُشْرِ کُوْنَ بِی شَیْئًا

کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی مشرک و بت پرستی نہ کی ہو
اور عبادت اُن کا طرہ امتیاز ہوگی حالانکہ سوائے حضرت علی کے یہ صفت خلفائے ابوبکر و عمر میں
نہیں پائی جاتی کیونکہ بقیہ خلفائے ثلثہ میں بت پرستی کا ثبوت ملتا ہے۔

جواب نمبرا:

جن خلفاء کے متعلق آپ نے یہ آیات پیش کی ہیں یہ تمام اللہ کے خلفاء اور نبی ہیں
حالانکہ ہماری اور تمہاری بحث جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ بلافصل کے متعلق
ہے۔ جو کہ خلیفہ رسول ہے۔ نبی نہیں لہذا آپ کا قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر۲:

اگر بالفرض شیعہ حضرات کا یہ مہمل اصول مان لیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء
حضرت انبیاء علیہم السلام اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
خلافت تمام صفات ولوازمات میں ایک جیسی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن ہمارا اور رسول ہمارا،
اور خلیفہ بلافصل بھی ہمارا تو اس سے پہلے خلفاء کا ذکر تو نام بنام ہو۔ مگر ہمارے خلیفہ بلافصل کی
خلافت کا کہیں نام نہ ہو۔ جب آپ کے نزدیک پہلے خلفاء کی طرح حضرت علی کی خلافت ہے
تو آپ حضرت علی خلافت بلافصل کا ذکر نام کے ساتھ ثابت کیجئے۔ جو قیامت تک آپ کے

marfat.com

مجتہدین اور آپ ثابت نہیں کر سکیں گے۔

یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا

کا مطلب یہ ہے کہ خلفاء ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی شرک و بت پرستی نہ کی ہو۔ (قول شیعہ)

جواب: خدا جانے شیعہ علماء تجاہل عارفانہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں یا کہ لاعلمی کی وجہ سے آیت میں لایشرکون بی صیغہ مضارع منفی ہے۔ جس کے معنی حال اور استقبال ہی ہوتے ہیں۔ ماضی کے نہیں ہوتے۔ جس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کفر شرک سے منزہ رہ کر ایمان لا چکے بلکہ مطلق ایمان سے اور وہ اب کبھی شرک نہیں کرینگے۔ یہاں آیت

مَا اَشْرَکُوْا یَا لَمْ یُشْرِکُوْا

نہیں ہے کہ زمانہ ماضی پر دلالت کرے۔

دیگر شیعہ حضرات کے نزدیک جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل توحید و رسالت کی طرح اصول دین سے ہے تو شیعہ حضرات پر لازم ہے کہ اس کا ثبوت اسی طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ پیش کریں۔

جس طرح صراحتاً توحید لا الہ الا اللہُ کے کلمات ہیں اور رسالت محمد رسول اللہ کے کلمات میں ہے اور یہ دونوں اصل قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اگر تم قرآن پاک میں نہیں دیکھا سکتے تو نہ سہی۔ اہل سنت کی کتب حدیث میں کسی کتاب میں سے حدیث متواتر کے ساتھ ہی۔ اس اصل کو ثابت کر دکھائیں تا کہ اس کو بطور حجت دلیل پیش کر سکیں۔ ہمارا چیلنج ہے کوئی شیعہ اگر خلافت بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرآنی آیات میں واضح اور صریح طور پر پیش کر دے۔ یا اہل سنت و جماعت کے ذخیرہ حدیث میں سے کوئی ایک متواتر حدیث اس

marfat.com

بارے میں دکھادے۔ پانچ ہزار روپے انعام دیں گے۔ اس آیہ استخلاف کے طریقہ استدلال کے ضمن میں جو شیعہ حضرات یہ کہتے ہیں کہ خلفائے ثلثہ کا انتخاب مجلس مشاورت کے ذریعہ ہوا نہ کہ خدا اور اس کے رسول کا انتخاب تھا۔ لہذا وہ برحق خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ تو یہ ان شیعہ حضرات کا اپنا مفروضہ اور خود ساختہ قانون ہے۔ کیا یہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اپنے مذہب سے بھی ناواقف ہیں۔ دیکھئے فرمان علی کرم اللہ وجہہ وہ تو فرماتے ہیں کہ۔

اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذَالِکَ لِلّٰهِ رِضًی

ترجمہ: بے شک شوریٰ مہاجرین اور انصار کے شایان شان ہے۔ پس اگر مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جاویں اور اسے اپنا امام و خلیفہ بنانا منظور کر لیں۔ تو وہ امام و خلیفہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ امام ہوگا۔ (نہج البلاغہ حصہ دوم مکتوبات و رقعات صفحہ ۲۴۷ مکتوب نمبر ۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خود مہاجرین اور انصار کی مشاورت کو اپنی خلافت کی دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ تو آپ کی انتخاب انہی حضرات کے باہمی متفقہ مشورہ سے ہوا کسی کے خلیفہ برحق ہونے کے لئے اس کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونا کوئی شرط نہیں۔ بلکہ مہاجرین و انصار کا انتخاب ہی در اصل اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی مضمون کی واضح تائید بھی فرمائی۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ

یعنی شوریٰ مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ مسلمانوں کے امور باہمی مشورت سے طے پاتے ہیں۔ شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت اللہ

marfat.com

تعالیٰ نے نہیں دی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی خلافت دی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کے پاس واپس لوٹانا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اگرچہ فرعون کے گھر سے اور فرعون کے آدمیوں کے سبب سے ہوا۔ لیکن وعدہ الہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (پارہ ۲۰)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اور ہم نے والدہ موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ پھر اگر تم اس کی بابت خوف کرو تو اس کو دریا میں ڈال دو اور تم نہ (اس کے آئندہ کے متعلق) خوف کرو اور نہ (اس کے فراق کا) رنج کرو یقیناً ہم اس کو تمہارے پاس واپس بھی کردینگے اور اس کو رسولوں میں سے بھی قرار دیں گے۔ یا جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

تحقیق اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے تو باوجودیکہ بظاہر کوئی ملازمت کے ذریعے کوئی تجارت کے ذریعے کوئی کھیتی باڑی اور کوئی کسی ہنر کے سبب رزق پا رہا ہے۔ لیکن رازق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ رزق پورا ہو رہا ہے۔ لیکن رازق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس کا وعدہ رزق پورا ہو رہا ہے۔ اسی طرح خلافت اگرچہ جناب ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق، جناب عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بذریعہ شوریٰ ملی ہے اور ظاہری سبب شوریٰ بنا ہے۔ مگر وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا ہے۔ تو ان حضرات کو اللہ تعالیٰ ہی نے خلیفہ بنایا اور چنا ہے۔ شیعہ حضرات کو یہ آیہ استخلاف

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کیلئے پیش کرنا ہی ان کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے۔ دیکھئے تفسیر صافی میں اسی آیت کے متعلق لکھا ہوا ہے۔

نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

اور آگے لکھتے ہیں۔

عَنْ اَهْلِ الْبَيْتِ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ الْمَهْدِیْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

یعنی یہ آیت استخلاف صرف امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرعلی کی خلافت بلافصل اس آیت سے ثابت ہے۔ بولو اگر آپ کو تسلی نہیں ہوئی تو ایک اور آپ کے مفسر قرآن سے آپ تسلی کروا دیتے ہیں۔ (ترجمہ مقبول احمد شیعی دہلوی)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ مِنْكُمْ الخ

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں بروائت اہل بیت مروی ہے کہ یہ مہدی آل محمد کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین نے اس آیت کو تلاوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ یہ ہم اہل بیت کے شیعہ ہیں جن کے لئے خدا تعالی یہ سب کچھ ہم میں سے ایک شخص کے ہاتھوں انجام دے گا جو اس اُمت کا مہدی ہوگا۔

(صفحہ۱۰ےبرحاشیہ نمبر۳ ترجمہ قرآن مقبول افتخار بک ڈپو لاہور)

اور آیت استخلاف میں **کما استخلف الذین من قبلھم** سے شیعہ حضرات یہ مفہوم بیان کرتے ہیں۔ کہ اگلے لوگوں میں خلافت کے دو طریق ہے قرآن مجید ہیں کہ اللہ

marfat.com

تعالی خلیفہ خود مقرر فرماتا تھا۔ یا اس کا کوئی پیغمبر یہ فریضہ سرانجام دیتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انہیں دو طریقوں سے خلیفہ کا ہونا لازمی ہے۔ مگر شیعہ حضرات کا یہ بھی محض مفروضہ اور سراسر غلط مفہوم ہے۔ اس آیت میں جو تشبیہ ہے وہ نفس خلافت میں ہے۔ یعنی جس طرح پہلے لوگوں میں خلفاء اللہ تعالی نے بنائے تھے۔ اور ان کو تمکین فی الارض اور سلطنت عطا فرمائی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا

اسی طرح اے اُمت محمدیہ اتم میں بھی خلفاء مقرر فرمائیگا اور اس وعدہ خداوندی کے مطابق خلفائے راشدین کو خلیفہ بنایا اور وہ عرب وعجم کے والی بنے تو تشبیہ کیلئے اسی قدر کافی ہے۔ امر تشبیہ میں یہ کوئی ضرور نہیں کہ جن چیزوں میں تشبیہ دی گئی ہو وہ تمام اوصاف لوازمات میں ایک دوسرے کے مشابہہ ہوں۔ جیسے کسی بہادر آدمی کو شیر سے تشبیہ دی کر کہا جاتا ہے۔ ھوکالاسد وہ شیر کی مانند ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آدمی درندہ بھی ہو اور اس کے لئے دم بھی ہو اور گردن پر لمبے لمبے بال ہوں یعنی صرف شجاعت میں تشبیہ مراد ہے۔ اسی طرح اسی طرح یہاں آیت استخلاف کما استخلاف الذین میں بھی صرف خلاف اور حکومت دینے میں ہے تمام صفات ولوازمات میں نہیں ورنہ شیعہ حضرات ان آیات میں جن خلفاء آپ ذکر کر کے (آدم، داؤد، موسیٰ وہارون)

تشبیہ دے رہے ہیں وہ تو انبیاء تھے۔ اگر پوری تشبیہ مراد ہے تو پھر شیعہ جواب دیں کہ خلافت حضرت علی کیلئے ثابت کرنا چاہے ہو وہ تمام اوصاف موجود ماننا لازمی ہوگا۔ جوان لوگوں میں تھے جن کے ساتھ تشبیہ دی گئی! اور ان آیات میں جن خلفاء کا ذکر کر کے آپ تشبیہ دے رہے ہیں وہ انبیاء تھے۔

marfat.com

خلاصہ جواب: شیعہ حضرات کا آیت استخلاف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ''خلافت بلافصل'' کو ثابت کرنے کیلئے جن تاویلات کا شیعہ حضرات نے سہارا لیا ہے وہ خود ساختہ اور پوچ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل شیعہ حضرات کے عقیدہ میں توحید۔ رسالت قیامت کی طرح اصول دین میں سے ہے۔ توحید۔ رسالت۔ قیامت قرآنی آیات سے واضح اور صریح یعنی صاف الفاظ میں مذکور ہیں لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل واضح اور صاف الفاظ میں نہ قرآن پاک مذکور اور حدیث متواترہ میں اس کا ذکر تو شیعہ حضرات کی یہ حضرات کی یہ تاویلات بے معنی ہیں۔ دوسرے چونکہ شیعہ حضرات کے عقیدہ میں جناب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل توحید، رسالت قیامت کی طرح اصول دین میں سے ہے جس کا منکر کافر و مرتد ہے اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا منکر ہمارے عیقدہ میں فاسق ہے جیسا کہ خود رب العزت نے فرمایا۔

وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذَالِکَ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْن

ترجمہ: جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہ فاسق ہے۔ تو شیعہ حضرات کا اس آیہ استخلاف میں ذکر ہے جس خلافت کا اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنا لاعلمی نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ ایسی آیت قرآن پاک سے تلاش کریں جس میں منکر خلافت کو کافر و مرتد کہا گیا ہو۔ شاید اُس قرآن میں ہو جو ان کے عقیدہ میں حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل پر شیعہ صاحبان کی دلیل دوم

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَکَ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فِیْ عَلِیٍّ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فلما

marfat.com

بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ........ ثُمَّ قَالَ اَلَا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

ترجمہ: جب رسالت مآب چلتے چلتے غدیرخم پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اے میرے نبی! جو آپ کی طرف آپ کے رب نے اُتارا اسے لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو یوں سمجھیے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی رسالت کو ہی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے حفاظت میں رکھا جائے گا۔ جب آپ نے اس پیغام کو سنا تو آپ نے لوگوں کو اپنی اونٹنی بٹھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اس مقام سے اُس وقت تک ہرگز آگے نہ بڑھوں گا جب تک اپنے رب کی رسالت کو پہنچا نہ دوں اور فرمایا کہ اونٹوں کے کجاوے جوڑ کر ایک منبر تیار کیا جائے۔ منبر تیار ہوا پھر آپ نے حضرت علی کے ساتھ لیا اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے لوگوں کو سخت ڈانٹا حتیٰ کہ فرمایا اے لوگو! کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہوں۔ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کے بعد آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا! کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا۔ کہ آپ کے بغلوں کی سپیدی دکھائی دی اس کے بعد فرمایا! خبردار! جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے اور دعا مانگی اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو علی کا دشمن بنے تو بھی اس کا دشمن ہو۔ (احتجاج طبرسی باب احتجاج النبی یوم الغدیر)

جواب: شیعہ حضرات کے نزدیک جب کہ خلافت، اصول دین میں سے ہے تو پھر اس کا ثبوت کسی ایسی آیت یا حدیث سے ہونا چاہیے جو ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہو۔ مزید یہ کہ اس آیت یا حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کو آپ کے

marfat.com

نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو اور حال یہ ہے کہ مذکورہ بالا۔ آیت تبلیغ کا "غدیر خم" کے موقعہ پر بھی نزول غیر یقینی ہے اور الفاظ

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

میں حضرت علی کی ولایت پر قطعی الدلالۃ نہیں ہیں۔ خود شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر منہج الصادقین میں لکھا ہے۔ (منقول است)

کہ آنحضرت راشبہائی حراست و پاسبانی مے کردند چوں ایں آیت نازل گشت سر مبارک از قبہ کہ از عدیم دوختہ بود بیروں کرد و فرمود اے مرد ماں گردید کہ خدائے مرا نگہداشت

ترجمہ: اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رات کے وقت صحابہ کرام نگہبانی کیا کرتے تھے۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ نے اپنا سر انور چمڑے کے بنے ہوئے خیمہ سے باہر نکالا اور نگہداشت پر مامور صحابہ کو ارشاد فرمایا لوگو! اب تم چلے جاؤ کیونکہ میری حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی آیت کریمہ (منہج الصادقین جلد سوم صفحہ ۲۸۴ زیر آیت یایھا الرسول کے شان نزول میں شیعہ حضرات کے مجتہد علامہ فرات اپنی معتبر کتاب تفسیر فرات کوفی کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں۔ "فرات"

قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ مُعَنْعَنًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ (ص) یَتَحَارَسُہ' اَصْحَابُہ' فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَانُزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہ' وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ فَتَرَکَ الْحَرْسَ حِیْنَ اَخْبَرَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ یَعْصِمُہ' مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: فرات کہتا ہے کہ مجھے اسمٰعیل بن ابراہیم نے بیان کیا اُس نے بیان کیا اُس نے محمد

marfat.com

بن کعب قرظی سے اور وہ کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابہ کرام حفاظت فرمایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اے رسول آپ کی طرف سے آپ کے رب نے جو کچھ نازل فرمایا اسے لوگوں تک پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو گویا آپ نے اللہ کی رسالت ہی نہیں پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے آپ کو محفوظ فرمائے گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاسبانی کروانی چھوڑ دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی خبر آپ کو دی تھی۔

۳۔ شیعہ حضرات کے رئیس المحدثین علامہ الدہر باقر مجلسی قمطراز ہیں۔ حدیث دیگر منقول است کہ پیوستہ جمعے از اصحاب حراست آنحضرت مے نمودند چوں ایں آیہ نازل شد کہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

یعنی خدا نگاہ دارید ترا از شر مردم فرمود کہ دیگر کسے مرا حراست نکند کہ خدا مرا نگاہ میدارد۔ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت فرمایا کرتے تھے تو جب یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے شر سے آپ کو محفوظ فرمائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگہدشات پر مامور صحابہ کرام کو فرمایا کہ لوگو! اب تم چلے جاؤ کیونکہ میری حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا ہے۔ (حیوٰۃ القلوب باب ہشتم صفحہ ۱۱۹)

(تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

تو ان مذکورہ روایات شیعہ حضرات کی کتب معتبرہ سے ثابت ہو گیا کہ آیت تبلیغ

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فِيْ عَلِيٍّ

ترجمہ: نہ تو خم غدیر کے موقع پر نازل ہوئی اور نہ ہی حجۃ الوداع میں وقوف عرفات کے وقت اس کا نزول ہوا اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل کے اعلان کیلئے بطور ڈانٹ نازل ہوئی اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے خطرہ کی ضمانت دیتے ہوئے۔

marfat.com

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے الفاظ نازل ہوئے۔ بلکہ مذکورہ بالا روایات کے الفاظ واضح طور پر ثابت کرر ہے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ''خم غدیر'' اور ''حجۃ الوداع'' سے بہت پہلے مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کفار کے خطرہ کے پیش نظر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی حفاظت فرمایا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جب حفاظت اور عصمت کا وعدہ فرمالیا تو آپ نے صحابہ کرام کو حفاظت کرنیکی ذمہ داری سے رخصت عطا فرما دی۔ شیعہ حضرات کا دعویٰ کہ خلافت بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ نص قرآنی اور متواترات احادیث اہل سنت و جماعت سے ثابت ہے۔ مگر اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے آیت تبلیغ کے شان نزول میں روایات پیش کی ہیں اُن کا متواتر ہونا تو درکنار۔ خبر واحد ہونا بھی درست نہیں بلکہ وہ موضوع اور ان کی من گھڑت روایات میں سے ہیں۔ دیگر حضرت علی سے چند ایسی باتیں لوگوں نے سرزد ہوتے دیکھیں جن کو انہوں نے زیادتی، بختی، بخل، گمان کیا حالانکہ جو کچھ حضرت علی نے کیا تھا وہی حق وصواب تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف سے روانہ ہوئے تو مقام خم غدیر پر آپ نے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی کی فضیلت قرابت، امانت، عدالت کا ذکر فرمایا جس سے لوگوں کے شکوک وشبہات دور ہوگئے۔ ان ایک صاحب بریدہ نامی تھے وہ خود بیان کرتے ہیں۔

عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ عَلِیٍّ الْیَمَنَ .... قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

ترجمہ: کہ میں نے حضرت علی کیساتھ مل کر یمن میں لڑائی کی تو وہاں مجھے ان سے کچھ ایسی حرکات دیکھا پڑی جو زیادتی کے ضمن میں آتی تھیں۔ میں نے ان باتوں کا ذکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اُس دوران مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھنے کا اتفاق ہوا مجھے

marfat.com

ناراضگی آثار نظر آئے۔آپ نے فرمایا اے بُریدہ! کیا میں مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب نہیں ہوں میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا جس کا میں مولا اُس کا علی مولا۔اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو اُن سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔(حافظ بن کثیر)

(البدایہ والنہایہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کے متعلق شکایات بے نبیاد ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایات دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کرنا ہے۔اس لئے حضرت علی سے پیار، محبت، الفت رکھنی چاہیے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کا آیت تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں۔جس کو شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کیلئے دلیل بناتے ہیں۔اگر بفرض محال اس واقعہ کو درست بھی مان لیا جائے۔تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد گرامی۔ من کنت مولا فعلی مولا میں لفظ ''مولیٰ'' کا معنی خلیفہ بلافصل آیا ہی نہیں۔

وِلَایَت اور وَلَایَت جُدا جُدا دو مصدر ہیں۔ولَایَت کے معنی راغب اصفہانی عربی زبان کے مشہور لغات میں ہے۔

اَلْوِلَایَۃُ النُّصْرَۃُ وَالوَلَایَۃُ اوُلَی الْاَمْرِ! مَوْلٰی وِلَایَتْ

سے۔۔۔۔۔۔۔ہے۔اور والی ولایت سے لہذا مولی کے معنی ہوئے یاد و مددگار اور والی کے معنی ہوئے۔امام اور حاکم اور خلیفہ! مولی کے معنی اولی بالتصرف یا خلیفہ اور امام نہیں۔لغت عرب کی شہرہ آفاق کتاب قاموس میں ہے۔المولی۔رب۔مالک۔مددگار۔ مُحب۔محبوب۔ہمسایہ۔چچازاد۔بھائی۔خسر۔حلیف وعقید۔تابع۔آزاد۔غلام۔منعَم۔منعِم

marfat.com

علیہ۔ دوست۔ قریب۔ بیٹا۔ چچا۔ بھانجا۔ شریک۔ نزیل۔ سرپرست۔ وغیرہا مولی کے معنی ہیں۔ اگر نہیں تو خلیفہ نہیں۔ مولی کے اور جو چاہو معنی کرو۔ لیکن اگر نہیں کر سکتے تو اس کے معنی اولی بالا مامۃ اور خلیفہ نہیں کر سکتے۔ شیعہ حضرات خدارا سوچو ایسے کئی معنی رکھنے والا لفظ بغیر کسی قرینہ اور دلیل کے کب ایک معنی میں مستعمل ہوگا۔ اور وہ بھی ایسا معنی جو لغت میں آیا ہی نہیں۔ اگر بفرض محال اس لفظ کا وہی لیا جائے جو شیعہ لیتے ہیں تو کہیے اس آیت کریمہ میں اسی لفظ کا معنی کیا یہی کرو گے؟ قرآن مجید

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی اور جبرائیل آمین اور تمام صالح مؤمن آپ کے مددگار ہیں۔ اگر خلافت بلافصل ہی معنی درست ٹھہرا تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ اور جبرائیل علیہ السلام اور صالح مومنین جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں۔ العیاذ باللہ۔ باقی جیسا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مولی کہا ہے تو اس طرح مشکوۃ شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو فرمایا۔

اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولا ہے۔ تو کیا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل تھے؟

شیعہ حضرات آپ اپنے اشتہارات میں لکھا کرتے۔ مولانا محمد اسمٰعیل مولانا کفایت حسین مولانا بشیر احمد صاحب تو کیا یہ سب مولانا بلافصل خلیفہ ہیں؟ یہ وہی مولانا کا لفظ تو ہے جو جناب رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق فرمایا اور تم اپنے علماء کے متعلق فرماتے ہیں۔ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے بھی مقتدا مولی رہنما

marfat.com

پیشوا ہیں۔ مگر خلافت بلافصل کی کوئی واضح اور صاف صاف دلیل پیش کیجئے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو آپ کے اس ارشاد میں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

اے اللہ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن بنے تو بھی اس کا دشمن ہو وجہ یہ ہے کہ یہاں لفظ مولی عداوت کے مقابلہ میں مذکور ہے۔ جب عداوت کا معنی دشمنی ٹھہرا تو لامحالہ اس کی ضد دوستی ہی ہوگی۔ اس حدیث کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے شکایات و شبہات غلط اور بے بنیاد ہیں۔ شکایت کرنیوالوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علی شکایت کرنا دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کرنا ہے۔ تو بجائے شکایات حضرت علی سے محبت اور الفت جز ایمان سمجھے دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مولا ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نہیں بلکہ محبوب مومنین ہیں۔ اگر کہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیک وقت مولا ہیں۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

اور یہ جبھی ممکن ہے کہ مولیٰ کے معنی محبوب اور دوست ہوں۔ ورنہ ایک ہی وقت میں دو امام اور حاکم اور صاحب تصرف ممکن نہیں۔ شیعہ حضرات کی ایک بے بنیاد اور غلط قیاس آرائی یہ کہ لفظ مولی جو اس حدیث میں وارد ہے۔ اس کا معنی سردار ہے تو اس معنی سے مراد یہ ہو گی کہ جسے رسول اللہ علیہ وسلم سردار ہیں اُس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سردار ہیں۔ یعنی جس معنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اسی معنی سے حضرت علی مولیٰ ہیں۔

جواب: اگر مولیٰ کے معنی آپ کے بیان کردہ اس مقام پر درست مان لئے جائیں تو لازم

marfat.com

آ ئے گا کہ حضرت علی المرتضیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ باقی تمام مخلوقات سے افضل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام پیغمبروں اور رسولان عظام سے افضل ہوں۔ حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا انبیاء کرام سے افضل ہونا تو درکنار بقول حضرت امام جعفر صادق انہیں انبیاء کی صف میں شمار کرنا موجب لعنت ہے۔

فتوی امام جعفر صادق رجال الکشی صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ کربلا

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ قَالَ بِاَنَّنَا اَنْبِیَآءٌ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَنْ شَکَّ فِیْ ذَالِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہم اہل بیت نبی ہیں اُس پر اللہ کی لعنت اور جو اس میں شک لائے اُس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بقیہ تمام انبیاء ورسل سے افضل تو جبھی ثابت ہونے کا احتمال ہے۔ جب آپ خود وصف نبوت اور رسالت سے موصوف ہوں حالانکہ اس ضمن میں ضمیمہ مقبول احمد شیعی دہلوی میں مذکور ہے۔

پھر حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی! جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا ہے اُتنا ہی مدینہ میں رہنے سے ملے گا اور اللہ نے تمہیں تنہا ایک اُمت قرار دیا ہے۔ ضمیمہ مقبول احمد شیعی کی اس عبارت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واضح ارشاد مذکور ہوا کہ اے علی! تو تنہا ایک امت ہے یعنی اگر چہ تو کئی اُمتیوں جیسا ایک اُمتی ہے مگر پھر بھی اُمتی ہے نبی نہیں۔

نوٹ: شیعہ حضرات کی یہ دلیل کہ جس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سردار ہیں۔ اس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی سردار ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ہی سب سے افضل ہیں اور خلیفہ بلافصل ہونا آپ ہی کا حق ہے۔ بے بنیاد

marfat.com

اور غلط ہونا ثابت ہو گیا۔

مذکورہ دلیل کا جواب نمبر ۲ (جلا العیون)

پس آنحضرت چشم کشود و فرمود اے عباس اے عم پیغمبر قبول کن وصیت مرا در اہل من و زنان من و بگیر میراث مرا و ادا کن دین مرا و وعدہ ہائے مرا بعمل آور و ذمت مرا بری گرداں عباس گفت یا رسول اللہ من مرد پیر عیال دارم و تو از ریح عاصف باد دست تر و از ابر بہارے بخشندہ تری و مال من وفانمے کند بوعدہ ہائے تو ر بخشش ہائے تو ایں از من بگرداں پس حضرت نے چشم کھولکہ فرمایا۔

اے عباس رضی اللہ عنہ اے عم رسول خدا میری وصیت میرے اہل بیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ اور میری میراث لو اور میرا دین ادا کرو اور میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھ کو بری کرو۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مرد عیالدار ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوائے تند اور ابر بہار سے زیادہ بخشش وسخاوت فرمانے والے ہیں۔ اور میرا حال اپ کے وعدوں اور بخششوں کو وفا نہیں کر سکتا اس سے مجھ کو معاف رکھیئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اسبات کا اعادہ کیا مگر تینوں مرتبہ حضرت عباس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی جواب دیا۔

پس حضرت فرمود کہ میراث خود را بکسے دہم کہ قبول کند آں را۔ چنانچہ حق قبول کردن است و سزاوار آں باشد چنانچہ تو جواب گفتی جواب نگوید پس با حضرت امیر المومنین خطاب کرد و فرمود یا علی رضی اللہ عنہ تو بگیر میراث مرا کہ مخصوص تست و کسی را با تو نزاع نیست و قبول کن وصیت مرا و بعمل آوار دو عدہ ہائے مرا و ادا کن قرضہائے مرا یا علی خلیفہ من باش در اہل من و تبلیغ رسالت من۔

ترجمہ: پس حضرت نے فرمایا میں میراث اس کو دونگا جو قبول کرے اور اس طرح قبول

marfat.com

کرے جو حق قبول کریگا ہے۔ اور جیسا کہ اے عباس رضی اللہ عنہ تو جواب دیا وہ جواب نہ دیگا۔ پس جناب امیر رضی اللہ عنہ سے خطاب فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ تم میری میراث لو کہ تم سے مخصوص ہے اور کسی کو تم سے اس میں نزاع نہیں ہے میری وصیت کو قبول کرو اور میرے وعدوں پر عمل کرو اور میرے قرض ادا کرو میرے اہل اور تبلیغ رسالت میں خلیفہ بنو۔

اس روائیت سے معلوم ہوا کہ وصی کے بارے پہلے خم غدیر وغیرہ میں فیصلہ ہوا ہی نہ تھا۔ ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کیوں کہا جاتا کہ میری وصیت کو قبول کرو۔ بلکہ پہلے ہی سے حضرت علی کو کہا جاتا کہ اے علی رضی اللہ عنہ تم کو ہم نے بمقام خم غدیر خلیفہ اور اپنی وصی بنا دیا ہے۔ تم ایسا کرنا ویسا کرنا۔ (جلاء العیون صفحہ ۵۹ دربیان وصیت مذکورہ دلیل کا جواب نمبر۳)

جناب رسول کریم کا آخری وقت میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اور آخر میں یہ فرمایا۔ کسے کہ والی امرے باید کہ نیکوکار انصار را بنواز د واز بدکردار ایشاں عفو نماید ایں آخر مجلسی بود کہ حضرت بر منبر نشست تا آنکہ حق تعالیٰ را ملاقات کرد

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخری وقت میں جو خطبہ فرمایا اس میں یہ بھی فرمایا کہ جو شخص والی امر مسلمانان ہو لازم ہے کہ وہ انصار نیکوکار کی رعایت کرے اور بدکار سے گرد رگذر کرے اور یہ آخری مجلس تھی کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ حق سے ملاقات فرمائی

(جلاء العیون صفحہ ۶۳ دربیان آخرین خطبہ حضرت رسالت)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس آخری خطبہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس وقت تک کسی شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلیفہ نہیں بنایا تھا اگر ز خم غدیر میں حضرت علی المرتضیٰ خلیفہ بن چکے ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہ فرماتے کہ جو شخص والی امر مسلمانان ہو (الخ)

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صاف خطاب فرماتے کہ اے علی تم میرے بعد والے

marfat.com

امر مسلمانان ہو تم ایسا کرنا ویسا کرنا۔ (جلاء العیون صفحہ ۶۳ مذکورہ دلیل کا جواب نمبر ۴)

۴۔ سید ابن طاؤس و ابن شہر آشوب و دیگراں روایت کردہ آند کہ عامر بن طفیل و ازید بن قیس بقصد قتل آنحضرت آمدند چوں داخل مسجد شدند عامر بنزدیک آنحضرت آمد گفت یا محمد اگر من مسلمان شوم برائے من خواہد بود، حضرت فرمود کہ برائے تو خواہد بود آنچہ برائے ہمہ مسلماناں است گفت مہ خواہم بعد از خود مرا خلیفہ گردانی۔ حضرت فرمود۔ اختیار ایں امر بدست خدا است و بدست من تو نیست۔

ترجمہ: سید ابن طاؤس ابن شہر آشوب و دیگر حضرات نے روایت کیا کہ عامر بن طفیل اور ازید بن قیس بارادہ قتل آنحضرت آئے جب مسجد میں داخل ہوئے تو عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے وہ کچھ ملے گا جو تمام مسلمانوں کو ملے گا۔ جب تمہارا فائدہ اور نقصان سب کے ساتھ مشترکہ ہوگا۔ اس نے کہا میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے بعد خلیفہ بنادیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ مجھے اور تجھے اس میں کوئی دخل نہیں۔

غور کیجئے! اگر بمقام خم غدیر ایک لاکھ سے زائد صحابہ کی موجودگی میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل کا اعلان فرما کر ان سے اس معاملہ میں بیعت بھی لی ہوتی جیسا کہ احتجاج طبرسی میں لکھا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكَ فَاَقِمْ يَا مُحَمَّدُ عَلِيًّا عَلَمًا وَخُذْ عَلَيْهِمُ الْبَيْعَةَ

ترجمہ: جبرائیل آمین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ رب العزت آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی اونچی جگہ کھڑا فرما

marfat.com

کر لوگوں سے ان کے بارے میں بیعت فرمائیں۔ سو اگر فیصلہ خلافت بحق علی المرتضیٰ ہو گیا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب یہ ہوتا کہ خلافت کا فیصلہ تو بحق علی المرتضیٰ کر چکے ہیں۔ بمقام خم غدیر ہزاروں کے مجمع میں اب اس کا فیصلہ بے فائدہ ہے اور تمہارے لئے اب کوئی گنجائش نہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ خلافت کا معاملہ اللہ پاک کے اختیار میں ہے وہ جسے بنانا چاہے گا اسے بنادے گا میں اور تو اس میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہرہ میں اپنے بعد خلیفہ بلافصل ہونے کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ لہذا حدیث غدیر

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر بطور دلیل پیش کرنا لاعلمی ہے۔

نمبر۵۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ترجمہ: بفرض محال اگر آپ نے شرک کیا تو یقیناً آپ کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور آپ لازماً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمایئے جناب امام محمد باقر سے جو اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو اُن حضرت نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے۔ کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم نے اپنے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم دے دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ لَئِنْ اَشْرَكْتَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم

marfat.com

نے ولایت میں علی کا شریک کسی اور کو کیا تو نتیجہ یہ ہوگا۔ لیحبطن

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ تمہارے بعد حضرت علی کی خلافت بلافصل ہوگی اور اس میں کسی کو ساجھی نہ کرنا ہوگا۔ ورنہ آپ کے تمام اعمال معاذ اللہ ضبط کر لئے جائیں گے اور ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ مگر اس جاہلانہ اور باطل تاویل سے جو توہین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلو نکلتا ہے اس طرح عقل کے اندھوں نے نہ دیکھا اور کور باطنی سے یہ بھی نہ سوجھا کہ آپ کی نبوت تو کجا؟ اعمال حسنہ بھی ضبط ہو چکے ہیں۔ ایسی عقل و دانش پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے۔ شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر صافی صفحہ ۷۱۶ پر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زوجہ مبارکہ کو یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری اس وقت سنائی جب کہ وہ افسردہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ فرمایا۔

فَقَالَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ یَلِی الْخَلَافَةَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ

ترجمہ: راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا میرے بعد بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے پھر اُن کے بعد تیرے والد بزرگوار یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منصب پر فائض ہوں گے۔ اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خبر آپ کو کس نے دی؟ آپ نے فرمایا! مجھے اللہ علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی صفحہ ۷۱۶ سورہ تحریم)

اس حدیث کے الفاظ اتنے واضح اور غیر مبہم ہیں کہ جس کے پڑھنے کے بعد یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا قصہ سراسر باطل اور من گھڑت

marfat.com

ہے کہ اس کے جھوٹ ہونے میں کوئی شبہ تک نہیں رہتا۔ کیونکہ ''خم غدیر'' کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان کر دیا ہوتا تو اس اعلان کے بعد آپ اپنی زوجہ حضرت حفصہ کو یہ کیسے فرما سکتے تھے۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور ان کے بعد تمہارے والد عمر فاروق اس منصب کو سنبھالیں گے اور اگر ان دونوں روایات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بالکل تضاد اور تناقص ہے۔ وہ اس طرح کہ دونوں سچی تو ہو نہیں سکتیں بلکہ ایک صادق اور دوسری کاذب ہوگی جس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اگر حدیث خم غدیر سے شیعہ لوگوں کا یہ استدلال مان لیا جائے کہ حضرت علی کی خلافت بلافصل کا وہ اعلان تھی۔ تو پھر اس حدیث کی رو سے کذب باری تعالیٰ لازم آئے گا جو کہ اس کی ذات پر بہتان عظیم ہے کیونکہ اس کی شان تو مَن اَصدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیثًا ہے۔

دیگر اس روایت کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ امر خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں حضرات شریک فرمایا۔ اور یہی شرکت تھی کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمایا تھا۔ تو جب منع کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکے تو اس پر جو وعید تھی وہ لازماً اثر انداز ہوگی تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علی میں ان دونوں کو شریک فرما کر اپنے اعمال حسنہ بھی ضائع کر دیئے اور اپنا شمار اُن لوگوں میں کر لیا جو سرا سر نقصان اٹھانے ہیں۔ العیاذ باللہ من الرافضین

دلیل نمبر ۶: شیخ مفید روایت کردہ است کہ حضرت مردم را مرخص فرمود بیروں رفتند عباد و فضل پسر او و علی بن ابی طالب و اہل بیت مخصوص آنحضرت بنز د او ماندند پس عباس گفت یا رسول اللہ اگر ایں امر خلافت در ما بنی ہاشم قرار خواہد گرفت پس ما را بشارت دہ کہ ما شاہد شویم و

اگر میدانی بر ماستم خواہند کرد و خلافت را از ما غصب خواہند کرد۔ پس با صحابہ خود سفارش ما را کن بگفن حضرت فرمود کہ شمارا بعداز من ضعیف خواہند کرد و بر شما غالب خواہند شد پس ہمہ اہل بیت گریاں شدند۔

خلاصہ کلام: واقعہ حدیث قرطاس کا ہے کہ قلم دوات لانے کے متعلق جب صحابہ کرام میں اختلاف ہو گیا۔ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو اُٹھ جانے کا حکم دیا۔ جب سب اٹھ کر چلے گئے تو وہاں صرف حضرت عباس، فصل بن عباس، علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت تھے۔ تو حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائیگا تو پس ہم کو بشارت دیجئے۔ کہ ہم خوش ہوں اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غصب کریں گے پس اپنے اصحاب سے ہماری سفارش کیجئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو بعد میرے ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔ اور حالت یہ تھی کہ جناب عباس فضل بن عباس علی بن ابی طالب اور دیگر موجود اہل بیت رو رہے تھے اور آپ سے ناامید ہو گئے۔ مذکورہ حدیث میں اس بات کی صاف وضاحت ہے اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا فیصلہ خُم غدیر کے مقام پر ہو چکا ہوتا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو قلم دوات لانے کے اختلاف کے موقعہ پر حضرت عباس بجائے اس کے کہ امر خلافت ہم نبی ہاشم میں قرار پائیگا کی بجائے یوں کہتے یارسول اللہ اگر خلافت علی (جیسا کہ آپ خُم غدیر پر فیصلہ فرما چکے ہیں) قائم و بحال رہے گی۔ تو ہم کو خوشخبری دیجئے۔

مذکورہ حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اہل بیت، حضرت عباس، فصل بن عباس، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سب کا یہ عقیدہ تھا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف زبان اقدس سے بغیر تحریر کئے صحابہ کرام کو فرما دیں کہ میرے بعد حضرت علی کو خلیفہ بنالینا تو کوئی بھی انکار نہ کرتا۔ خلاصہ کلام (کہ حدیث قرطاس) نے ثابت تو کیا کرنا تھا یہ واضح کر دیا۔ کہ خُم غدیر

marfat.com